

شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کا دعوتی منہج و اسلوب: تجزیاتی مطالعہ



Submitted by

Hafiz Aftab Ahmad

01-259222-004

Supervised by

Madam Kiran Latif

Department of Islamic Studies

School of Humanities and Social Sciences

Bahria University, E-8 Campus, Islamabad

2025

شېخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کا دعوتی منہج و اسلوب: تجزیاتی مطالعہ



Submitted by

Hafiz Aftab Ahmad

01-259222-004

Supervised by

Madam Kiran Latif

A Thesis Submitted in the Fulfilment of the Requirement for the Award of

The Degree in MS Islamic Studies (Islam and Life)

Department of Islamic Studies

School of Humanities and Social Sciences

Bahria University, E-8 Campus, Islamabad

2025

Thesis Approval Sheet

Topic of research:

شيخ عبدالقادر جيلاني رحمته الله عليه كاد عوتي منسج واسلوب: تجزياتي مطالعه

Name of Student: Hafiz Aftab Ahmad

Enrolment No: 01-259222-004

Programme: MS Islamic Studies (Islam & Life)

Approved by

Madam Kiran Latif

Thesis Supervisor

Dr

Internal Examiner

Dr

External Examiner

Dr. Rahim Ullah

Program Coordinator

Dr Syed Muhammad Shahid Tirmazi

Head, Department of Islamic Studies, BUIC

Supervisor's Statement

This is certified that the work contained in this thesis, entitled:

شېخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کا دعوتی منہج و اسلوب: تجزیاتی مطالعہ

Has been carried out under my supervision by Hafiz Aftab Ahmad is approved for submission in partial fulfilment of the requirement for the degree of MS Islamic Studies.

Madam Kiran Latif

Senior Lecturer Islamic Studies

Bahria University, E-8 Islamabad



Bahria University

MS-13

Thesis Completion Certificate

Student's Name: Hafiz Aftab Ahmad

Registration No: 01-259222-004

Programme of Study: MS Islamic Studies (Islam & Life)

Thesis Title:

شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کا دعوتی منہج و اسلوب: تجزیاتی مطالعہ

It is to certify that the above student's thesis has been completed to my satisfaction and, to my belief, its standard is appropriate for submission for Evaluation. I have also conducted plagiarism test of this thesis using HEC prescribed software and found similarity index at _____ and from single source is _____ that is within the permissible limit set by the HEC for the MS/MPhil/Equivalent degree thesis. I have also found the thesis in a format recognized by the BU for the MS/MPhil/Equivalent thesis.

Principal Supervisor's Name: Madam Kiran Latif

Signature: _____

Date: _____



Bahria University

MS-14A

Author's Declaration

I, **Hafiz Aftab Ahmad** hereby state that my MS thesis titled:

شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کا دعوتی منہج و اسلوب: تجزیاتی مطالعہ

is my own work and has not been submitted previously by me for taking any degree from this Bahria University, E-8 Islamabad Campus or anywhere else in the country/world.

At any time if my statement is found to be incorrect even after my Graduate the university has the right to withdraw/cancel my MS degree.

Name of Student: Hafiz Aftab Ahmad

Student/Author's Signature: _____

Date: _____



Bahria University
MS-14B

Plagiarism Undertaking

I, Hafiz Aftab Ahmad solemnly declare that the research work presented in the thesis titled

شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کا دعوتی منہج و اسلوب: تجزیاتی مطالعہ

is solely my research work with no significant contribution from any other person. Small contributions or help wherever taken has been duly acknowledged and that complete thesis has been written by me.

I understand the zero-tolerance policy of the HEC and Bahria University towards plagiarism. Therefore, I as an Author of the above titled thesis declare that no portion of my thesis has been plagiarized and any material used as reference is properly referred/cited.

I undertake that if I am found guilty of any formal plagiarism in the above-titled thesis even after the award of PhD degree, the university reserves the right to withdraw/revoke my MS degree and that HEC and the University have the right to publish my name on the HEC / University website on which names of students are placed who submitted plagiarized thesis.

Student Name: Hafiz Aftab Ahmad

Student's Signature: _____

Date: _____

کلماتِ تشکر

میں سب سے پہلے اللہ رب العزت کا شکر ادا کرتا ہوں کہ اس نے مجھے انسان بنایا اور حضرت محمد ﷺ کی امت میں شامل فرما کر ایمان و اسلام کی نعمت سے مشرف فرمایا اور یہ مقالہ لکھنے کی ہمت و توفیق عطا فرمائی۔ اس کے بعد میں انتہائی شکر گزار اور احسان مند ہوں نگرانِ مقالہ محترمہ میم کرن صاحبہ (سینئر لیکچرار اسلامک سٹڈیز بحر یہ یونیورسٹی، اسلام آباد) کا کہ جن کی مسلسل شفقت و مہربانی سے یہ کام پایہ تکمیل کو پہنچا، اور جنہوں نے مجھ ناچیز کی کوششوں کو سراہا اور اپنے نہایت قیمتی اور علمی مشوروں سے سرفراز فرما کر اس مقالہ کی قدر و منزلت کو بڑھا دیا۔

مادرِ علمی بحر یہ یونیورسٹی اسلام آباد کے وہ تمام اساتذہ کرام جن کی علمی و فکری رہنمائی ہمیشہ میرے شامل حال رہی اور میرے لیے تحقیق کے مراحل آسان ہوئے۔ جنہوں نے نہایت محبت و شفقت کے ساتھ استفادہ کے مواقع فراہم کیے۔ آخر میں اپنی تمام فیملی کا بھی شکر گزار ہوں کہ جنہوں نے مجھے میری بہت سی ذمہ داریوں سے فراغت دے کر علم و تحقیق کے میدان میں قدم رکھنے کے لئے کشادہ وقت عنایت کیا۔ (اللہ تعالیٰ سب کو دارین کی سعادتیں اور عزتیں عطا فرمائے۔ آمین)

Student Name: Hafiz Aftab Ahmad

Student's Signature: _____

Date: _____

انتساب

میں اپنی اس کاوش کو والدین اور اساتذہ کرام کے نام کرتا ہوں، اس لیے کہ ان کی شفقتوں اور شب و روز کی محنتوں کی وجہ سے یہ مقالہ لکھنے کے قابل ہو ابا خصوص شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے نام، جن سے منسوب یہ مقالہ ہے۔

Abstract

Inviting people towards good and stopping them from doing wrong is the way of the Prophets. After the Prophet Muhammad (PBUH), this duty belongs to all Muslims, especially the scholars. This research explains the method and style of preaching used by a great Islamic preacher, Sheikh Abdul Qadir Jilani. The study is based on two of his well-known books, Futuh al-Ghaib and Al-Fath al-Rabbani. It shows that the problems in society during his time were the reason behind his active efforts in preaching. His work brought great results, many people gave up sinful lives, and thousands of non-Muslims accepted Islam. At the end of the research, some useful suggestions are given for today's Islamic preachers by following the way of Sheikh Abdul Qadir Jilani.

Keywords: Sheikh Abdul Qadir Jilani, Islamic preaching, Da'wah, Futuh al-Ghaib, Al-Fath al-Rabbani, good and evil, Islamic scholars, guidance.

فہرستِ موضوعات

صفحہ نمبر	عناوین	نمبر شمار
3	مقالہ کی منظوری کا فارم	1
8	کلماتِ تشکر	2
9	انتساب	3
10	ملخص	4
22-16	مقدمہ	5
24	باب اول: تعارف شیخ، منہج دعوت اور اہمیت، شیخ کا نقطہ نظر اور دعوتی اسلوب	6
25	فصل اول: تعارف شیخ	7
25	نام و نسب	8
26	خاندانی پس منظر	9
27	سن ولادت	10
28-27	جائے ولادت	11
29-28	کنیت و القابات	12
30	بچپن کے حالات	13
31-30	حصولِ علم کے لیے سفر بغداد	14
31	مشہور اساتذہ	15
32	ریاضت و مجاہدہ	16
32	وعظ و نصیحت	17
33-32	بیعت و خلافت	18
34-33	تدریس و تصانیف	19
34	ازواج و اولاد	20
35	وفات	21

36	مزارِ شیخ کا نقشہ	22
37	فصل دوم: منہج دعوت اور اس کی اہمیت	23
38	لفظ منہج اور دعوت کا مفہوم	24
38	دعوت و تبلیغ کی اہمیت	25
39-38	منہج دعوت کا مفہوم	26
39	دعوت کا منہج قرآن کے مطابق	27
40-39	منہج دعوت کی اہمیت	28
41	فصل سوم: شیخ کا نقطہ نظر اور دعوتی منہج و اسلوب	29
41	برائی سے روکنے والوں کے گروہ	30
41	امر بالمعروف و نہی عن المنکر کی شرائط	31
42	معروف و منکر کی پہچان	32
42	امر و نہی کا بہتر طریقہ	33
42	شیخ رحمۃ اللہ علیہ کا دعوتی منہج و اسلوب	34
43-42	وعظ و نصیحت کے لیے دنوں، مقامات اور اوقات کا تعین	35
44-43	اندازِ وعظ و نصیحت	36
44	خلفاء و حکام پر تنقید	37
45	وعظ و نصیحت کے مشمولات	38
46-45	شیخ رحمۃ اللہ علیہ کے دعوتی منہج و اسلوب کے اثرات	39
47	باب دوم: تاریخی پس منظر	40
49-48	فصل اول: شیخ عبدالقادر جیلانی کے زمانے میں موجود انتشار اور فتنہ انگیزیاں	41
51-49	سیاسی خلفشار	42
52-51	بیرونی حملے اور ان کے اثرات	43
52	دینی مغالطے اور بدعتیں	44
53-52	بدعت اور اس کی نوعیت	45

54	تصوف کی مخالفت	46
55-54	تصوف کی حقیقت اور شیخ عبدالقادر جیلانی کا نقطہ نظر	47
56	دینی فتنہ انگیزیاں	48
57	غیر مسلموں کا بڑھتا ہوا اثر	49
58-57	صلیبی جنگوں کا اثر	50
60-58	عقیدہ کی سادگی اور مادی دنیا کی طرف رجحان	51
61-60	سماجی مسائل	52
62-61	معاشی مسائل	53
64-62	شیخ عبدالقادر جیلانی کا کردار	54
66-65	فصل دوم: شیخ عبدالقادر جیلانی کے زمانے میں متکلمین کے مختلف فرقے اور ان کا معاشرتی اثر	55
67-66	مذہبی فرقہ واریت	56
68-67	شیعہ اور سنی فسادات	57
69-68	سلجوقی دور حکومت میں بغداد کی مذہبی حالت	58
70-69	بغداد میں شیعہ سنی فسادات	59
71-70	شیخ عبدالقادر جیلانی کے دور میں فرقہ وارانہ فسادات	60
73-71	معتزلہ	61
75-73	اشعریہ	62
76-75	ماتریدیہ	63
78-76	مرجئہ	64
78	حشویہ	65
80-78	حشویہ کے نظریات اور شیخ رحمۃ اللہ علیہ کی تعلیمات کا تقابل	66
81-80	معاشرتی اثرات	67
83-81	خلاصہ کلام	68

84	باب سوم: موضوعات دعوت	69
85-84	فصل اول: فتوح الغیب اور الفتح الربانی کا تعارفی جائزہ	70
86	فصل دوم: عقائد و عبادات	71
86	عقائد	72
91-87	شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ اور عقائد کی اصلاح	73
95-91	عبادات	74
96	فصل سوم: معاملات، اخلاق اور معاشرت	75
98-96	معاملات کا مفہوم اور اسلام میں اہمیت	76
102-98	اخلاق اور اس کی اقسام	77
104-103	معاشرت	78
107	خلاصہ و تجزیہ	79
108	نتائج	80
110-109	سفارشات و تجاویز	81
111	فہارس	82
112	فہرست آیات	83
113	فہرست احادیث	84
114	فہرست اماکن	85
117-115	فہرست مصادر و مراجع	86

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

مقدمہ

موضوع کا تعارف (Introduction of Topic)

پانچویں اور چھٹی صدی ہجری (گیارہویں اور بارہویں صدی عیسوی) کا زمانہ اسلامی تاریخ میں بہت اہمیت رکھتا ہے۔ بغداد سیاسی و علمی اور تہذیبی و سماجی سرگرمیوں کے اعتبار سے عالم اسلام کا مرکز تھا۔ یہ مسلمانوں کے عروج، خوشحالی، سیاسی اقتدار اور غلبے کا زمانہ تھا مگر جو قوم معاشی، معاشرتی اور علمی اعتبار سے جتنی تیزی سے ترقی کرتی ہے اس میں سماجی برائیاں اور اخلاقی کمزوریاں اس سے بھی زیادہ تیزی سے نفوذ کر جاتی ہیں۔

نظریاتی اور دعوتی محاذ پر مسلمان قوم کو فلسفہ یونان، عقلیت محضہ، شیعہ تعصب، عیسائیت اور فسق و فجور جیسے خطرات درپیش تھے، چنانچہ شیخ عبدالقادر جیلانی نے مسلمانوں کو ان خطرات سے بچانے کے لیے دعوت و تبلیغ کے میدان میں کام کا آغاز کیا۔ آپ نے اس تناظر میں فقید المثال خدمات انجام دیں۔ جن کے نتیجے میں تیزی سے زبوں حالی کی طرف گامزن دین اسلام کو نئی زندگی ملی۔ آپ کی دعوت کے اثرات ہمہ گیر ہیں۔ بلابالغہ آپ کے خوبصورت اور حکیمانہ منہج و اسلوب سے متاثر ہو کر ہزاروں لوگ دائرہ اسلام میں داخل ہوئے، جبکہ لاکھوں اپنے گناہوں سے تائب ہوئے۔ متعدد مورخین اور مصنفین کے مطابق پانچ ہزار یہود و نصاریٰ نے آپ کی دعوت سے متاثر ہو کر اسلام قبول کیا اور لاکھ سے زائد لوگ تائب ہوئے۔

اس مقالہ میں شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے مواعظ و خطبات پر مشتمل تصانیف "فتوح الغیب" اور "فتح الربانی" کی روشنی میں شیخ رحمۃ اللہ علیہ کے دعوتی منہج و اسلوب اور اس کے اثرات کا تجزیاتی مطالعہ کیا گیا ہے۔ شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی کے دعوتی و تبلیغی پہلو کو اجاگر کرنے کی بھرپور کوشش کی گئی ہے، تاکہ امت مسلمہ بالعموم اور دعوت کے شعبے سے تعلق رکھنے والے افراد بالخصوص ان کے کارہائے نمایاں سے آگاہی حاصل کر کے مستقبل کی راہیں متعین کر سکیں۔

ضرورت و اہمیت (Significance of the Study)

شیخ عبدالقادر جیلانی نے اپنی ابتدائی تعلیم و تربیت اپنی والدہ کی زیر نگرانی حاصل کی اور اٹھارہ سال کی عمر میں اعلیٰ تعلیم کے لیے بغداد تشریف لے گئے۔ وہاں آپ نے اس وقت کے مشہور علماء اور شیوخ سے ادب، تفسیر، حدیث، فقہ اور تصوف میں استفادہ کیا۔ ظاہری و باطنی علوم کی تکمیل کے بعد آپ تدریس، تحریر اور وعظ و نصیحت کی طرف متوجہ ہوئے۔ آپ کے وعظ و نصیحت میں ہزاروں افراد شامل ہوتے، جن میں طلبہ، علماء، صوفیاء، بادشاہ، وزراء، امراء، عوام اور دیگر ممالک و مذاہب سے تعلق رکھنے والے افراد ہوتے۔ آپ کا وعظ موثر ہونے کے ساتھ ساتھ قرآنی آیات، احادیث نبویہ، عصری حالات اور اسرار و رموز سے بھرپور ہوتا تھا۔ یہی وجہ ہے کہ ہزاروں کی تعداد میں لوگ مشرف باسلام ہوئے اور لاکھوں کی تعداد میں لوگ گناہوں سے تائب ہو کر نیک اور صالح زندگی کی طرف مائل ہوئے۔

موضوع کے انتخاب کی وجہ (Rationale of the Study)

اس تحقیقی موضوع کے انتخاب کا مقصد یہ ہے کہ شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے دعوتی منہج اور اسلوب کا تجزیاتی مطالعہ کیا جائے، تاکہ عصر حاضر کے دعوتی بحران میں ایک راہ ہدایت متعین کی جاسکے۔ مزید یہ کہ علمی و تحقیقی سطح پر اُس پہلو کو اجاگر کیا جائے جو عام طور پر نظر انداز ہوتا ہے، لہذا یہ موضوع نہ صرف علمی و تحقیقی افادیت رکھتا ہے بلکہ عصر حاضر کے لیے عملی رہنمائی بھی مہیا کرتا ہے۔ اس موضوع کے انتخاب کی چند وجوہات درج ذیل ہیں:

1- مادیت زدہ معاشرے کو خیر و فلاح کی طرف لانے کے لئے سفارشات و تجاویز مرتب کرنا

2- شیخ رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی کے مخفی پہلو کو اجاگر کرنا

3- شیخ رحمۃ اللہ علیہ کے مواعظ و خطبات بالخصوص فتوح الغیب اور الفتح الربانی کی روشنی میں شیخ رحمۃ اللہ علیہ کے دعوتی منہج و اسلوب کا تجزیاتی مطالعہ کرنا

موضوع سے متعلق سابقہ کام کا تحقیقی جائزہ (Literature Review)

اسلامی تاریخ میں شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ (1078ء-1166ء) کا شمار ان عظیم المرتبت اولیائے کرام میں ہوتا ہے جنہوں نے اپنے علمی مقام، روحانی کمال اور دعوتی کردار کے ذریعے امت مسلمہ پر گہرے اثرات چھوڑے۔ صدیوں سے محدثین، مؤرخین اور مصنفین نے شیخ کی حیات و خدمات پر قلم اٹھایا ہے۔ تاہم ان کی شخصیت کا دعوتی پہلو اور ان کا دعوتی منہج و اسلوب ایسا موضوع ہے جس پر مزید علمی و تحقیقی کام کی ضرورت ہے۔ ذیل میں اس حوالے سے سابقہ کام کا تحقیقی جائزہ پیش کیا جاتا ہے۔

کتبِ اعلام و تراجم میں ذکر

شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی حیات و خدمات کے بارے میں اعلام و تراجم کی کتب میں لکھا گیا ہے۔ مثلاً امام شمس الدین محمد بن احمد بن عثمان الذہبی نے اپنی کتاب "سیر اعلام النبلاء"¹ میں اور دیگر مؤرخین و مصنفین نے اپنی کتب میں شیخ

1- الذہبی، شمس الدین محمد بن احمد بن عثمان، سیر اعلام النبلاء، جلد 20، موسسۃ الرسالہ، مزید دیکھیے: /1- ابن جوزی، ابوالفرج عبدالرحمن بن علی بن محمد، المنتظم فی تاریخ الملوک والامم، جلد 18، بیروت۔ لبنان، دارالکتب العلمیہ، /2- ابن اثیر، ابوالکرم محمد بن محمد بن عبدالکریم بن عبدالواحد الشیبانی، الکامل فی التاریخ، جلد 9، بیروت۔ لبنان، دارالکتب العلمیہ /3- ابن تیمیہ، ابوالعباس تقی الدین احمد بن عبدالحمید، الاستقامہ، جلد 1، /4- حافظ ذہبی، العبر فی خبر من غیر، جلد 3، بیروت۔ لبنان، دارالکتب العلمیہ، جلد 20، بیروت۔ موسسۃ الرسالہ، /5- یافعی، ابو محمد عبداللہ بن اسعد بن علی بن سلیمان، مرآة الجنان و عبرة یقظان، جلد 3، بیروت۔ لبنان، دارالکتب العلمیہ، /6- ابن رجب، حافظ عبدالرحمن بن احمد، الذیل علی طبقات الحنابلہ، جلد 2، مکہ المکرمہ۔ جامعہ ام

عبدالقادر جیلانی کا خاندانی پس منظر، پیدائش، نام و نسب، حصول علم اور اساتذہ، ریاضت و مجاہدہ، تدریس و تصنیف، وعظ و نصیحت، تفسیر و حدیث اور فقہ و تصوف وغیرہ کے بارے میں لکھا ہے۔

مذکورہ بالا مورخین و مصنفین نے اختصار کے ساتھ شیخ کا ذکر کیا ہے، جبکہ ابوالحسن الشطنوفی نے "بھیجہ الاسرار"¹ میں اور علامہ محمد بن یحییٰ التاذنی نے "قلائد الجواہر فی مناقب الشیخ عبدالقادر"² میں شیخ کی زندگی، اخلاق و عادات، حصول علم و مشکلات، ریاضات و مجاہدات، فضائل و کرامات، اولاد و ازواج اور اساتذہ، طلبہ و خلفاء وغیرہ کے بارے میں تفصیلاً لکھا ہے۔ حضرت مجدد الف ثانی نے "مکتوبات"³ میں، شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے "اخبار الاخیار"⁴ میں اور مولانا سید ابوالحسن علی ندوی نے "تاریخ دعوت و عزیمت"⁵ میں شیخ کی تعلیم و تکمیل، اصلاح و ارشاد، مواعظ و خطبات، کرامات و ملفوظات اور شیخ کے مقام و مرتبہ کے بارے میں لکھا ہے۔

شیخ کی تصانیف میں بیان

شیخ عبدالقادر جیلانی کی اپنی تصانیف اور مواعظ و خطبات بھی ان کے افکار اور دعوتی منہج و اسلوب کو سمجھنے کا اہم ذریعہ ہیں۔ شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تصانیف میں مختلف موضوعات پر تفصیلاً لکھا ہے۔ مثلاً "فتوح الغیب"⁶ میں مختلف موضوعات پر اسی (80) مقالات موجود ہیں، اسی طرح "فتح الربانی"⁷ شیخ کی باسٹھ (62) مجالس پر مشتمل ہے، جبکہ "غنیۃ الطالبین"⁸ میں ارکان اسلام، عقائد، عبادات، معاملات اور اخلاق و آداب وغیرہ کے بارے میں تفصیل موجود ہے۔

القری، مکتبہ العیقان، 7/ ابن کثیر، حافظ عماد الدین ابوالفداء اسماعیل ابن عمر، البدایہ والنہایہ، جلد 16، مرکز البحوث والدراسات العربیہ والاسلامیہ، بدار ہجر، 8/ الشعرانی، امام عبدالوہاب، الطبقات الکبریٰ، جلد 1، مکتبہ الثقافۃ الدینیۃ

1- ابوالحسن الشطنوفی الشافعی، بھیجہ الاسرار، مترجم، پروفیسر سید احمد علی شاہ بنالوی، اردو بازار لاہور، پروگریسو بکس
2- تاذنی، محمد بن یحییٰ، قلائد الجواہر فی مناقب الشیخ عبدالقادر، مترجم، علامہ محمد عبدالستار قادری، لاہور، نوریہ رضویہ پبلی کیشنز

3- مجدد الف ثانی، احمد سرہندی، مکتوبات امام ربانی، پروگریسو بکس لاہور
4- اخبار الاخیار، اردو بازار لاہور، اکبر بک سیلرز شیخ عبدالحق محدث دہلوی

5- ابوالحسن ندوی، تاریخ دعوت و عزیمت، جلد 1

6- شیخ عبدالقادر جیلانی، فتوح الغیب، انارکلی۔ لاہور، ادارہ اسلامیات

7- عبدالقادر جیلانی، فتح الربانی، مترجم، مفتی محمد ابراہیم قادری، اردو بازار لاہور، فرید بک سٹال

8- شیخ عبدالقادر جیلانی، غنیۃ الطالبین، مترجم، علامہ صدیق ہزاروی، اردو بازار لاہور، فرید بک سٹال

آرٹیکلز و مقالہ جات

شیخ عبدالقادر جیلانی کی حیات و خدمات پر جدید دور میں متعدد تحقیقی مقالات اور علمی آرٹیکلز تحریر کیے گئے ہیں، جو مختلف پہلوؤں کو واضح کرتے ہیں، ان میں سے کچھ اہم درج ذیل ہیں:

ڈاکٹر عبدالرشید قادری نے اپنے آرٹیکل "سید عبدالقادر جیلانی کا اشاعت اسلام میں کردار" ¹ میں شیخ کے دور کی تصویر کشی کی ہے اور اسے انتشار، طوائف الملوک اور شیعہ، سنی، حنبلی اور اشعری اختلافات اور دیگر سیاسی، معاشرتی اور اخلاقی بگاڑ کی وجہ سے تاریک دور کہا ہے، نیز شیخ کی تعلیم و تربیت، وعظ و نصیحت اور اس کے بادشاہوں، وزراء، امراء اور یہود و نصاریٰ اور مسلم عوام پر اثرات کا ذکر بھی کیا ہے۔

مہوش قدیر نے اپنے مقالہ "شیخ عبدالقادر جیلانی کی خدمات حدیث کا تحقیقی مطالعہ" ² میں شیخ کے حدیث کے اساتذہ اور حدیث میں شیخ کے مقام و مرتبے کا ذکر کیا ہے، نیز یہ بھی لکھا ہے کہ شیخ خود بھی حدیث کی روایت کرتے تھے اور آپ کے شاگرد بھی آگے آپ سے روایت کرتے تھے، یعنی شیخ حدیث کے راوی بھی تھے اور مروی عنہ بھی۔

حلیمہ سعدیہ نے اپنے مقالہ "شیخ عبدالقادر جیلانی کا فقہی مقام" ³ میں آپ کے اساتذہ اور فقہ میں آپ کے مقام و مرتبہ کے بارے میں لکھا ہے، نیز یہ کہ شیخ حنبلی المذہب تھے اور آپ فتویٰ فقہ حنبلی و شافعی کے مطابق دیا کرتے تھے۔ مہتاب جہاں نے اپنے مقالہ "شیخ عبدالقادر جیلانی کا تزکیہ نفس اصلاح باطن کے طریقہ کار کا تحقیقی مطالعہ" ⁴ میں لکھا ہے کہ شیخ نے شیوخ کی صحبت اور ریاضت و مجاہدے کے ذریعے پہلے اپنے نفس اور باطن کی بھرپور اصلاح کی اور پھر حکمت و دانائی اور وعظ و نصیحت کے ذریعے مخلوق خدا کے تزکیے اور اصلاح باطن کی طرف متوجہ ہوئے۔

تصانیف شیخ کے بارے میں مقالات

مذکورہ بالا مقالات کے علاوہ درج ذیل مقالات شیخ رحمۃ اللہ علیہ کی تصانیف کے بارے میں ہیں۔

1- فتوح الغیب عبدالقادر جیلانی کے مباحث تصوف: ایک تجزیاتی مطالعہ، مقالہ برائے علوم اسلامیہ، مقالہ نگار: شائستہ فواد، بہار الدین زکریا

2- فتوح الغیب عبدالقادر جیلانی کی شروعات کا تقابلی جائزہ، مقالہ برائے علوم اسلامیہ، مقالہ نگار: محمد محب اللہ، منہاج یونیورسٹی لاہور

¹- ڈاکٹر عبدالرشید قادری، سید عبدالقادر جیلانی کا اشاعت اسلام میں کردار، الاحسان، شمارہ نمبر 2، گورنمنٹ کالج یونیورسٹی، فیصل آباد

²- مہوش قدیر، شیخ عبدالقادر جیلانی کی خدمات حدیث کا تحقیقی مطالعہ، جی سی یونیورسٹی لاہور

³- حلیمہ سعدیہ، شیخ عبدالقادر جیلانی کا فقہی مقام، یونیورسٹی آف گجرات

⁴- مہتاب جہاں، شیخ عبدالقادر جیلانی کا تزکیہ نفس اصلاح باطن کے طریقہ کار کا تحقیقی، فیڈرل اردو یونیورسٹی اسلام آباد

- 3:- احیاء العلوم اور غنیہ الطالین کا تقابلی جائزہ، مقالہ برائے علوم اسلامیہ، مقالہ نگار: زمر، بلوچستان
- 4: مصادر تصوف میں تفسیری اشارات کا تجزیاتی مطالعہ: کتاب اللع، الرسالہ القشیریہ، کشف المحجوب اور فتوح الغیب، مقالہ برائے علوم اسلامیہ، مقالہ نگار: عرفان سروری، علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی اسلام آباد

خلاصہ (Literature Review)

مندرجہ بالا تحقیقات سے واضح ہوتا ہے کہ شیخ عبدالقادر جیلانی کی حیات و خدمات پر ہر دور میں لکھا گیا ہے، اکثر کتب، مقالات اور آرٹیکلز میں ان کی علمی، فقہی اور روحانی خدمات پر زور دیا گیا ہے، تاہم شیخ رحمۃ اللہ علیہ کے دعوتی منہج و اسلوب کو بطور مستقل موضوع بہت کم سامنے لایا گیا ہے۔ آج کے دور میں جبکہ دعوتی میدان کو نئے چیلنجز اور مسائل کا سامنا ہے، شیخ کی دعوتی حکمت و بصیرت سے رہنمائی لینا وقت کی اہم ضرورت ہے، بالخصوص ان کے مواعظ و خطبات پر مشتمل دو مشہور تصانیف فتوح الغیب اور الفتح الربانی، داعیان دین کے لیے مشعلِ راہ کی حیثیت رکھتی ہیں۔ اس لیے اس موضوع پر مزید تحقیقی کام نہ صرف علمی دنیا کے لیے مفید ہو گا بلکہ عملی دعوتی میدان میں بھی رہنمائی فراہم کرے گا۔

تحقیقی خلاء (Research Gap)

شیخ عبدالقادر جیلانی کی حیات و خدمات پر چھٹی صدی ہجری / گیارہویں صدی عیسوی (1078-1166) سے اب تک ہر دور میں مورخین، مصنفین اور محققین نے قلم اٹھایا ہے۔ ان تمام کتب، آرٹیکلز اور مقالہ جات میں شیخ کی زندگی کے مختلف گوشوں پر روشنی ڈالی گئی ہے، تاہم شیخ نے دعوت و تبلیغ کے میدان میں کیوں کام کیا اور کس منہج و اسلوب کے تحت کام کیا؟ اس مقالہ میں اسی تحقیقی خلا کو پُر کرنے کی بھرپور کوشش کی گئی ہے۔

بیان مسئلہ (Problem Statement)

موضوع تحقیق کا بنیادی مسئلہ یہ ہے کہ شیخ کی زندگی نے انسانیت اور معاشرے پر مثبت اثرات مرتب کیے ہیں، مگر عموماً شیخ کی زندگی کو تصوف و روحانیت تک محدود کر دیا جاتا ہے، حالانکہ شیخ کی زندگی کے مختلف پہلو اور جہات ہیں، انہی میں سے ایک دعوتی و تبلیغی جہت اور پہلو بھی ہے، جس پر تاحال تحقیق نہیں ہو سکی۔ زیر نظر تحقیق میں اسی پہلو کو اجاگر کرنے کی بھرپور کوشش کی گئی ہے۔

مقاصد تحقیق (Research Objectives)

- 1- شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے دعوتی منہج و اسلوب کی فکری و نظریاتی اساس اور اس کے عملی پہلو کو واضح کرنا
- 2- پانچویں اور چھٹی صدی ہجری کے سیاسی، سماجی اور مذہبی پس منظر میں آپ کے دعوتی منہج و اسلوب کی اہمیت اور اثرات کا تجزیہ کرنا
- 3- شیخ کے خطبات و مواعظ بالخصوص فتوح الغیب اور الفتح الربانی کی روشنی میں عصر حاضر کے مبلغین و داعیان اسلام کے لیے رہنما اصول اور عملی سفارشات مرتب کرنا

سوالات تحقیق (Research Questions)

- 1- شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے دعوتی منہج و اسلوب کی فکری اساس اور عملی حکمت عملی کیا تھی؟
- 2- آپ رحمۃ اللہ علیہ کے دعوتی منہج و اسلوب کی اُس دور کے سیاسی، سماجی اور مذہبی حالات میں کیا اہمیت اور اثرات مرتب ہوئے؟
- 3- عصر حاضر کے مبلغین و داعیان اسلام کے لیے شیخ رحمۃ اللہ علیہ کے دعوتی تجربات اور مواعظ و خطبات سے کیا رہنمائی اور عملی اسباق اخذ کیے جاسکتے ہیں؟

تحدید موضوع (Limitations of the Study)

تحقیق کو متعین کرنے اور طوالت سے بچانے کے لیے شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے مقالات، ملفوظات اور مواعظ و خطبات پر مشتمل تصانیف "فتوح الغیب" اور "الفتح الربانی" پر زیادہ توجہ مرکوز کر کے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی کے دعوتی پہلو میں سے دعوت کے اسلوب و منہج کا تجزیاتی مطالعہ کیا گیا ہے۔

منہج تحقیق (Research Methodology)

اس مقالہ کی تیاری میں مندرجہ ذیل اسلوب کو پیش نظر رکھا گیا ہے۔
مقالہ ہذا کو تحریر کرتے ہوئے معیاری تحقیق کا طریقہ اپنایا گیا ہے۔ شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے تعارف اور اس دور کے پس منظر کو بیان کرنے کے لیے اکثر مقامات پر تاریخی اور بیانیہ تحقیق کو ملایا گیا ہے۔ مختلف کتب بالخصوص فتوح الغیب، الفتح الربانی، مقالہ جات اور آرٹیکلز سے جمع شدہ معلومات کا تجزیاتی مطالعہ کر کے نتائج تحقیق مرتب کئے گئے ہیں۔ آخر میں علماء، صوفیاء، مبلغین اور محققین کے لیے تجاویز و سفارشات پیش کی گئی ہیں۔
مقالہ ہذا کو تحریر کرتے ہوئے بحریہ یونیورسٹی کے طے شدہ طریقہ کار کو اختیار کیا گیا ہے۔

مقالہ ہذا میں ذکر کردہ آیات و احادیث کا ترجمہ سافٹ ویئر "ایزی قرآن و حدیث" سے لیا گیا ہے۔ آیات کا ترجمہ مفتی تقی عثمانی کے "آسان ترجمہ قرآن" اور ڈاکٹر طاہر القادری کے "عرفان القرآن" سے لیا گیا ہے۔

Data Collection and Data Analysis

معلومات اور استدلال کی ترتیب و تدوین میں بنیادی مصادر اور مراجع کی طرف رجوع کیا گیا ہے۔ البتہ بوقت ضرورت ثانوی مصادر سے بھی استفادہ کیا گیا ہے۔ مقالہ ہذا کی تکمیل کے لیے مختلف کتابوں اور ویب سائٹس وغیرہ سے بھی مدد لی گئی ہے۔

تحقیقی اخلاقیات

مقالہ میں مذکور محترم شخصیات کا مکمل احترام ملحوظ رکھا گیا ہے۔

مقالہ میں اختلاف رائے کے آداب کو ملحوظ رکھا گیا ہے۔

نقل کرنے میں ہر عبارت باحوالہ نقل کرنے کا اہتمام کیا گیا ہے۔

مقالہ میں غیر سنجیدہ اور ناشائستہ زبان و بیان سے اجتناب کیا گیا ہے۔

عربی کے اقتباسات نقل کرنے کے ساتھ ترجمہ کا اہتمام بھی کیا گیا ہے۔

ابواب و فصول

باب اول۔۔ تعارفِ شیخ، منہج دعوت اور اہمیت، شیخ کا نقطہ نظر اور دعوتی اسلوب

فصل اول۔۔ تعارفِ شیخ

فصل دوم۔۔ منہج دعوت اور اس کی اہمیت

فصل سوم۔۔ شیخ کا نقطہ نظر اور دعوتی اسلوب

باب دوم۔۔ تاریخی پس منظر

فصل اول۔۔ شیخ کے زمانے میں موجود انتشار اور فتنہ انگیزیاں

فصل دوم۔۔ متکلمین کے مختلف فرقے اور ان کا معاشرتی اثر

باب سوم۔۔ موضوعاتِ دعوت

فصل اول۔۔ فتوح الغیب اور الفتح الربانی کا تعارفی جائزہ

فصل دوم۔۔ عقائد و عبادات

فصل سوم۔۔ معاملات، اخلاق اور معاشرت

باب اول۔۔ تعارفِ شیخ، منہج دعوت اور اہمیت، شیخ کا نقطہ نظر اور دعوتی اسلوب

فصل اول۔۔ شیخ رحمۃ اللہ علیہ کا تعارف

فصل دوم۔۔ منہج دعوت اور اس کی اہمیت

فصل سوم۔۔ شیخ کا نقطہ نظر اور دعوتی اسلوب

تعارف

شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ جس دور میں تشریف لائے وہ بظاہر مسلمانوں کے عروج، خوشحالی اور سیاسی اقتدار و غلبے کا زمانہ تھا مگر جو قوم معاشی، معاشرتی اور علمی اعتبار سے جتنی تیزی سے ترقی کرتی ہے اس میں سماجی برائیاں اور اخلاقی کمزوریاں اس سے بھی زیادہ تیزی سے نفوذ کر جاتی ہیں، چنانچہ اُس زمانے میں مسلمانوں کو دنیا پرستی، فلسفہ یونان، الحاد و زندقہ، عیسائیت، فسق و فجور، متصوفہ اور گمراہ فرقوں جیسے خطرات درپیش تھے۔ آپ نے اپنی دعوت میں خوبصورت اور حکیمانہ منہج و اسلوب اختیار کر کے مسلمانوں کو ان خطرات سے بچایا، جس کی وجہ سے لاکھوں لوگ فسق و فجور سے تائب ہو کر اسلامی تعلیمات کی طرف کچھے چلے آئے۔ یہ باب شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے تعارف منہج دعوت اور اس کی اہمیت، نیز شیخ کے نقطہ نظر اور دعوتی اسلوب پر مشتمل ہے۔ اس باب میں تین فصلیں ہیں۔ پہلی فصل میں شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کا تعارف پیش کیا گیا ہے، دوسری فصل میں منہج دعوت اور اس کی اہمیت کو بیان کیا گیا ہے جبکہ تیسری فصل میں شیخ کا نقطہ نظر اور دعوتی اسلوب بیان کیا گیا ہے۔

فصل اول۔۔۔ تعارف شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ

نام و نسب

شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کا نام و نسب کتب تراجم و اعلام میں اس طرح رقم ہے۔ ابو الفرج عبد الرحمن بن علی بن محمد ابن الجوزی نے یوں لکھا ہے: "عبد القادر بن ابی صالح ابو محمد البجلی" ¹ مؤرخ اسلام حافظ ذہبی نے آپ کا نام و نسب ان الفاظ میں تحریر فرمایا ہے: "عبد القادر بن ابی صالح عبد اللہ بن جنکی دوست ابو محمد البجلی" ² امام حافظ عبد الرحمن بن احمد بن رجب نے جنگی دوست آپ کے دادا کی ولدیت لکھی ہے، آپ لکھتے ہیں: "عبد القادر بن ابی صالح بن عبد اللہ بن جنکی دوست" ³

آپ رحمۃ اللہ علیہ کا نسب باپ کی طرف سے حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما سے ملتا ہے۔ صلاح الدین خلیل بن ابیک الصفدی فرماتے ہیں: "ینتہی نسبه الی الحسن بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہما" ⁴ "آپ رحمۃ اللہ علیہ کا نسب حسن بن علی بن ابی طالب پر ختم ہوتا ہے۔" محمد بن شاکر الکتبی کے مطابق آپ کا سلسلہ نسب حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہما پر جا

¹ ابن الجوزی، ابو الفرج عبد الرحمن بن علی بن محمد (م: 597ھ)، المنتظم فی تاریخ الملوک والامم، 18/ 173، الناشر: دارالکتب العلمیہ، بیروت۔ لبنان: الطبعۃ الثانیہ 1415ھ

² حافظ ذہبی (م: 748)، العبر فی خبر من غیر، 3/ 36، الناشر: دارالکتب العلمیہ، بیروت۔ لبنان

³ ابن رجب، امام حافظ عبد الرحمن بن احمد (م: 795ھ)، الذیل علی طبقات الثمالیہ، 2/ 187، الناشر: مکتبۃ العقبان، جامعہ ام القریٰ، مکہ المکرمہ: الطبعۃ الاولیٰ 1425ھ

⁴ الصفدی، صلاح الدین خلیل بن ابیک (م: 764ھ)، الوافی بالوفیات، 19/ 26، الناشر: دارالاجیاء التراث العربی، بیروت۔ لبنان: الطبعۃ الاولیٰ 1420ھ

کر ختم ہوتا ہے، وہ یوں لکھتے ہیں: "ینتہی نسبه الی الحسین بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہما"¹ آپ کا نسب حسین بن علی بن ابی طالب پر ختم ہوتا ہے۔ "محمد بن شاکر الکتبی نے آپ کا سلسلہ نسب امام حسین سے ملایا ہے جو کہ اکثر اصحابِ اعلام و تراجم کے خلاف ہے۔ اکثر نے لکھا ہے کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ باپ کی طرف سے حسنی اور ماں کی طرف سے حسینی ہیں، جیسا کہ علامہ آلوسی نے بھی آیہ تطہیر کے ضمن میں لکھا ہے۔ فرماتے ہیں: "فقد کان من اجلة اهل البيت، حسنیاً من جهة الاب، حسینیاً من جهة الام"² آپ جلیل القدر اہل بیت میں سے ہیں، باپ کی طرف سے حسنی ہیں، ماں کی طرف سے حسینی ہیں۔"

آپ رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے درمیان اکثر آئمہ کرام نے گیارہ واسطے ذکر کیے ہیں، جبکہ کچھ نے تیرہ واسطوں کا ذکر کیا ہے، چنانچہ امام یافعی³ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ اور آپ کے درمیان گیارہ جبکہ امام شہاب الدین ابی الفلاح عبداللہ بن احمد بن محمد نے تیرہ واسطوں کا ذکر کیا ہے۔⁴

خاندانی پس منظر

آپ رحمۃ اللہ علیہ کے والد گرامی کا اسم سید ابوصالح موسیٰ اور والدہ کا نام فاطمہ، کنیت ام الخیر اور لقب امۃ الجبار ہے۔ امام یافعی نے آپ کی والدہ کا ذکر ان الفاظ میں کیا ہے: "کان لها حظ وافرم من الخیر والصلاح"⁵ "آپ کی والدہ نیکی اور خیر کے حظ وافر کی مالک تھیں۔" مجموعی طور پر آپ کا گھرانہ صالحین و صالحات، عالمین و عالمات اور عارفین و عارفات پر مشتمل ہے۔ آپ کے خاندان اور گھرانے کے بارے میں کہا گیا ہے: "انتسب الی الشیخ اسرة علمية كبيرة هی من اکبر الاسر العلمية الحنبلیة"⁶ "آپ کی نسبت بڑے علمی گھرانے کے ساتھ ہے۔ آپ کا گھرانہ علمی حنبلی گھرانوں میں سے بڑا گھرانہ ہے۔"

1 الکتبی، محمد بن شاکر (م: 764ھ)، فوات الوفيات، 2/295، الناشر: دار صادر، بیروت

2 آلوسی، شہاب الدین محمود بن عبد اللہ (م: 1270ھ)، روح المعانی، 21/312، الناشر: مؤسسة الرسالة، بیروت: الطبعة الاولى 1431ھ

3 امام یافعی کا پورا نام عبد اللہ بن اسعد بن علی الشافعی الیافعی ہے، یمن کے مشہور علاقے یافعی سے تعلق کی وجہ سے یافعی مشہور ہوئے، امام یافعی ممتاز مؤرخ، محدث، فقیہ، صوفی اور ادیب ہوئے، آپ کی کتاب "مرآة الجنان وعبرة الیقظان" اسلامی تاریخ کی مشہور کتابوں میں شمار ہوتی ہے، آپ کا سن وصال 768ھ ہے۔

4-1/ دیکھیے / یافعی، امام ابو محمد عبد اللہ بن اسعد، مرآة الجنان وعبرة الیقظان، 3/264-265، الناشر: دار الکتب العلمیہ، بیروت۔ لبنان: الطبعة

الاولیٰ 1417ھ /2- امام شہاب الدین، عبد اللہ بن احمد بن محمد بن العماد (م: 1089ھ)،

شذرات الذہب فی اخبار من ذہب، 6/330-331، الناشر: دار ابن کثیر، دمشق۔ بیروت

5 یافعی، مرآة الجنان وعبرة الیقظان، 3/265

6 ابن رجب، امام حافظ عبد الرحمن بن احمد، الذیل علی طبقات الحنابلہ، 2/187

سن ولادت و جائے ولادت

سن ولادت

مشہور قول کے مطابق آپ کا سن ولادت 470ھ/1077ء ہے۔ ابن جوزی تحریر فرماتے ہیں: "ولد سنة سبعين واربعمائة"¹ "آپ 470 میں پیدا ہوئے۔" آپ رحمۃ اللہ علیہ کا سن ولادت 470ھ ہی صحیح معلوم ہوتا ہے، اس لیے کہ ابو الفرج عبد الرحمن بن علی بن محمد ابن الجوزی (م: 597ھ) آپ کے ہم عصر ہیں اور انھوں نے آپ کا سن ولادت یہی لکھا ہے۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ خود شیخ رحمۃ اللہ علیہ سے جب آپ کے سن ولادت کے بارے میں پوچھا گیا تو فرمایا: "لا اعلمه حقيقة لكني قدمت بغداد في السنة التي مات فيها التميمي وعمرى اذ ذاك ثمانى عشرة سنة"² "مجھے حقیقت کا علم نہیں ہے لیکن میں جس سال بغداد آیا اسی سال تمیمی فوت ہوئے اور میری عمر اُس وقت اٹھارہ سال تھی۔" علامہ ابن حجر عسقلانی نے تمیمی کا سن وفات 488ھ لکھا ہے۔³ اگر شیخ کی عمر اُس وقت 18 سال تھی تو پھر آپ کا سن ولادت 470ھ بنتا ہے جیسا کہ اکثر مورخین اور اصحابِ اعلام و تراجم نے لکھا ہے۔ ڈاکٹر عبد الرزاق الگیلانی لکھتے ہیں: "اما المحذون فاجمعوا على انه ولد سنة 470هـ"⁴ "محدثین کا اس بات پر اجماع ہے کہ آپ 470ھ میں پیدا ہوئے۔"

جائے ولادت

آپ رحمۃ اللہ علیہ کی پیدائش ایران کے علاقے جیلان کے ایک قصبے بُشتیر یا نیف میں ہوئی۔ امام شہاب الدین کے مطابق آپ کی پیدائش بُشتیر میں جبکہ ڈاکٹر عبد الرزاق الگیلانی کے مطابق آپ نیف میں پیدا ہوئے۔⁵ اس میں اختلاف ہے کہ جیلان سے مراد کونسا علاقہ ہے؟ بعض کے مطابق جیلان ایران کے علاقوں کا نام ہے، دیگر حضرات کے نزدیک بغداد کے دیہاتوں میں سے ایک

1 ابن الجوزی، ابو الفرج عبد الرحمن بن علی بن محمد، المنتظم فی تاریخ الملوک والامم، 18/173

2 الیافعی، عبد اللہ بن اسعد (م: 768ھ)، خلاصۃ المفخر فی مناقب الشیخ عبد القادر، ص 279، الناشر: دار الآثار الاسلامیہ، بریلی۔ سری لنکا:

الطبعة الاولى 1427ھ-2006

3 ابن حجر العسقلانی، احمد بن علی بن محمد (م: 852ھ)، غیظۃ الناظر فی ترجمۃ الشیخ عبد القادر الجیلانی، ص 15

4 ڈاکٹر عبد الرزاق الگیلانی، الشیخ عبد القادر الجیلانی، ص 86

5-1/ دیکھیے / الحموی، امام شہاب الدین ابی عبد اللہ یا قوت بن عبد اللہ (م: 626ھ)، معجم البلدان، الناشر: دار صادر، بیروت، 1/426، 2-

ڈاکٹر عبد الرزاق الگیلانی، الشیخ عبد القادر الجیلانی، ص 92

دیہات کا نام "الجلیل" ہے، جبکہ بعض کے نزدیک جیلان آپ علیہ الرحمہ کے کسی بزرگ کا نام تھا، اسی مناسبت سے اس علاقے کا نام جیلان رکھ دیا گیا۔¹

کنیت والقباب

کنیت

آپ رحمۃ اللہ علیہ کی کنیت دو طرح سے ملتی ہے۔ اکثر آئمہ کرام نے آپ کی کنیت ابو محمد ذکر فرمائی ہے جبکہ امام شعرانی نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی کنیت ابو صالح ذکر کی ہے، لکھتے ہیں: "ومنہم ابو صالح۔۔۔ عبد القادر"² امام شعرانی کی بیان کردہ کنیت محل نظر ہے، اس لیے کہ شیخ رحمۃ اللہ علیہ کے معاصر علامہ ابن جوزی اور متقدمین میں سے اکثر آئمہ کرام نے آپ کی کنیت ابو محمد اور آپ کے والد گرامی کی کنیت ابو صالح ذکر فرمائی ہے۔

القباب

اہل اسلام نے اپنے اسلاف کو ہمیشہ اچھے القباب سے ملقب کیا ہے، تاہم اسلامی تعلیمات کی روشنی میں کسی کو بُرے لقب سے ملقب کرنے سے منع کیا گیا ہے۔³ ارشادِ ربانی ہے: "وَلَا تَنَابَزُوا بِالْألقَابِ"⁴ "اور نہ ایک دوسرے کا برنامہ رکھو"۔ چنانچہ شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کو جامع الاوصاف اور کثیر الجہات ہونے کی وجہ سے بہت سے القباب سے ملقب کیا جاتا ہے۔ چند مشہور القباب درج ذیل ہیں:

الشیخ

اس لفظ کا استعمال عموماً پچاس سال سے زیادہ عمر والے لوگوں کے لیے کیا جاتا ہے۔ علامہ مجد الدین محمد بن یعقوب فیروز آبادی رقمطراز ہیں: "الشیخ۔۔۔ من استبان فیہ السن او من خمسين۔۔۔ الی آخر عمره"⁵ شیخ اسے کہتے ہیں جس میں بڑھاپا ظاہر ہو جائے یا پچاس سال یا اس سے زیادہ عمر والے لوگوں کے لیے یہ لفظ استعمال کیا جاتا ہے۔ یہی لفظ ہر اس شخص کے لیے بھی

¹ -1 دیکھئے / الحموی، امام شہاب الدین ابی عبد اللہ یاقوت بن عبد اللہ (م: 626ھ)، معجم البلدان، 2/201، الناشر: دار صادر، بیروت، 2- البغدادی، صفی الدین عبد المؤمن بن عبد الحق (م: 739ھ)، مرصد الاطلاع علی اسماء الائمة والبقاع، 1/368 الناشر: دار المعرفہ، بیروت۔ لبنان، 1: 368، 3- الیافعی، عبد اللہ بن اسعد (م: 768ھ)، خلاصۃ المفخر فی مناقب الشیخ عبد القادر، ص 279

2 - الشعرانی، امام عبد الوہاب، الطبقات الکبریٰ، 1/227، الناشر: مکتبۃ الثقافۃ الدینیۃ، الطبعة الاولیٰ 1426ھ

3- اصل نام کے علاوہ ایسا نام جس سے کسی شخصیت کی کوئی خوبی یا خامی ظاہر ہو رہی ہو، اسے لقب کہا جاتا ہے۔

4- الحجرات: 11

5 - فیروز آبادی، مجد الدین محمد بن یعقوب (م: 817ھ)، القاموس المحیط، ص 254، الناشر: موسسۃ الرسالۃ، بیروت۔ لبنان: الطبعة الثامنة 1426ھ

استعمال کیا جاتا ہے جو علم، فضیلت اور مرتبہ و درجہ کا مالک ہو اور لائق تقلید و پیروی ہو اگرچہ پچاس سال سے کم ہی ہو۔ "الشیخ: شرعاً مازاد علی الخمسین ویطلق علی من یقتدی بہ وان کان شاباً"¹ شیخ کا لفظ پچاس سال سے زیادہ عمر والے کے لیے بولا جاتا ہے، اور یہ لفظ ہر اُس شخص کے لیے بھی استعمال کیا جاتا ہے جو لائق تقلید و پیروی ہو اگرچہ جوان ہو۔

شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے لیے یہ لفظ دوسرے معنی میں مستعمل ہے۔ یہ لفظ آپ کے لیے آئمہ کرام نے مختلف انداز میں استعمال کیا ہے۔ کسی نے صرف الشیخ لکھا تو کسی نے شیخ العصر لکھا ہے، کسی نے شیخ شیوخ الوقت اور کسی نے شیخ الاسلام کے لقب سے آپ کو ملقب کیا ہے۔ اسی طرح بعض نے شیخ الحنابلہ اور بعض نے شیخ الاسلام والمسلمین لکھا ہے۔²

الزاهد، العارف، القدوة، محی الدین

امام شمس الدین محمد بن احمد بن عثمان الذہبی اور کچھ دیگر آئمہ کرام نے آپ کے لیے یہ القابات استعمال کیے ہیں، چنانچہ امام ذہبی لکھتے ہیں: "الزاهد، العارف، القدوة۔۔۔ محی الدین"³

قطب، امام الزمان، شیخ الشیوخ

صلاح الدین خلیل بن ایبک الصفدی نے لکھا ہے کہ "کان امام زمانہ وقطب عصرہ وشیخ الشیوخ بلامدافعة"⁴ وہ اپنے زمانے کے امام، اپنے دور کے روحانی رہنما (قطب)، اور بلا اختلاف تمام مشائخ کے شیخ تھے۔

باوقار شخصیت

شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی شخصیت، لباس، سواری اور اندازِ تکلم کو امام شعرانی نے ان الفاظ میں بیان کیا ہے: "کان یلبس لباس العلماء ویطیلس ویرکب البغلة وترفع الغاشیة بین یدیه ویتکلم علی کرسی عال"⁵ "آپ علماء کے لباس جیسا لباس پہنتے، سبز چادراؤڑھتے اور ٹچر پر سواری کرتے، اپنے سامنے پردہ رکھتے اور بلند کرسی پر بیٹھ کر گفتگو فرماتے۔"

1 سید محمد عمیم الاحسان، التعریفات الفقیہیہ، ص 125، الناشر: دارالکتب العلمیہ، بیروت۔ لبنان: الطبعة الاولى 2003

2 علامہ ذہبی نے شیخ کے لیے الشیخ، شیخ الاسلام اور شیخ شیوخ الوقت کے القابات اپنی کتاب "سیر اعلام النبلاء" اور "تاریخ الاسلام" میں لکھے ہیں، امام یافعی نے شیخ کے لیے شیخ الاسلام والمسلمین اور دیگر بہت سے القابات اپنی کتاب "مرآة الجنان" میں لکھے ہیں، جبکہ امام شہاب الدین نے اپنی کتاب "شذرات الذہب" میں شیخ کے لیے دیگر القابات کے ساتھ شیخ الحنابلہ کے لقب سے آپ کو ملقب کیا ہے۔

3 الذہبی، مام شمس الدین محمد بن احمد بن عثمان (م: 748ھ)، سیر اعلام النبلاء، 20/439، الناشر: موسسة الرسالہ، الطبعة الثانیة 1402ھ

4 الصفدی، صلاح الدین خلیل بن ایبک (م: 764)، الوافی بالوفیات، 19/27، الناشر: دار احیاء التراث العربی، بیروت۔ لبنان

5 الشعرانی، الطبقات الکبریٰ، 1/227

بچپن کے حالات

پیدائش کے بعد آپ نے ابھی ہوش نہ سنبھالا تھا کہ سایہ پردری سے محروم ہو گئے۔ والد گرامی کے وصال کے بعد آپ کی پرورش آپ کے نانا سید عبداللہ صومعی اور آپ کی والدہ سیدہ ام الخیر امۃ الجبار نے کی۔ آپ کے نانا نے تعلیم و تربیت اور پرورش میں آپ کو والد کی کمی محسوس نہ ہونے دی حتیٰ کہ جیلان میں آپ سبط ابی عبداللہ الصومعی الزاهد کے نام سے مشہور ہوئے۔ ڈاکٹر عبدالرزاق گیلانی نے تو یہاں تک لکھا ہے کہ جیلان میں لوگ آپ کو "ابن الصومعی" کہا کرتے تھے۔ وہ لکھتے ہیں: "فکان ینسب الیہ عندما کان فی جیلان فیقال ابن الصومعی"¹ "جب آپ جیلان میں رہتے تھے تو آپ کو صومعی کی طرف منسوب کیا جاتا اور ابن صومعی کہا جاتا تھا۔"

آپ کی ابتدائی تعلیم و تربیت والدہ اور نانا کے زیر سایہ مقامی مدارس میں ہوئی۔ آپ کے نانا کے وصال کے بعد تعلیم و تربیت کی ساری ذمہ داری آپ کی والدہ کے سر آن پڑی۔ تعلیم کے ساتھ ساتھ آپ کھیتوں میں کام کرتے اور جانوروں کی دیکھ بھال کرتے۔ کھیتی باڑی سے جو آمدن حاصل ہوتی اس سے گھر کا نظام چلاتے۔ جیلان میں آپ کی زمین اور مویشی گائے بیل وغیرہ تھے۔ اُس زمین پر آپ زراعت کرتے اور جانوروں کی دیکھ بھال کے لیے انھیں کھیتوں کی طرف لے جاتے۔ ڈاکٹر عبدالرزاق گیلانی لکھتے ہیں: "کانت لہم قطعۃ ارض فی جیلان وکان یعمل فیہا بالزراعة وعندہم دواب من البقر وغیرہا"² "جیلان میں آپ کی زمین تھی اور اُس زمین پر آپ زراعت کرتے تھے اور آپ کے پاس مویشی گائے بیل وغیرہ تھے۔"

حصولِ علم اور ریاضت و مجاہدہ

حصولِ علم کے لیے سفر بغداد

ابتدائی تعلیم جیلان میں حاصل کرنے کے بعد مزید تعلیم کے لیے اٹھارہ (18) سال کی عمر میں آپ نے بغداد جانے کا ارادہ کیا۔ اپنی والدہ سے مزید حصولِ تعلیم اور سفر بغداد کے لیے اجازت طلب کی۔ والدہ کی عمر اٹھہتر برس تھی۔ والدہ کو بڑھاپے میں آپ کی اشد ضرورت تھی مگر انھوں نے بخوشی آپ کو اجازت دے دی۔ والد مرحوم وراثت میں اسی (80) دینار چھوڑ گئے تھے۔ والدہ نے وہ سارے آپ کو دینا چاہے مگر آپ نے ان میں سے اپنے حصے کے چالیس دینار رکھے اور باقی چالیس اپنے چھوٹے بھائی کے لیے چھوڑ دیے۔ والدہ نے ہر حال میں جھوٹ سے بچنے کی نصیحت کی اور ایک قافلے کے ساتھ آپ کو بغداد کے لیے روانہ کر دیا۔ 488ھ کو آپ بغداد پہنچے۔ وہاں پہنچ کر آپ نے "مدرسہ نظامیہ" میں داخلہ لیا۔ حسن اتفاق تھا کہ اسی سال امام غزالی نے مدرسے

1- ڈاکٹر عبدالرزاق گیلانی، الشیخ عبدالقادر الجیلانی، ص 92

2- ایضاً، ص 94-95

کو خیر آباد کہا تھا۔ آپ نے بغداد کے بڑے بڑے علماء و شیوخ سے مختلف علوم و فنون حاصل کیے۔ مسلسل نو سال علوم و فنون حاصل کیے اور پھر پچیس سال ریاضت و مجاہدہ میں بسر کیے۔ ڈاکٹر عبدالرزاق لکھتے ہیں: "وقد استمرت فترة الدراسة والتحصيل... من سنة 488ھ الى سنة 521ھ ای ثلاثاً وثلاثين سنة... لم يكن متصلاً بل منقطعاً"¹ "آپ کے حصولِ علم کا دورانیہ تینتیس (33) سال ہے۔ آپ مسلسل علم حاصل نہیں کرتے رہے بلکہ انقطاع کے ساتھ حصولِ علم کا سلسلہ جاری رہا۔"

اساتذہ کرام کے اسمائے گرامی

سب سے پہلے آپ نے قرآن مجید کو روایت و درایت اور تجوید و قرأت کے اسرار اور موزک کے ساتھ حاصل کیا۔ علامہ یافعی لکھتے ہیں: "فاشغل بالقرآن حتى اتقنه"² "آپ قرآن کے علم میں مشغول ہوئے حتیٰ کہ اس میں پختگی حاصل کی۔" اس کے بعد اُس زمانے کے بڑے بڑے محدثین اور صاحبِ فضل و کمال علمائے کرام سے حدیث کا آپ نے سماع کیا۔ اسی طرح فقہ، ادب، طریقت اور علوم و فنون اُس زمانے کے انتہائی بلند پایہ علمائے کرام سے حاصل کیے۔ آپ کے مشہور و معروف اساتذہ کے اسمائے گرامی درج ذیل ہیں۔

مشہور اساتذہ

آپ نے ظاہری و باطنی علوم میں بہت سے اساتذہ سے اکتسابِ فیض کیا۔ ابوالوفاء علی بن عقیل حنبلی (م: 513ھ)، ابوالخطاب محفوظ الکلوذانی (م: 510ھ)، ابوبکر احمد بن المظفر بن سوسن التمار (م: 553ھ)، ابوطالب بن یوسف (م: 516ھ)، ابو محمد جعفر بن احمد السراج (م: 509ھ)، ابوالبرکات طلحہ بن احمد العاقولی (م: 477ھ)، محمد بن الحسن الباقلانی، ابوسعید المبارک بن علی الخرمی (م: 528ھ)، ابوالحسن محمد بن القاضی الفراء، ابوزکریا یحییٰ تبریزی (م: 502ھ) اور حماد الدباس (م: 525ھ) آپ کے مشہور اساتذہ ہیں۔ ڈاکٹر عبدالرزاق گیلانی نے امام غزالی کو بھی آپ کے اساتذہ میں شامل کیا ہے۔³

1- ایضاً، 96، 109

2 یافعی، مراة الجنان و عبرة العقطن، 3/ 266

3 ڈاکٹر عبدالرزاق گیلانی، الشیخ عبدالقادر الجیلانی، 108، 109

ریاضت و مجاہدہ

نو(9) سال ظاہری علوم و فنون کے حصول، تفتقہ فی الدین اور مجالس علماء و شیوخ اختیار کرنے کے بعد آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ریاضت و مجاہدہ کے لیے عراق کے صحراوں اور بیابانوں کا رخ کیا۔ ریاضت و مجاہدہ کے دوران آپ کو مسلسل شیخ حماد الدباس (م: 525ھ) کی سرپرستی و رہنمائی حاصل رہی۔ اس دوران آپ نے بے شمار مشکلات برداشت کیں حتیٰ کہ بہت دفعہ پتے اور گھاس وغیرہ کھا کر گزارہ کیا اور بعض اوقات کئی کئی دن فاقہ کشی میں بسر ہوئے۔ امام ذہبی نے ان مشکلات کو آپ کی زبانی اس طرح نقل کیا ہے: "كنت اقتات بخزوب الشوك وورق الخس من جانب النهر"¹ "میں نہر کی جانب جڑی بوٹیاں اور سبز پتے پکاتا اور کھاتا تھا۔" ایک اور مقام پر آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی مشکلات اور ان کی شدت کو ان الفاظ میں بیان کیا ہے: "وتردد على الانتقال التي وضعت على الجبال تفسخت"² "مجھ پر اتنی مشکلات آئیں کہ اگر اتنی مشکلات پہاڑوں پر آتیں تو وہ ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتے۔"

وعظ و نصیحت

حصولِ تعلیم اور تکمیلِ ریاضت و مجاہدہ کے بعد اللہ تعالیٰ نے آپ کے ذریعے مخلوق کو فائدہ پہنچانے کا ارادہ فرمایا۔ چنانچہ ہمدان کے رہنے والے یوسف ہمدانی (م: 535ھ) نے آپ کو وعظ و نصیحت کے لیے کہا تو آپ نے کہا کہ میں خالص عجمی ہوں، بغداد کے فضاء کے سامنے کیسے وعظ و نصیحت کروں؟ شیخ یوسف ہمدانی نے کہا کہ آپ نے فقہ، اصولِ فقہ، نحو، لغت اور تفسیر وغیرہ حفظ کی ہوئی ہے، تو کیا آپ کلام نہیں کر سکتے؟ کرسی پر بیٹھیں اور کلام کریں۔ چنانچہ 521 ہجری شوال میں آپ رحمۃ اللہ علیہ نے پہلا وعظ کیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے جب وعظ و نصیحت کا آغاز کیا تو ابتداء میں دو تین سامعین ہوتے تھے مگر آپ کے وعظ و نصیحت میں اتنی جامعیت اور تاثیر تھی کہ بعد میں ستر ستر ہزار افراد مجمع میں شرکت کیا کرتے تھے، حتیٰ کہ سامعین کے لیے جگہ کی قلت ہو گئی³۔ آپ کا کلام حکم، معارف اور اسرار پر مشتمل ہوتا تھا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے وعظ و نصیحت کا یہ سلسلہ تقریباً چالیس سال جاری و ساری رہا اور مخلوق خدا فیض یاب ہوتی رہی۔

بیعت و خلافت

شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے ابو الخیر حماد بن مسلم الدباس سے علم طریقت حاصل کیا اور قاضی ابوسعید الخرمی سے خرقہ خلافت حاصل کیا۔ اپنے شیوخ کی صحبت اور ریاضت و مجاہدہ کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو اولیائے کرام میں اعلیٰ

1 الذہبی، امام شمس الدین محمد بن احمد بن عثمان (م: 748ھ)، سیر اعلام النبلاء، 20: 444

2 ایضاً، ص 447

3 الذہبی، شمس الدین ابی عبد اللہ محمد بن احمد بن عثمان (م: 748ھ)، تاریخ الاسلام ووفیات المشاہیر والاعلام، 12/ 259

مقام عطا فرمایا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ سلسلہ قادریہ کے بانی اور مؤسس ہیں، بے شمار لوگ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے حلقہ ارادت میں آئے اور بہتوں نے خرقہ خلافت بھی حاصل کیا۔ بعضوں کو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے بذاتِ خود خرقہ عطا کیا اور بعضوں کے لیے اپنے مریدین کے ذریعے بھیجا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ سے خرقہ خلافت حاصل کرنے والے شیوخ یمن، عراق اور دیگر کئی ممالک سے تعلق رکھتے تھے، چنانچہ علامہ یافعی لکھتے ہیں "لبس الخرقۃ منہ خلانق لایحصون من الفقراء والمشاخ الکبراء والعلماء الخبراء"¹ آپ رحمۃ اللہ علیہ سے بے شمار مخلوق نے خرقہ خلافت حاصل کیا، ان میں فقراء، بڑے بڑے مشائخ اور باخبر علماء شامل ہیں۔" آپ رحمۃ اللہ علیہ کے مریدین اور خلفاء بے شمار ہوئے، جنہوں نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کے سلسلہ کو اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کے پیغام دعوت کو دنیا کے کونے کونے میں پہنچانے میں اہم کردار ادا کیا۔ شیخ ابو عمر، شیخ ابو سعید قیلوی، شیخ قضیب البان موصلی، شیخ احمد بن مبارک، شیخ محمد الاوانی، شیخ ابو المسعود، شیخ ابو عمر قریشی، شیخ موفق الدین اور شیخ عبداللہ رحمہم اللہ اجمعین وغیر ہم، آپ رحمۃ اللہ علیہ کے چند مشہور خلفاء میں شمار کیے جاتے ہیں۔

تدریس

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے 528 ہجری سے باضابطہ تدریس کا سلسلہ شروع کیا۔ آپ بطور مدرس اتنے مشہور ہو گئے کہ پوری دنیا سے متلاشیانِ علم اتنی کثیر تعداد میں کچھ چلے آئے کہ مدرسہ میں گنجائش ختم ہو گئی۔ علامہ یافعی لکھتے ہیں: "قصدا لیه طلبۃ العلم من الافاق"² پوری دنیا سے علم کے طالب آپ کے پاس آتے تھے۔ صبح وشام تفسیر، حدیث، فقہ، اصول اور نحو کی آپ تدریس کرتے، ظہر کے بعد قرآن مجید قرات کے ساتھ پڑھاتے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے تینتیس (33) سال تدریس کی ہے۔ ہر سال آپ کے مدرسے سے تقریباً تین ہزار (3000) طلبہ فراغت حاصل کرتے تھے۔ شیخ رحمۃ اللہ علیہ کے تمام تلامذہ کا احاطہ مشکل ہے، تاہم السمعانی، عمر بن علی القرشی، آپ کے بیٹے عبدالرزاق اور موسیٰ، علی بن ادریس، احمد بن مطیع الباجسرائی، محمد بن لیث الوسطانی، اکمل بن مسعود الهاشمی، ابوطالب عبداللطیف بن محمد بن القبیطی، احمد بن مسلمہ، حافظ عبدالغنی اور موفق الدین ابن قدامتہ آپ کے مشہور تلامذہ میں شمار ہوتے ہیں۔ موفق الدین ابن قدامتہ نے آپ سے "کتاب الخرقۃ" اور حافظ عبدالغنی نے "الہدایۃ" پڑھی۔ آپ کے تلامذہ میں سے یہ دونوں علم کی دنیا میں بہت مشہور و معروف ہیں۔ یہ دونوں صرف ایک مہینہ اور نودن شیخ سے استفادہ کر سکے پھر شیخ کا وصال ہو گیا۔ ابن قدامتہ فرماتے ہیں: "فاقمنا عندہ شہر وتسعة ايام ثم مات وصلینا لیلآفی مدرستہ"³ ہم نے ایک مہینہ اور نودن آپ کے پاس قیام کیا پھر آپ کا وصال ہو گیا اور رات کو مدرسہ میں ہم نے نماز جنازہ پڑھی۔

1- یافعی، ابو محمد عبداللہ بن اسعد بن علی بن سلیمان، مرآة الجنان، 3/ 267-68

2- یافعی، مرآة الجنان وعبرة العیظان، 3: 267

3- الذہبی، امام شمس الدین محمد بن احمد بن عثمان، سیر اعلام النبلاء، 20/ 442

تصانیف

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے تصنیف و تالیف کے میدان میں بہت کام کیا ہے۔ فقہ، عقائد، تفسیر، روحانیت، اوراد و وظائف اور دیگر کئی موضوعات پر تصنیف فرمایا۔ فتویٰ آپ امام شافعی اور امام احمد بن حنبل کے مذہب پر دیتے تھے۔ آپ خود حنبلی المذہب تھے۔ آپ نے نثر کے علاوہ نظم میں بھی کلام لکھا ہے۔ آپ کی تصانیف درج ذیل ہیں۔

- | | | |
|--|---|--------------------------------------|
| (1) الغنیة لطالبی طریق الحق | (2) فتوح الغیب | (3) جلاء الخاطر فی الباطن والظاہر |
| (4) الفتح الربانی والفیض الرحمانی | (5) اوراد الجیلانی | (6) اغاثة العارفين وغاية من الواصلين |
| (7) دعاء اوراد الفتحیة | (8) دعاء البسملة | (9) الحزب الکبیر |
| (10) کتاب فی التصوف | (11) اوراد الايام والاقوات | (12) تحفة المتقين وسبيل العارفين |
| (13) حزب الرجاء والانتہاء | (14) رسالة الغوثیة | (15) الکبریت الاحمر |
| (16) مراتب الوجود | (17) معراج لطیف المعانی | (18) یواقیت الحکم |
| (19) الفیوضات الربانیة فی اوراد القادریة | (20) سرالسرار ومظہرالانوار فیما یتحتاج الیہ الابرار | |
| (21) رسالة فی الاسماء العظيمة للطریق الی اللہ | (22) آداب السلوک والتوصل الی منازل الملوک | |
| (23) الفواتح الالہیة والمفاتیح الغیبیة الموضحة للكلم القرآنیة والحکم الفرقانیة | | |
- ان کتب میں سے زیادہ مشہور و معروف الغنیة لطالبی طریق الحق، فتوح الغیب اور الفتح الربانی ہیں۔

ازواج و اولاد

آپ رحمۃ اللہ علیہ کی چار بیویاں اور انچاس (49) بچے تھے۔ ان میں سے ستائیس (27) مذکر اور بائیس (22) مونث تھیں۔¹ آپ کے بیٹوں میں سے عیسیٰ، عبد الجبار، عبد اللہ، ابراہیم، عبد الوہاب، محمد یحییٰ، عبد العزیز، عبد الرزاق اور موسیٰ رحمہم اللہ تعالیٰ مشہور علماء ہوئے ہیں۔

1۔ الصفدی، صلاح الدین خلیل بن ایک (م: 764ھ)، الوافی بالوفیات، 19/ 28

وفات

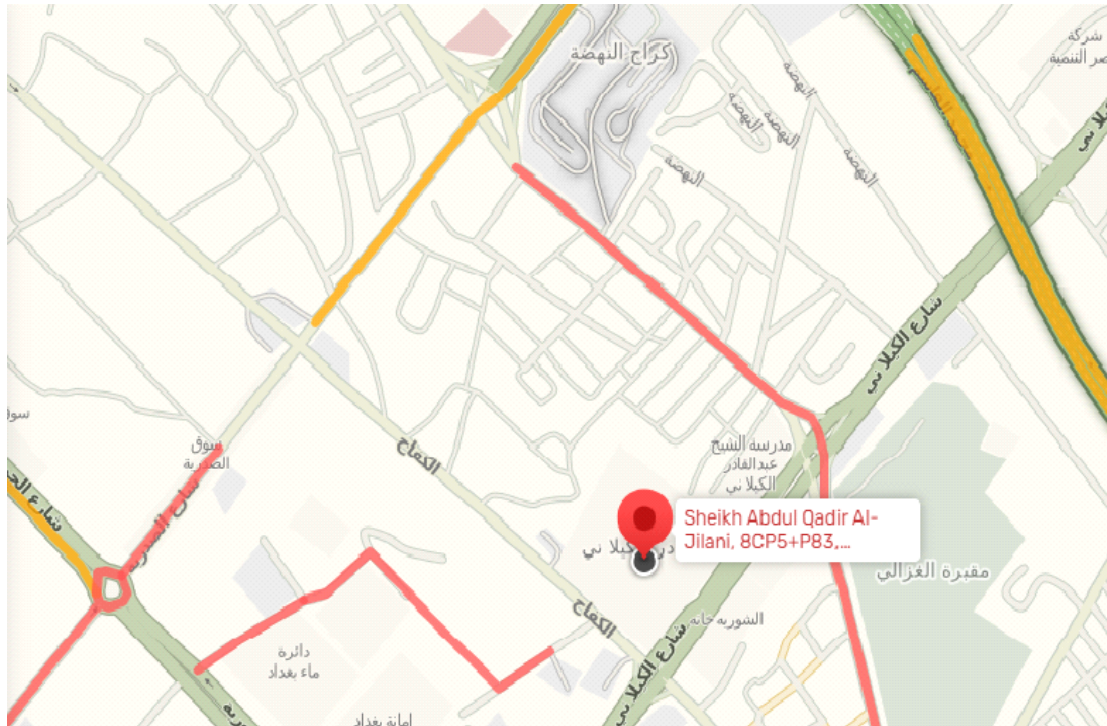
مشہور قول کے مطابق آپ رحمۃ اللہ علیہ کا وصال دس ربیع الثانی 561ھ / 1166ء میں ہوا۔ آپ کا جنازہ آپ کے بیٹے عبد الوہاب نے پڑھایا۔ جنازہ میں مریدین، اولاد و اصحاب اور تلامذہ کی کثیر تعداد نے شرکت کی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کو مدرسے کے صحن میں دفن کیا گیا۔¹

1۔ ابن عماد، شہاب الدین ابی الفلاح عبدالحی بن احمد بن محمد العکری الخلیلی الدمشقی (1089ھ)، شذرات الذهب فی اخبار من ذہب، 6/336، الناشر: دار ابن کثیر، دمشق۔ بیروت

(مزار شیخ عبد القادر جیلانی)



(موجودہ نقشہ)



فصل دوم۔۔۔ منہج دعوت اور اس کی اہمیت

ہر دعوت کا کوئی نہ کوئی اسلوب اور طریقہ ہوتا ہے جسے منہج سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ کوئی بھی دعوت کسی منہج کے بغیر کامیاب نہیں ہو سکتی، چنانچہ ہر نبی اور رسول نے اپنی قوم کو ایک خاص منہج کے تحت دعوت دی، جس میں حکمت، تدریج، صبر، عدل، اور نرم مزاجی وغیرہ کو بنیادی مقام حاصل رہا، اسی منہج کی پیروی رسول اکرم ﷺ نے فرمائی، اور خلفائے راشدین نے بھی اسے اپنی دعوتی پالیسی کی بنیاد بنایا۔ دعوت کا منہج وہ راہِ اعتدال ہے جو جذباتیت، شدت پسندی، یا سطحیت سے محفوظ رکھتا ہے اور مقصد کی طرف رہنمائی کرتا ہے، لہذا منہج دعوت کو سمجھنا اور اختیار کرنا نہ صرف دعوت کی قبولیت کے لیے ضروری ہے بلکہ یہ دین کی صحیح نمائندگی اور امت کی موثر رہنمائی کے لیے بھی ناگزیر ہے۔ اس فصل میں منہج دعوت اور اس کی اہمیت بیان کی جائے گی۔

لغوی تعریف

لفظ منہج درج ذیل معانی میں استعمال ہوتا ہے:

- 1- الطريق (یعنی راستہ)
- 2- الطريق المستقیم (یعنی مکمل سیدھا راستہ)
- 3- الطريق الواضح (یعنی واضح راستہ)¹

لفظ نَهْجٌ، نَاهِجَةٌ اور مَنَهَاجٌ لفظ منہج کے مترادف ہیں، یہ سب الفاظ ایک جیسے معنوں میں استعمال ہوتے ہیں۔ مجد الدین محمد بن یعقوب لکھتے ہیں "النہج: الطريق الواضح كالمَنَهَجِ وَالْمَنَهَاجِ"²

لفظ منہج قرآن مجید میں راستے کے معنی میں استعمال ہوا ہے۔ ارشادِ باری ہے: "لِكُلِّ جَعَلْنَا مِنْكُمْ شِرْعَةً وَمِنْهَاجًا"³ ہم نے تم میں سے ہر ایک کے لیے شریعت اور راستہ بنایا ہے۔ مختصر یہ کہ لفظ منہج بالکل واضح راستے کے لیے استعمال کیا گیا ہے۔

اصطلاحی مفہوم

منہج اس عمل کو کہا جاتا ہے جو کسی کام کا مکمل سیدھا اور واضح راستہ بتلاتا ہے۔

¹ - علامہ ابن منظور (م: 711ھ)، لسان العرب، 16/300، الناشر: دار احیاء التراث العربی۔ بیروت

² - فیروز آبادی، مجد الدین محمد بن یعقوب (م: 817ھ)، القاموس المحیط، موسسہ الرسالہ

³ - المائدہ: 48

لفظِ دعوت کا مفہوم

لفظِ دعوت وسیع المفہوم ہے اور کئی کلمات کو اپنے دامن میں لیے ہوئے ہے، ان میں سے ایک یہ ہے کہ لوگوں کو کسی معاملے پر جمع کرنے کے لیے پکارنا اور اس کام کو پورا کرنے پر ابھارنا۔ دعوت کا اصطلاحی مفہوم یہ ہے کہ "ہی تبلیغ الاسلام للناس وتعلیمہ ایامہ وتطبیقہ فی واقع الحیاة"¹ "لوگوں تک اسلام اور اس کی تعلیمات پہنچانا اور انہیں زندگی میں نافذ کروانا دعوت کہلاتا ہے۔"

دعوت و تبلیغ کی اہمیت

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: "وَمَنْ أَحْسَنُ قَوْلًا مِّمَّن دَعَا إِلَى اللَّهِ وَعَمِلَ صَالِحًا وَقَالَ إِنَّنِي مِنَ الْمُسْلِمِينَ"² "اور اس شخص سے بہتر کس کی بات ہو سکتی ہے جو اللہ کی طرف بلائے اور نیک عمل کرے اور کہے کہ میں مسلمانوں میں سے ہوں۔" نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "بَلِّغُوا عَنِّي وَلَوْ آيَةً"³ "میری طرف سے پہنچاؤ خواہ ایک آیت ہی کیوں نہ ہو۔" ڈاکٹر شوکت علی شوکانی لکھتے ہیں کہ "دعوت و تبلیغ کی اہمیت کے لیے یہی بات کافی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس مقصد کے لیے بے شمار انبیاء و رسل کو مبعوث فرمایا ہے، چونکہ یہ سلسلہ حضرت محمد ﷺ پر مکمل ہو چکا ہے، اس لیے اب یہ ذمہ داری امت مسلمہ پر ہے۔ ہر مسلمان کے لیے ضروری ہے کہ وہ دعوت و تبلیغ اور اشاعتِ دین کا کام اسی طرح انتہائی محنت اور جانفشانی سے کرے جس طرح خود خاتم النبیین ﷺ اور آپ کے خلفائے راشدین اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کرتے رہے ہیں۔"⁴

منہج دعوت کا مفہوم

دین اسلام کی تعلیمات اور افکار و نظریات کو لوگوں تک منتقل کرنے کے لیے جو اسلوب اپنایا جاتا ہے، اُسے منہج دعوت یا دعوتی منہج کہا جاتا ہے۔ اصطلاحی طور پر "منہج دعوت" سے مراد وہ منظم طریقہ کار اور اصول ہیں جن کے تحت اسلام کی تعلیمات کو دوسروں تک پہنچایا جاتا ہے۔ یہ طریقہ کار قرآن و سنت کی روشنی میں مرتب کیا جاتا ہے تاکہ دعوت مؤثر اور نتیجہ خیز ہو، چنانچہ داعی کے لیے ضروری ہے کہ اپنے ذاتی کردار اور طرزِ عمل کو صحیح رکھے، وہ صرف دوسروں کے سامنے حق کو بیان نہ کر دے بلکہ حق کو اس انداز سے لوگوں کے سامنے پیش کرے کہ حق بالکل واضح اور آشکار ہو جائے اور کسی قسم کا ابہام باقی نہ رہے۔ داعی کی زبان انتہائی

1- مولانا عبد اللہ نعیم صدیقی، اصول الدعوة والارشاد، مکتبۃ المدینہ کراچی، ص 21

2- حم السجدہ: 33

3- البخاری، محمد بن اسماعیل، صحیح البخاری، دار ابن کثیر، بیروت، کتاب العلم، حدیث نمبر 3461

4- شوکانی، ڈاکٹر شوکت علی، منہج دعوت نبوی ﷺ شخصی کردار کی اہمیت و تاثیر، ص 84، الناشر: المکتبۃ الاسلامیہ، ظفر وال، 2021

مؤثر، طرز کلام فطری اور منہج دلنشین ہو۔ داعی کو اپنے مدعو کے مزاج و طبیعت اور ذہنی استعداد کا لحاظ رکھنا چاہیے، مختصر یہ کہ قرآن و سنت نے دعوت کے جو اصول دیئے ہیں ان کو ذہن میں رکھتے ہوئے ایک داعی کو منہج دعوت اختیار کر کے دعوت کا کام کرنا چاہیے۔

دعوت کا منہج قرآن کے مطابق

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں دعوت کا منہج بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: "أَدْعُ إِلَى سَبِيلِ رَبِّكَ بِالْحُكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ"¹ "اپنے رب کے راستے کی طرف دعوت دیں حکمت و دانائی اور عمدہ وعظ و نصیحت کے ساتھ اور اس انداز سے بحث کریں جو نہایت عمدہ ہو۔" اس آیت کریمہ کے تحت داعی کی ذمہ داری ہے کہ وہ دعوت دیتے ہوئے حکمت و دانائی سے کام لے، مخاطب کی ذہنی استعداد کو مد نظر رکھے اور انتہائی دلنشین انداز میں اپنے رب کا پیغام پہنچائے۔ اگر خدا نخواستہ مخاطب بحث و مباحثہ شروع کر دے تو اینٹ کا جواب پتھر سے دینے کی بجائے صبر و تحمل سے کام لے اور خوبصورت انداز میں بحث و مباحثہ کرے اور کسی کی دل شکنی نہ کرے۔²

منہج دعوت کی اہمیت

دعوت کی کامیابی کے لئے اس کا منہج انتہائی اہمیت کا حامل ہے۔ بغیر سوچے سمجھے دعوت و تبلیغ میں جُت جانا اور دعوت دیتے ہوئے مخاطب پر اپنا علمی رُعب جھاڑنا یا دقیق علمی اصطلاحات استعمال کرنا دعوت کے لئے انتہائی نقصان دہ ہے اسی لئے اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کو قرآن مجید میں دعوت کا حکم دیتے ہوئے دعوت کے اسلوب بھی بتائے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ نرمی کا حکم بھی دیا۔ نبی کریم ﷺ نے اللہ تعالیٰ کے بتائے ہوئے منہج دعوت کو اپنایا اور بے مثال کامیابی حاصل کی۔ رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو مختلف ذمہ داریاں تفویض فرما کر مختلف علاقوں میں بھیجا تو انہیں دینی معاملات میں لوگوں کے لئے نرمی و آسانی پیدا کرنے کا حکم دیا اور عذاب سے ڈرانے سے پہلے اللہ تعالیٰ کی رضا و خوشنودی اور جنت کی بشارتیں دے کر لوگوں کے دلوں کو اسلام کے لئے نرم کرنے اور اسلام کی طرف مائل کرنے کا حکم دیا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اسی منہج پر چلتے ہوئے لاکھوں لوگوں کو اسلام کی طرف مائل کیا۔ اگر دعوت و تبلیغ کا کوئی منہج نہ ہوتا تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اتنی کامیابی حاصل نہ کر سکتے۔ نبی کریم ﷺ کے مبارک دور اور صحابہ کرام کے بابرکت عہد کے بعد علماء و صلحاء نے اس عظیم ذمہ داری کو اپنے کندھوں پر لیا۔ ہر عالم اور ہر ولی نے اپنے دور اور اپنے زمانے کے لوگوں کی نفسیات کو سمجھنے اور انہیں پرکھنے کے بعد ان کے لئے الگ الگ منہج کو اپنایا اور لاکھوں لوگوں تک اسلام کی روشنی پہنچائی۔ آج ضرورت اس امر کی ہے کہ ہم ان علماء و صلحاء کے مناہج کا مطالعہ کریں، اپنے علاقے اور

1- النحل: 125

2- بقول امام قرطبی یہ آیت مکہ مکرمہ میں اس وقت نازل ہوئی جب نبی کریم ﷺ کو کفار مکہ کی شدید مخالفت کا سامنا تھا۔ اس وقت اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو حکم دیا کہ دعوت کے کام میں نرمی، حکمت اور حسن اخلاق سے کام لیں۔

اپنے ارد گرد موجود لوگوں کی نفسیات، ذہنی استعداد اور ان کی دلچسپی وغیرہ امور کو دیکھتے ہوئے ایک جدید اسلوب دعوت ترتیب دیں جو دین بیزار لوگوں کو دین کی طرف مائل کرنے میں معاون ثابت ہو۔

مختصر یہ کہ منہج دعوت کسی بھی داعی، دعوتی تحریک و تنظیم کی روح اور بنیاد ہے۔ اگر دعوت بغیر منہج کے ہو، تو وہ بے سمت، غیر مؤثر اور بسا اوقات نقصان دہ بن سکتی ہے۔ اسلامی دعوت کا اصل منہج قرآن و سنت سے ماخوذ ہے، جو ہر زمانے کے لیے رہنما اصول فراہم کرتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ، خلفائے راشدین، اور بعد کے داعیان نے اس بات کو ثابت کیا کہ حالات خواہ جیسے بھی ہوں، اگر منہج درست ہو تو دعوت مؤثر، بابرکت اور نتیجہ خیز ہوتی ہے۔ آج کے دور میں جب فکری انتشار اور شدت پسندی عام ہے، تو منہج دعوت کی حکیمانہ بنیادوں کی طرف رجوع کرنا پہلے سے کہیں زیادہ ضروری ہو گیا ہے۔

شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی گھریلو تربیت اور خاندانی پس منظر نے شیخ رحمۃ اللہ علیہ کے دل میں معاشرے کو پستوں سے نکالنے کا شعور پیدا کیا۔ اس کے ساتھ اساتذہ و شیوخ کی تربیت نے شیخ رحمۃ اللہ علیہ کے دعوتی منہج و اسلوب کو مؤثر بنانے میں اہم کردار ادا کیا۔ شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے زمانے میں موجود انتشار، فتنہ انگیزیوں، فرقہ واریت اور مادیت پرستی سے عوام و خواص کو نکالنے کے لئے ایک خاص طریقہ کار اختیار کیا۔ شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے خطبات و مواعظ سے عوام و خواص میں شعور بیدار کیا اور انہیں خدائے واحد کی عبادت اور اتباع سنت کی طرف مائل کیا، انہیں مادیت پرستی سے نکال کر دین متین کی روشن تعلیمات پر کار بند کیا، لوگوں کو گناہوں کے دینی و دنیاوی مفاسد سے آگاہ کر کے اعمال صالحہ کی طرف متوجہ کیا۔

فصل سوم۔۔۔ شیخ کا نقطہ نظر اور دعوتی منہج و اسلوب

خلافت عباسیہ کی ساکھ ختم ہو چکی تھی۔ دنیا داری اور الحاد و زندقہ انسانی زندگی میں سرایت کر چکے تھے۔ علم و یقین پر فلسفہ حاوی تھا۔ موروثی و شخصی سلطنت کا عروج تھا۔ بیت المال، حکمرانوں کی عیش و عشرت پر بے دریغ لٹایا جا رہا تھا۔ معتزلہ و مبتدعین کے فتنے عروج پر تھے، جاہل و خود ساختہ صوفیاء شریعت و طریقت کو الگ کرنے میں منہمک تھے جبکہ سرکاری و درباری علماء خوشامد اور من پسند تاویلات میں مصروف تھے۔ قلعہ حضر موت، اندلس، انطاکیہ، حمص، عکہ اور طرابلس وغیرہ پر باطنیوں اور عیسائیوں نے قبضہ کر کے مسلمانوں کا جینا مشکل کیا ہوا تھا۔ مختصر یہ کہ پانچویں صدی تک عالم اسلام پوری طرح سیاسی، سماجی و فکری انتشار اور اعتقادی ضعف و اضمحلال کا شکار ہو چکا تھا۔ امت مسلمہ پر تشکیک و الحاد اور بے راہ روی کے سائے منڈلا رہے تھے۔¹

برائی سے روکنے والوں کے گروہ

گناہ اور برائی سے روکنے والے تین قسم کے گروہ ہیں۔ (1) بادشاہ اور حاکم جو برائی سے روکنے کی طاقت اور قدرت رکھتے ہیں، (2) علماء جو زبان سے منع کرنے والے ہیں، (3) عام لوگ جو برائی کو دل سے بُرا جاننے والے ہیں۔ حدیث مبارکہ میں ان تین قسم کے لوگوں کا ذکر کیا گیا ہے۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے کہ آپ فرمایا کرتے تھے کہ: "تم میں سے جو شخص کسی منکر (برائی و معصیت) کو ہوتا دیکھے اور پھر وہ اپنے ہاتھ سے اسے بدلنے کی قدرت رکھتا ہو تو اسے چاہیے کہ اسے اپنے ہاتھ سے بدل ڈالے پھر اگر ہاتھ سے بدلنے کی طاقت نہ رکھتا ہو تو اسے اپنی زبان سے بدلے اور اگر اس کی بھی طاقت نہ رکھتا ہو تو اسے دل سے برا سمجھے اور یہ ایمان کا آخری درجہ ہے۔"²

امر بالمعروف و نہی عن المنکر کی شرائط

داعی الی المعروف و نہی عن المنکر کے لیے درج ذیل شرائط ہیں: (1) جس نیکی کا حکم کرتا ہے اور جس بدی سے روکتا ہے، اس کا خود عالم ہو۔ (2) امر و نہی کا کام اللہ کی خوشنودی حاصل کرنے اور دین کا بول بالا کرنے کے لیے ہو، کسی قسم کی ریاکاری اور شہرت مقصود نہ ہو۔ (3) امر و نہی نرمی و محبت کے ساتھ ہو، اس میں بد خلقی اور سختی نہ ہو۔ (4) صابر، بردبار اور قوت برداشت کا مالک ہو۔ (5) جس نیک کام کا حکم دے خود بھی اس پر عمل پیرا ہو، اسی طرح جن باتوں سے منع کرے خود بھی ان سے باز رہے۔³

1- سید نصیر الدین نصیر گیلانی، نام و نسب، ص 582-583، ناشر: گیلانی پبلشرز، گولڑہ شریف

2- سنن ابوداؤد، جلد سوم، ح 946، سافٹ ویئر Easy Quran o Hadees

3- شیخ عبدالقادر جیلانی، غنیۃ الطالبین (مترجم)، ص 124-125، ناشر: مدینہ پبلشنگ ایم اے جناح روڈ کراچی

معروف و منکر کی پہچان

جو کام اور بات کتاب و سنت اور عقل کے موافق ہو وہ معروف میں شامل ہے اور جو اس کے برعکس ہو وہ منکر اور بدی ہے۔ معروف و منکر دو طرح کے ہیں، ایک وہ جن کا وجوب یا حرمت عوام و خواص سب جانتے ہیں جیسے نماز، روزہ، حج اور زکوٰۃ وغیرہ کی فرضیت و وجوب، چنانچہ ایسے معروف کی طرف دعوت دینا، عوام و خواص سب کے ذمہ ہے، ایسے ہی زنا، شراب نوشی، چوری وغیرہ کی حرمت سے سب واقف ہیں، چنانچہ ایسے گناہوں سے روکنا بھی سب کی ذمہ داری ہے۔ معروف و منکر کی دوسری قسم وہ ہے جسے صرف خواص جانتے ہیں مثلاً ان باتوں پر اعتقاد جو باری تعالیٰ کے بارے میں جائز و ناجائز ہیں۔ اس قسم میں امر بالمعروف و نہی عن المنکر خاص علماء کا کام ہے۔¹

امر و نہی کا بہتر طریقہ

اگر ممکن ہو تو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر تنہائی میں کی جائے کیونکہ تنہائی میں نصیحت کا زیادہ اثر ہوتا ہے اور اگر تنہائی میں نصیحت کا اثر نہ ہو تو ایسے شخص کو کھلم کھلا نصیحت کرنی چاہیے اور اگر اس صورت میں بھی اثر نہ ہو تو پھر حکومت سے مدد لے تاہم منکرات سے روکنے کا کام کسی طرح بھی نہ چھوڑے۔²

شیخ رحمۃ اللہ علیہ کا دعوتی منہج و اسلوب (فتوح الغیب اور الفتح الربانی کی روشنی میں)

شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ میں داعی کی صفات و شرائط بدرجہ اتم پائی جاتی تھیں، اسی طرح ناہی عن المنکر کی صفات و شرائط بھی آپ رحمۃ اللہ علیہ میں اظہر من الشمس تھیں۔ شیخ رحمۃ اللہ علیہ کا شمار بُرائی سے روکنے والے گروہوں میں سے دوسرے گروہ میں ہوتا ہے یعنی آپ نے لوگوں کو اپنے وعظ و نصیحت کے ذریعے بُرائیوں سے روکا ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے انفرادی منہج دعوت و تبلیغ کی بجائے اجتماعی دعوت کے منہج کو ترجیح دی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے دعوتی منہج و اسلوب کی چند مثالیں درج ذیل ہیں:

وعظ و نصیحت کے لیے دنوں، مقامات اور اوقات کا تعین

شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے 521 ہجری سے وعظ و نصیحت کا آغاز کیا، ابتداء میں مجلس میں چند لوگ ہوتے تھے مگر وقت کے ساتھ ساتھ شیخ رحمۃ اللہ علیہ کے وعظ و نصیحت کا اتنا شہرہ ہوا کہ دور دراز علاقوں اور دیگر ممالک سے بھی مخلوق خدا استفادہ کے لیے آنا شروع ہو گئی، چنانچہ مورخین نے لکھا ہے کہ آپ کی مجلس میں ستر ستر ہزار افراد بھی شریک ہوتے تھے³، ان شرکاء میں طلبہ، فقہاء،

1- ایضاً، ص 127

2- ایضاً، ص 126

3- تازنی، محمد بن یحییٰ، قلائد الجواہر (مترجم)، ص 49، الناشر: اکبر بک سیلز لاہور

علماء، صوفیاء، حکماء، امراء، تاجر، بادشاہ، مختصر یہ کہ نہ صرف مسلمان بلکہ دیگر مذاہب کے لوگ بھی آپ رحمۃ اللہ علیہ کی محافل و مجالس میں کثرت سے شریک ہوتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کو وعظ و نصیحت کے لیے دنوں، مقامات اور اوقات کا تعین کرنا پڑا۔ بغداد کے دستور کے مطابق آپ رحمۃ اللہ علیہ جمعہ، اتوار، پیر اور منگل کو وعظ و نصیحت فرمایا کرتے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ جمعہ کی صبح مدرسہ قادریہ بغداد میں وعظ فرمایا کرتے تھے، منگل کی شام خانقاہ شریف رباط میں اور اتوار اور پیر کے دن عموماً علماء و فقہاء کے ساتھ وعظ و نصیحت فرمایا کرتے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی اکثر محافل و مجالس صبح کے اوقات میں اور مدرسہ قادریہ میں منعقد ہوتی تھیں۔ شیخ رحمۃ اللہ علیہ کے مواعظ و ملفوظات پر مشتمل کتاب "الفتح الربانی" کے بارے میں لکھا گیا ہے کہ اس میں موجود باسٹھ (62) مواعظ میں سے اکاون (51) مواعظ شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے صبح کے اوقات میں دیے ہیں اور ان مجالس میں سے تینتالیس (43) مجالس مدرسہ قادریہ بغداد میں منعقد ہوئیں۔¹

انداز وعظ و خطاب

شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ ہر مجلس میں اپنے وعظ و خطاب کا آغاز اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء سے کرتے، تین بار "الحمد لله رب العالمین" فرماتے، ہر بار تھوڑا سکوت فرماتے، اس کے بعد بغیر کسی تمہید کے وعظ شروع فرمادیتے، درود پاک اور مختلف دعائیں بھی ہر خطبے کا حصہ ہوتی تھیں، کبھی درمیان خطبہ اور کبھی اختتام خطبہ پر دعاؤں کا اہتمام فرماتے۔ ابوالحسن الشطنوفی نے لکھا ہے کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی مجلس کا آغاز قرآن مجید کی تلاوت سے ہوتا تھا، مگر قاری صاحبان بغیر الحان کے ترتیل و تجوید کے ساتھ قرات کیا کرتے، ان قراء میں سے ایک ابوالفتح مسعود بن عمر ہاشمی بھی تھے۔ مختصر یہ کہ مجلس کا آغاز تلاوت سے اور اختتام دعا سے ہوتا تھا۔² فتوح الغیب اور الفتح الربانی میں موجود مواعظ و ملفوظات میں آپ رحمۃ اللہ علیہ طلباء، علماء، فقہاء، خطباء، امراء، مالداروں، بادشاہوں، دنیا داروں اور عوام کو مخاطب کرنے کے لیے عموماً درج ذیل الفاظ استعمال فرمایا کرتے تھے:

"اے لوگو!، اے بیٹا!، اے محمد ﷺ کے امتیو!، اے اللہ کے بندو!، اے فقیر!، اے مرید!، اے مسکین!، اے منافق!، اے جاہلو!، اے غافل!، اے دنیا میں مشغول ہونے والے!، اے جوانو!، اے جھوٹے!، اے بد بخت!، اے محروم!، اے حرص کے بندو!، اے ظاہری فقہ میں مشغول رہنے والو!، اے شہر کے رہنے والو!، اے سونے والو!، اے آخرت کے بغیر دنیا کو طلب کرنے والو!، اے خالق کے بغیر مخلوق کو طلب کرنے والو!، اے خلق خدا!، اے عالمو!، اے فقیہو!، اے زاہدو!، اے عابدو!، اے خلقت کے محتاج، اے خلقت کے مشرک، اے نفسوں، شیطانوں اور عادتوں کے بندو!، اے جھوٹے دعویدارو!، اے

1- صوفی محمد عبدالستار طاہر مسعودی، الفتح الربانی (مترجم)، ص 27-29، الناشر: شبیر برادرز

2- امام ابوالحسن الشطنوفی، ہبیہ الاسرار، ص 186، الناشر: شبیر برادرز

تندرست جسموں والو!، اے عمل سے فارغ رہنے والو!، اے بے فکر ہو جانے والو!، اے صوف پوش!، اے مجسم چھلکوا!، اے حریص!، اے فرزندِ آدم!، اے جلد باز!، اے مردو!، اے عورتو!، اے حکمرانو!، اے رعایا!، اے مخلصو! وغیرہم" ¹

مذکورہ بالا الفاظ اور ان کے علاوہ بھی بہت سارے الفاظ شیخ رحمۃ اللہ علیہ لوگوں کو مخاطب کرنے کے لیے استعمال کرتے تھے، ان الفاظ سے ظاہر ہوتا ہے کہ شیخ رحمۃ اللہ علیہ کی مجلس میں ہر قسم کے لوگ موجود ہوتے تھے اور شیخ رحمۃ اللہ علیہ بغیر کسی لگی لپٹی کے خطاب فرمایا کرتے تھے، چونکہ شیخ رحمۃ اللہ علیہ کا مقصد لوگوں کی اور اس دور میں پائی جانے والی خرابیوں کی اصلاح کرنا تھا اور اصلاح اس وقت تک ممکن نہیں جب تک سچ کو سچ اور جھوٹ کو جھوٹ نہ کہا جائے، اسی طرح جب تک کسی انسان کو اس کی خامی و کمزوری نہ بتائی جائے، اس وقت تک اس کی اصلاح ہونا اگر ناممکن نہیں تو مشکل ضرور ہے نیز مذکورہ بالا الفاظ اس دور میں پائی جانے والی اخلاقی و معاشرتی خرابیوں و برائیوں کی طرف بھی اشارہ کر رہے ہیں۔

خلفاء اور حکام وقت کو مخاطب کرنے کا انداز

شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی زندگی کے تہتر (73) سال بغداد میں گزارے، پانچ عباسی خلفاء، مستنصر باللہ، مسترشد، راشد، المقتضی لامر اللہ اور المستجد باللہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی نظروں کے سامنے مسند خلافت پر بیٹھے، مگر کبھی کسی نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو کسی وزیر یا کسی خلیفہ کے دربار میں نہیں دیکھا، بلکہ سب وزراء اور خلفاء آپ رحمۃ اللہ علیہ کے ملفوظات اور وعظ و نصیحت سننے کے لیے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی مجالس میں شرکت کیا کرتے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ جب ان میں کوئی خرابی دیکھتے تو برسر منبر انھیں مخاطب کر کے اس کے بارے میں بتاتے، چنانچہ جب خلیفہ مقتضی لامر اللہ نے ایک ظالم شخص ابو الوفاء یحییٰ بن سعید کو قاضی بنایا تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے برسر منبر خلیفہ کو مخاطب کر کے فرمایا کہ "ولیت علی المسلمین اظلم الظالمین ما جوابک عند رب العلمین ارحم الراحمین" "تم نے مسلمانوں پر ایک ایسے شخص کو حاکم بنایا ہے جو ظلم الظالمین ہے، کل قیامت کے دن تم اس رب العالمین کو، جو ارحم الراحمین ہے، کیا جواب دو گے؟" چنانچہ خلیفہ وقت پر شیخ رحمۃ اللہ علیہ کی گفتگو اور وعظ و نصیحت کا اتنا اثر ہوا کہ وہ لرزہ بر اندام ہو گیا اور اس نے اسی وقت قاضی کو اس عہدہ سے ہٹا دیا۔ ²

1- صوفی محمد عبدالستار طاہر مسعودی، الفتح الربانی (مترجم)، ص 57 تا 410

2- تاذنی، محمد بن یحییٰ، قلائد الجواہر (مترجم)، ص 29

وعظ و نصیحت کے مشمولات

شیخ رحمۃ اللہ علیہ کے مواعظ و خطبات کا مطالعہ کرنے سے بخوبی اندازہ ہوتا ہے کہ شیخ کو اس دور کے منکرات کا بخوبی علم اور ادراک تھا۔ آپ کا ہر خطبہ اس دور میں پائی جانے خامیوں میں سے کسی خامی کی اصلاح پر مشتمل ہوتا تھا، کبھی کبھی ایک ہی خطبے میں کئی کئی خامیوں کی اصلاح کرتے ہوئے شیخ رحمۃ اللہ علیہ نظر آتے ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے خطبات میں تصنع اور بناوٹ دور دور تک کہیں نظر نہیں آتی ہے، آپ رحمۃ اللہ علیہ کے مواعظ بنی برحقائق ہوتے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے کلام میں معجزانہ تاثیر تھی یہاں تک کہ جب آپ رحمۃ اللہ علیہ آیات و عید بیان کرتے تو لوگ خوف الہی سے لرز اٹھتے اور جب آپ رحمۃ اللہ علیہ، رحمت الہی پر مشتمل آیات کی تشریح و توضیح کرتے تو حاضرین کے دل غنچوں کی طرح کھل اٹھتے۔

شیخ رحمۃ اللہ علیہ کے ملفوظات میں احکام الہی پر عمل، ممنوعات الہیہ سے اجتناب اور تقدیرات ربانی پر راضی رہنے کا بار بار درس دیا گیا ہے، اسی طرح اتباع سنت اختیار کرنے اور بدعات سے بچنے کی ترغیب دی گئی ہے، مخاطبین کو مختلف انداز میں دنیا کی بے ثباتی سمجھانے اور آخرت کی تیاری کرنے کے لیے ترغیب دی گئی ہے، مختصر یہ کہ شیخ رحمۃ اللہ علیہ کے مواعظ میں عقائد، عبادات اور معاملات کی اصلاح قرآنی آیات، احادیث نبویہ اور اقوال صالحین کی روشنی میں، کرنے کی بھرپور کوشش کی گئی ہے۔

شیخ رحمۃ اللہ علیہ کے دعوتی منہج و اسلوب کے اثرات

شیخ رحمۃ اللہ علیہ کا دعوتی منہج اتنا حکیمانہ اور مؤثر تھا کہ اُس کی وجہ سے لاکھوں لوگوں کی زندگیوں میں انقلاب برپا ہوا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی زبان سے جو کلمات نکلتے، سامعین کے دلوں میں اترتے جاتے، مسلمان تو درکنار غیر مسلم بھی آپ رحمۃ اللہ علیہ کی دعوت و تبلیغ سے متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکے، آپ رحمۃ اللہ علیہ کی مجالس میں ہر مذہب کے لوگ شامل ہوتے تھے، آپ رحمۃ اللہ علیہ کے ہاتھ پر بہت سے غیر مسلموں نے اسلام قبول کیا اور بے شمار گنہگاروں نے اپنے گناہوں سے توبہ کر کے پورے اخلاص کے ساتھ رجوع الی اللہ کیا حتیٰ کہ ان تائبین میں سے بہت سے اولیاء اللہ بنے، مؤرخین میں سے بعضوں نے اسلام قبول کرنے والوں کی تعداد ہزاروں میں لکھی ہے جبکہ بعضوں نے یہ تعداد سینکڑوں میں لکھی ہے۔ علامہ ذہبی نے شیخ رحمۃ اللہ علیہ کا قول نقل کیا ہے، لکھتے ہیں کہ شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: "قد اسلم علی یدی اکثر من خمس مائة" ¹ میرے ہاتھ پر پانچ سو سے زائد لوگوں نے اسلام قبول کیا ہے۔

1- الذہبی، شمس الدین ابی عبد اللہ محمد بن احمد بن عثمان، تاریخ الاسلام ووفیات المشاہیر والاعلام، 12/260، الناشر: دارالغرب الاسلامی

اسلام قبول کرنے والے یہود و نصاریٰ کوئی عام لوگ نہ تھے بلکہ ان کے بڑے رئیس اور سردار شمار ہوتے تھے، چنانچہ امام شہاب الدین لکھتے ہیں کہ: "اسلم معظم الیہود والنصارى علی یدیہ"¹ شیخ رحمۃ اللہ علیہ کے ہاتھ پر توبہ کرنے والوں کی تعداد ایک لاکھ سے زائد مورخین نے لکھی ہے۔

1- امام شہاب الدین الجنبلی دمشقی، شذرات الذهب، 6/332، الناشر: دار ابن کثیر، دمشق۔ بیروت

باب دوم۔۔۔ تاریخی پس منظر

فصل اول۔۔۔ شیخ کے زمانے میں موجود انتشار اور فتنہ انگیزیاں

فصل دوم۔۔۔ متکلمین کے مختلف فرقے اور ان کا معاشرتی اثر

باب دوم۔۔۔ تاریخی پس منظر

فصل اول۔۔۔ شیخ عبدالقادر جیلانی کے زمانے میں موجود انتشار اور فتنہ انگیزیاں

شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کا زمانہ 11 ویں اور 12 ویں صدی عیسوی کے دوران تھا، جو مسلم دنیا کے لیے بہت ہی پیچیدہ اور افراتفری کا دور تھا۔ اس دوران مختلف قسم کے فتنوں اور انتشار کی لہر موجود تھی، جو مذہبی، سیاسی، اور سماجی سطح پر مسلمانوں کو متاثر کر رہی تھی۔ ان فتنوں کا شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے دعوتی اسلوب اور ان کے روحانی پیغامات پر گہرا اثر پڑا۔ شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے زمانے میں مسلم دنیا مختلف سیاسی خلفشار سے دوچار تھی۔ عباسی خلافت کا اثر و رسوخ کمزور ہو چکا تھا، اور مختلف علاقوں میں خود مختار حکومتیں قائم ہو چکی تھیں۔ سلجوقی سلطنت کی حکمرانی بڑھ رہی تھی، لیکن اس کے اندر بھی سیاسی انتشار اور اختلافات موجود تھے۔ مختلف مسلم حکمرانوں کے درمیان اقتدار کے لیے جنگیں اور فتنہ آرائیاں جاری تھیں۔ اس سیاسی عدم استحکام نے عوام کی حالت کو پیچیدہ بنا دیا اور مذہبی اصولوں کی اہمیت کو کم کر دیا۔ اس دور میں مذہبی فرقہ واریت بھی بہت زیادہ تھی۔ مختلف مکاتب فکر میں اختلافات اور تنازعات بڑھ رہے تھے، جیسے کہ اشعریہ اور معتزلہ کے درمیان عقیدہ و فلسفہ کے معاملات پر اختلافات تھے۔ معتزلہ نے عقلی استدلال پر زیادہ زور دیا تھا، جبکہ اشعریہ نے ایمان اور وحی کو اہمیت دی تھی۔ اس کے علاوہ، شیعہ اور سنی کے درمیان بھی بہت سے اختلافات تھے۔ اس فرقہ واریت نے مسلمانوں میں بد اعتمادی اور انتشار پیدا کیا۔

شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے زمانے میں دینی مغالطے اور بدعتیں بھی پھیل چکی تھیں۔ بعض لوگوں نے دین میں اپنی خواہشات اور نظریات کے مطابق نئے اجتہادات کیے، جس کے نتیجے میں دین اسلام میں کئی بدعات اور انحرافات سامنے آئے۔ اس صورتحال میں شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے پیغامات کے ذریعے لوگوں کو اصل اسلامی عقائد کی طرف رہنمائی کرنے کی کوشش کی۔ شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کا تعلق تصوف سے تھا، لیکن اس دور میں تصوف کے بعض پہلوؤں پر تنقید بھی کی جا رہی تھی۔ بہت سے علماء اور مفتیان کرام نے تصوف کے بعض رسوم و اعمال کو بدعت قرار دیا اور تصوف کی مخالفت کی۔ اس کے نتیجے میں تصوف میں مختلف گروہ بن گئے اور اس کی اصل روح سے انحرافات بڑھ گئے۔ شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے ان حالات میں تصوف کی اصل روح کو واضح کرنے کی کوشش کی اور اس کے صحیح مفہوم کو لوگوں تک پہنچایا۔

شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے زمانے میں مسلم دنیا میں معاشی و سماجی بحران بھی موجود تھا۔ معاشی حالت بدتر ہو چکی تھی، اور لوگ غربت اور فقر کا شکار تھے۔ اس کے ساتھ ہی سماجی طور پر بھی بد عنوانی، ظلم و زیادتی اور طبقاتی تفاوت بڑھ چکے تھے۔ یہ معاشی اور سماجی عدم استحکام لوگوں کی روحانیت اور دین سے تعلق کو کمزور کر رہا تھا۔ شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے زمانے میں، اسلامی ریاستیں مختلف بیرونی حملوں کا سامنا کر رہی تھیں، خاص طور پر صلیبی جنگوں کے دوران اور منگولوں کے حملوں کے قریب۔ یہ

حملہ نہ صرف مسلمانوں کے لیے بڑے خطرات تھے بلکہ غیر مسلموں کا اثر و رسوخ بھی بڑھ رہا تھا۔ اس ماحول میں مسلمانوں کی دینی اور روحانی حالت متاثر ہو رہی تھی اور شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ جیسے عظیم علماء اور مشائخ کو لوگوں کے ایمان کی اصلاح کی ضرورت محسوس ہوئی۔

اس دور میں لوگوں میں مادی دنیا کی طرف رجحان بڑھ رہا تھا۔ دین سے تعلق کمزور ہو رہا تھا اور لوگ زیادہ تر دنیاوی فائدوں کی جانب متوجہ ہو رہے تھے۔ یہ اخلاقی و روحانی انحرافات بڑھنے کا سبب بنے۔ شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے اس رجحان کو روکنے کی کوشش کی اور لوگوں کو اللہ کی عبادت، زہد، اور آخرت کی فکر کی طرف متوجہ کیا۔ شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے ان فتنوں اور انتشار کے درمیان ایک روحانی قیادت فراہم کی۔ ان کا دعوتی پیغام اور منہج لوگوں کو اس وقت کی مشکلات اور فتنوں سے نجات دلانے کی کوشش کرتا تھا۔ انہوں نے تصوف کی حقیقت کو لوگوں تک پہنچایا، اور ان کی تعلیمات میں ایمان کی تقویت، اللہ کی رضا کی کوشش، انسانی اخلاق کی بہتری اور روحانیت کی اہمیت پر زور دیا۔ ان کا یہ پیغام تھا کہ انسان کو اپنی اصلاح کرنی چاہیے اور دنیاوی فتنوں سے بچنے کے لیے اللہ کی ہدایت کی طرف رجوع کرنا چاہیے۔

سیاسی خلفشار

شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے زمانے میں مسلم دنیا میں ایک سنگین سیاسی خلفشار اور عدم استحکام کا دور تھا، جس کا اثر نہ صرف حکومتی سطح پر بلکہ عوامی زندگی اور مذہبی فکر پر بھی پڑا۔ ان حالات میں مختلف مسلم سلطنتوں کے حکمرانوں کے درمیان اقتدار کی جنگیں، داخلی اختلافات، اور بیرونی حملوں نے پورے خطے کو سیاسی لحاظ سے کمزور اور بکھرا ہوا بنا دیا۔ شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کا دور عباسی خلافت کے زوال کے قریب تھا۔ عباسی خلافت کی ابتدا میں بغداد نے اسلامی دنیا کا مرکز ہونے کے ناطے ایک مضبوط سیاسی اور علمی حیثیت حاصل کی تھی، لیکن 9ویں اور 10ویں صدی کے آخر میں اس خلافت کا اثر و رسوخ تیزی سے کم ہونا شروع ہو گیا۔ خلافت بغداد میں رہنے والے عباسی خلیفہ عموماً صرف علامتی حکمران بن چکے تھے، اور عملاً حکومت کا اقتدار مختلف مقامی حکمرانوں کے ہاتھ میں چلا گیا تھا۔ اس دور میں عباسی خلیفہ کی حیثیت صرف ایک مذہبی علامت کی تھی، جو اکثر محض ایک نمائندگی کردار ادا کرتا تھا۔ اس کے نتیجے میں عباسی خلافت میں سیاسی انتشار اور داخلی خلفشار پیدا ہوا، اور اس خلافت کے اثر و رسوخ کا دائرہ سمیٹ گیا۔¹

شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے دور میں عباسی خلافت، جو ایک صدی پہلے تک مسلم دنیا کی طاقتور سیاسی اور دینی قیادت تھی، اس وقت شدید کمزوری اور ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہو چکی تھی۔ عباسی خلفاء صرف علامتی حکمران رہ گئے تھے اور ان کا اصل اختیار بغداد کے مقامی امراء، وزراء، اور ترک فوجی سرداروں کے ہاتھ میں تھا۔ عباسی دربار میں ترک سرداروں اور دہلیمی حکمرانوں کا

¹ محمد بن احمد الخطیب البغدادی، تاریخ بغداد، ص ۲۵۴، بیروت: دار الغرب الاسلامی، 1997ء،

اثر اتنا زیادہ ہو گیا تھا کہ خلیفہ کے اختیارات برائے نام رہ گئے تھے۔ عباسی خلافت کو بار بار مختلف خطوں میں بغاوتوں کا سامنا تھا، جنہوں نے مرکز کو مزید کمزور کر دیا۔ سلجوقی ترکوں نے عباسی خلافت کے ایک بڑے حصے پر قبضہ کر لیا اور خلافت کے نام پر حکومت کی۔ بغداد پر بھی ان کا اثر غالب تھا، اور عباسی خلفاء سلجوقی سلطنت کے زیر سایہ حکمرانی کرتے تھے۔ مصر میں فاطمی خلافت نے عباسی خلافت کے خلاف ایک متوازی نظام قائم کر رکھا تھا، اور شیعہ عقائد کے فروغ کے لیے کام کر رہی تھی۔ اندلس میں اموی خلافت، شمالی افریقہ میں مختلف بربری ریاستیں، اور ایران و خراسان میں دیگر چھوٹے چھوٹے حکمرانوں نے اپنی خود مختاری قائم کر لی تھی۔ یورپی صلیبی افواج نے شام، فلسطین، اور دیگر علاقوں پر حملے کیے اور 1099 میں بیت المقدس پر قبضہ کر لیا۔ مختلف مسلم حکمران آپس کی لڑائیوں میں مصروف تھے، جس کی وجہ سے صلیبیوں کے خلاف کوئی متحدہ محاذ نہیں بن سکا۔ صلیبی حملوں کی وجہ سے عوام کو شدید مشکلات کا سامنا کرنا پڑا، اور اسلامی دنیا کا ایک بڑا حصہ عیسائی حکمرانی کے تحت آ گیا۔¹

مشرقی روم (بازنطینی سلطنت) کی جانب سے بھی اسلامی دنیا کو خطرہ لاحق تھا، جو صلیبی جنگوں میں عیسائی اتحادیوں کے ساتھ شریک تھے۔ مشرق میں نئی ریاستوں کے قیام نے عباسی خلافت کو مزید چیلنج کیا۔ مختلف مکاتب فکر، خاص طور پر سنی اور شیعہ فرقوں کے درمیان کشیدگی عام تھی۔ عباسی دربار میں مختلف وزراء، امراء، اور فوجی سرداروں کے درمیان اقتدار کی جنگیں چلتی رہتی تھیں۔ حکومت کی کمزوری کی وجہ سے ڈاکوؤں، لٹیروں، اور باغی گروہوں نے کئی علاقوں میں اپنی حکومت قائم کر لی۔

11 ویں صدی کے اوائل میں سلجوقی ترکوں نے اسلامی دنیا میں ایک نیا سیاسی عروج حاصل کیا۔ سلجوقی سلطنت نے خلافت عباسیہ کے تحت ایران، عراق، اور وسطی ایشیا کے علاقوں میں اپنا اثر بڑھایا۔ انہوں نے بغداد میں عباسی خلیفہ کو سیاسی طور پر تسلیم کیا، مگر عملاً خود کو حکمران سمجھا اور خلافت کے اثر کو کم کرنے کی کوشش کی۔ سلجوقیوں نے اپنے دور حکومت میں مختلف علاقوں میں اقتدار حاصل کیا، لیکن ان کے اندر بھی اندرونی سیاسی اختلافات اور خلفشار تھے۔ یہ اختلافات نہ صرف ان کے دربار میں موجود تھے بلکہ ان کے ماتحت حکمرانوں اور فوجی جرنیلوں کے درمیان بھی تھے۔ ہر حکمران اپنے اقتدار کو مستحکم کرنے کے لیے ایک دوسرے سے جنگ کرتا رہا، جس سے سلطنت میں سیاسی خلفشار اور عدم استحکام بڑھا۔

عباسی خلافت کے زوال اور سلجوقی سلطنت کی بڑھتی ہوئی حکمرانی کے ساتھ ساتھ مختلف علاقوں میں مقامی حکومتیں قائم ہو چکی تھیں۔

مثلاً:

- شمالی افریقہ اور مصر میں فاطمی خلافت کا قیام ہوا تھا، جو اس دور میں عباسی خلافت کے اقتدار کو چیلنج کرنے والی ایک اہم طاقت بن چکی تھی۔

¹ ایاقوت الحموی، معجم البلدان، ص ۴۲۳، بیروت: دار صادر، 1993

- ایران اور ہندوستان کے درمیان، غزنوی سلطنت نے اپنی حیثیت مضبوط کی تھی اور بہت سے حصوں پر قبضہ کر لیا تھا۔
- مغرب میں مراکش کی حکومت بھی اپنے راستے پر چل رہی تھی اور اس نے مقامی سطح پر اپنی سیاسی قوت بڑھائی تھی۔

ان مقامی حکومتوں کی موجودگی نے مسلمانوں کے اندر تقسیم اور سیاسی انتشار کو مزید بڑھایا، کیونکہ یہ حکومتیں ایک دوسرے کے ساتھ اقتدار کے لیے لڑ رہی تھیں۔

شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے دور میں حکومتوں میں فساد اور کرپشن عام تھی۔ مقامی حکمرانوں، سپہ سالاروں اور فوجیوں کے درمیان اقتدار کی کشمکش نے عوامی سطح پر بہت سے مسائل پیدا کیے۔ حکمرانوں کے درمیان وفاداری اور طاقت کے حصول کی جنگوں نے معاشی عدم استحکام، عوامی ناراضگی، اور سماجی بے چینی کو جنم دیا۔ اس صورتحال میں عوام کی حالت دگرگوں تھی کیونکہ حکومتی مشنری ان کے مسائل کو حل کرنے کے بجائے اپنی ذاتی مفادات اور اقتدار کے حصول میں مصروف تھی۔

بیرونی حملے اور ان کے اثرات

شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے دور میں منگولوں کے حملے بھی قریب آ رہے تھے۔ منگولوں نے 13 ویں صدی میں مسلم دنیا پر حملہ کیا، لیکن ان کے اثرات اس دور کے ابتدائی سالوں میں محسوس ہونے لگے تھے۔ مسلمانوں کے مختلف علاقوں میں بیرونی حملوں کی دھمکیاں اور جنگوں کی صورتحال نے سیاسی عدم استحکام کو مزید بڑھا دیا۔ اس کے علاوہ، صلیبی جنگوں کا آغاز بھی ہو چکا تھا، جس میں عیسائی ریاستیں مسلمانوں کے خلاف جنگوں میں مصروف تھیں، اور ان جنگوں نے بھی مسلم دنیا کو داخلی اور خارجی سطح پر شدید بحران میں مبتلا کر دیا۔ اس سیاسی خلفشار کا اثر مذہبی اصولوں پر بھی پڑا۔ مختلف حکمرانوں کی خود مختاری اور اقتدار کی کشمکش نے اسلامی معاشرت میں دینی یکجہتی کو کمزور کر دیا۔ اس سیاسی انتشار میں بعض مقامی حکمرانوں نے اپنے مفادات کے مطابق دینی احکام اور مذہبی اصولوں کو نظر انداز کیا، جس سے عوام میں مذہبی بے یقینی پیدا ہوئی۔ اس کے علاوہ، فکری اختلافات اور فرقہ واریت نے بھی مسلم معاشرت کو مزید منتشر کیا۔

شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے اس خلفشار کے دوران ایک روحانی اور دینی رہنمائی فراہم کی۔ ان کا پیغام تھا کہ حکومتی خلفشار اور فتنہ انگیزیوں کے باوجود انسان کو اللہ کے راستے پر چلنا چاہیے اور اس کی رضا کی کوشش کرنی چاہیے۔ انہوں نے اپنے مریدوں کو یہ تعلیم دی کہ دنیا کے فتنوں سے بچنے کے لیے انسان کو تزکیہ نفس، صبر، اور اخلاقی اصلاح کی ضرورت ہے۔ انہوں نے مسلمانوں کو اس بات کی طرف متوجہ کیا کہ وہ فکری اختلافات سے بچیں اور اسلامی اصولوں پر عمل پیرا رہیں تاکہ معاشرت میں امن و سکون قائم ہو۔ شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی تعلیمات نے مسلمانوں کو اس انتشار اور سیاسی خلفشار کے دوران ایک روحانی روشنی فراہم کی، اور ان کی رہنمائی نے لوگوں کو اللہ کی ہدایت کے مطابق اپنی زندگیوں کو بہتر بنانے کی ترغیب دی۔ ان کا پیغام اس

بات پر زور دیتا تھا کہ روحانیت، عبادت، اور اخلاقی اقدار ہی وہ اصول ہیں جو انسان کو فتنوں سے نجات دلانے میں مددگار ثابت ہو سکتے ہیں۔¹

دینی مغالطے اور بدعتیں

شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے زمانے میں دینی مغالطے اور بدعتیں اسلامی معاشرت میں پھیل چکی تھیں، جو دین اسلام کی اصل تعلیمات سے انحراف اور لوگوں کو حق سے دور کرنے کی کوششوں کا نتیجہ تھیں۔ اس دور میں بعض افراد نے اپنی خواہشات اور نظریات کے مطابق نئے اجتہادات کیے، جو دین کے اصل اصولوں سے میل نہیں کھاتے تھے۔ ان بدعتوں کا مقصد بہت حد تک لوگوں کو دین کے سچے اور خالص راستے سے ہٹانا تھا، اور اس سے مسلمانوں میں گمراہی اور تشویش پیدا ہو رہی تھی۔ شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے ان بدعتوں کے خلاف سختی سے آواز اٹھائی اور لوگوں کو اسلام کی اصل تعلیمات کی طرف رہنمائی دینے کی بھرپور کوشش کی۔

بدعت اور اس کی نوعیت

"اختراع" یا "نئے کام" کو عربی زبان میں بدعت کہا جاتا ہے، جو کہ دین کے حوالے سے غیر جائز طور پر نیا طریقہ یا عمل پیش کرنا ہے۔ اسلامی اصطلاح میں بدعت کا مطلب دین میں کوئی ایسی نئی چیز شامل کرنا ہے، جو پہلے نہ ہو اور وہ قرآن و سنت کی تعلیمات سے متصادم ہو۔ شریعت میں یہ بات واضح کی گئی ہے کہ دین مکمل ہے اور اس میں کسی قسم کی تبدیلی یا اضافہ نہیں کیا جاسکتا۔ بدعتیں مختلف شکلوں میں نمودار ہو سکتی ہیں، جن میں عبادیات، عقائد، اور رسوم و رواج شامل ہیں۔ جیسے عقائد میں غلطی کرنا یا نئی سوچیں پیدا کرنا، جیسے کہ اللہ اور اس کے رسول کی صفات کو نیارنگ دینا۔ اس دور میں کچھ گروہوں اور افراد نے دینی مغالطے پیدا کیے، جن کا مقصد لوگوں کو حقیقت سے گمراہ کرنا تھا۔ ان مغالطوں کا اصل مقصد لوگوں کو دین کے اصل راستے سے ہٹانا تھا۔²

کچھ گروہوں نے اللہ کی صفات میں انحرافات پیدا کیے، جیسے کہ اللہ کی ہدایت، قدرت اور علم کے بارے میں مختلف غلط نظریات پیش کیے۔ ان افراد نے اللہ کی صفات کو انسانوں کے افعال یا عقل سے ہم آہنگ کرنے کی کوشش کی، جو کہ اصل اسلامی عقیدے کے خلاف تھا۔ اس دوران توحید کو بھی مختلف طریقوں سے پیش کیا گیا تھا۔ کچھ افراد نے توحید کو صرف عقلی طور پر سمجھنے کی کوشش کی، جبکہ بعض نے اس کی حقیقت کو محدود کرنے کی کوشش کی۔ بدعتیوں کے کچھ گروہ نے اللہ کی توحید کو صرف فلسفیانہ یا تجریدی نظریات تک محدود کرنے کی کوشش کی، جو کہ قرآن و سنت کی تعلیمات سے متصادم تھا۔

¹ ابن جوزی، المنتظم فی تاریخ الملوک والامم، بیروت: دار الکتب العلمیہ، 1995

² ڈاکٹر طاہر القادری، البدعۃ والضلالۃ، ص 11، لاہور: ادارہ منہاج القرآن پبلی کیشنز، 2008

شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے ان بدعتوں اور دینی مغالطوں کے خلاف ایک مضبوط اور واضح موقف اپنایا۔ ان کی تعلیمات میں دین کی اصل روح کی پیروی پر زور دیا گیا، اور لوگوں کو حقیقت سے گمراہ کرنے والے ان عناصر کے خلاف تنبیہ کی گئی۔ شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے خطبوں، درسوں اور پیغامات میں اسلامی عقائد کی وضاحت کی اور لوگوں کو ان بدعتوں سے بچنے کی ترغیب دی۔

شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے ہمیشہ اللہ کی وحدانیت، رسالت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی حقیقت، اور آخرت کی زندگی پر مکمل زور دیا۔ انہوں نے لوگوں کو یہ یاد دلایا کہ دین اسلام ایک مکمل ضابطہ حیات ہے، اور اس میں کوئی تبدیلی یا اضافہ نہیں کیا جا سکتا۔ انہوں نے بدعتوں کو "مردود" اور "غلط" قرار دیتے ہوئے کہا کہ یہ دین اسلام کی اصل روح سے انحراف ہے۔ شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے توحید کے بنیادی اصولوں کی وضاحت کی اور عبادات میں کسی بھی قسم کے اضافے یا کمی کو مسترد کیا۔ انہوں نے اس بات پر زور دیا کہ عبادت کو ان ہی طریقوں سے ادا کیا جائے جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام نے اختیار کیے تھے۔ شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے لوگوں کو دینی تعلیمات کی صحیح تفہیم دینے کے لیے صبر، حکمت اور محبت کے ساتھ کام کیا۔ انہوں نے کبھی بھی بدعتوں کے خلاف شدت اختیار نہیں کی، بلکہ ان کی اصلاح کے لیے نرم اور مدبرانہ طریقے اپنائے۔

شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے روحانیت پر زیادہ زور دیا اور لوگوں کو بتایا کہ اللہ کے ساتھ تعلق مضبوط کرنے سے ہی انسان دنیا و آخرت میں کامیاب ہو سکتا ہے۔ انہوں نے اپنی تعلیمات میں روحانیت کو بہت اہمیت دی اور کہا کہ جب انسان کا دل اللہ کی طرف مائل ہو، تو وہ بدعتوں اور دینی مغالطوں سے محفوظ رہتا ہے۔

شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کا پیغام یہ تھا کہ دین اسلام مکمل ہے اور اس میں کسی قسم کی تبدیلی یا بدعت کی اجازت نہیں ہے۔ انہوں نے لوگوں کو اللہ کے راستے کی پیروی کرنے کی ترغیب دی اور انہیں یاد دلایا کہ ہدایت صرف اللہ کی طرف سے آتی ہے، اور اللہ کی ہدایت کی پیروی کرنے سے انسان ہر قسم کی گمراہی اور بدعت سے محفوظ رہ سکتا ہے۔ انہوں نے ہر مسلمان کو اپنی روحانیت اور اخلاقی صفائی پر کام کرنے کی ترغیب دی، تاکہ وہ دین کی اصل حقیقت کو سمجھ سکیں اور اس پر عمل کر سکیں۔¹

شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے زمانے میں دینی مغالطے اور بدعتیں ایک سنگین مسئلہ بن چکی تھیں، جن کا مقصد لوگوں کو اصل اسلامی تعلیمات سے ہٹانا تھا۔ ان بدعتوں کے خلاف شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک مضبوط موقف اختیار کیا اور لوگوں کو اصل دین کی طرف رہنمائی دینے کی بھرپور کوشش کی۔ ان کی تعلیمات آج بھی مسلمانوں کے لیے رہنمائی کا ذریعہ ہیں، جو انہیں گمراہی سے بچا کر اللہ کے قریب لے جانے کا راستہ دکھاتی ہیں۔

¹ ڈاکٹر طاہر القادری، کتاب البدع، ص ۴۵، لاہور: منہاج القرآن پبلی کیشنز، 2008

تصوف کی مخالفت اور شیخ عبدالقادر جیلانی کی اصلاحی کاوشیں

شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کا شمار اُن بزرگ ہستیوں میں ہوتا ہے جنہوں نے تصوف کو اس کی اصل روح کے ساتھ پیش کیا۔ ان کے دور میں جہاں تصوف کی مقبولیت عام ہو رہی تھی، وہیں اس میں کچھ ایسے افراط و تفریط بھی در آئے تھے جن کی وجہ سے مختلف علماء اور فقہاء نے اس پر تنقید شروع کر دی۔ اس تنقید کا سبب بعض ایسے گروہوں کا عمل تھا جنہوں نے تصوف کو ظاہری خانقاہی رسومات تک محدود کر دیا تھا، اور اس کی باطنی اصلاح و روحانی تزکیے کی اصل تعلیمات سے روگردانی اختیار کر لی تھی۔ شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے ان انحرافات کو نہ صرف واضح کیا، بلکہ اپنے وعظ و نصیحت میں تصوف کی خالص تعلیمات کو پیش کیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے یہ باور کروایا کہ تصوف شریعت کے تابع ہے اور اس کی بنیاد قرآن و سنت پر ہے، نہ کہ محض وجدانی کیفیات یا غیر شرعی رسوم پر۔ ان کی دعوتی جدوجہد نے تصوف کی اصل حقیقت کو اجاگر کیا اور امت کو ایک متوازن روحانی سوچ عطا کی۔

تصوف کی حقیقت اور شیخ عبدالقادر جیلانی کا نقطہ نظر

تصوف اسلام میں ایک روحانی راستہ ہے جو انسان کو اللہ کے قریب لے جانے کی کوشش کرتا ہے۔ تصوف کا مقصد روحانیت، تزکیہ نفس، اللہ کی رضا، اور دین کے اصولوں پر عمل کرنا ہے۔ یہ دراصل دل کی صفائی، ایمان کی سچائی، اور اللہ کے ساتھ تعلق کو مضبوط کرنے کا عمل ہے۔ شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے ہمیشہ تصوف کی اصل روح کو سمجھایا اور لوگوں کو بتایا کہ تصوف کا مقصد اللہ کی رضا اور روحانیت میں ترقی ہے، نہ کہ دنیاوی جاہ و حشمت کی طلب یا غیر شرعی رسوم۔ شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے مطابق تصوف صرف ظاہری عبادات تک محدود نہیں بلکہ اس کا مقصد دل کی صفائی اور روحانی تعلق کو مستحکم کرنا ہے۔ انہوں نے تصوف کو ایک دل کی کیفیت کے طور پر پیش کیا، جو کہ اللہ کے ساتھ تعلق کو گہرا کرنے کے لیے ضروری ہے۔ شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک تصوف کی اصل روح اللہ کی طرف سفر اور اس کی رضا کو حاصل کرنا تھی۔ وہ فرماتے تھے کہ تصوف کا مقصد انسان کا دل اللہ کے لیے خالص کرنا ہے، تاکہ وہ ہر وقت اللہ کے ذکر میں مشغول رہ سکے اور اس کے قرب کو حاصل کرے۔ ان کے مطابق، تصوف کی اصل روح میں اللہ کی یاد اور اللہ کے راستے پر چلنا شامل ہے۔

شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے دور میں تصوف کی مخالفت کی کئی وجوہات تھیں، جن میں بعض تصوف کے طریقوں اور رسوم کو غیر شرعی قرار دینا شامل تھا۔ تصوف کے بعض حلقوں میں رسومات اور نئے طریقے ایجاد کیے جا چکے تھے، جو بعض علماء کے نزدیک بدعت اور غیر شرعی تھے۔ ان رسوم میں شامل تھے، چلہ کشی اور یادگاروں کی زیارت جیسے طریقے۔ خود ساختہ اذکار اور مخصوص وقتوں پر مخصوص عبادات جن کی کوئی واضح شریعت میں بنیاد نہیں تھی۔ شیوخ کی غیر ضروری عزت اور ان کے طریقوں کو دین سے زیادہ اہمیت دینا۔ تصوف میں بعض حلقوں نے ایسے طریقے اپنا لیے تھے جو شرعی تعلیمات کے مطابق نہیں تھے، جیسے کہ

بعض روحانی تجربات یا مشاہدات جو شریعت کی روشنی میں قابل قبول نہیں تھے۔ ان طریقوں کا مقصد اللہ کے ساتھ تعلق کو مضبوط کرنا نہیں بلکہ مادی فوائد حاصل کرنا تھا، جیسے کہ عجب و کمال کی شہرت اور دنیاوی جاہ و دولت۔

تصوف کی مخالفت کرنے والے علماء کا خیال تھا کہ بعض تصوف کے طریقے اور عمل دین اسلام کی بنیادی تعلیمات سے متصادم ہیں۔ ان کا ماننا تھا کہ تصوف کے بعض گروہ عقیدہ و عبادات میں افراط کرتے ہیں اور ان رسومات میں غلو کرتے ہیں، جو کہ دین کی سادگی کے خلاف ہیں۔ ان علماء نے ان تصوف کے طریقوں کو بدعت اور گمراہی قرار دیا۔ شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے تصوف کی اصل روح کی وضاحت کی اور اس میں موجود بدعتوں اور انحرافات کو درست کرنے کی کوشش کی۔ انہوں نے تصوف کے مختلف گروہ بندیوں اور غیر شرعی رسومات کی مخالفت کی اور لوگوں کو اصل تصوف کی تعلیم دینے کی بھرپور کوشش کی۔ شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے تصوف کی روحانیت کو مرکزی حیثیت دی اور لوگوں کو بتایا کہ تصوف کا مقصد اللہ کے ساتھ تعلق کو مستحکم کرنا ہے، نہ کہ دنیاوی شہرت یا فائدے کا حصول۔ انہوں نے اس بات پر زور دیا کہ روحانی سچائی اور اللہ کی رضا ہی تصوف کا اصل مقصد ہونا چاہیے۔ شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے تصوف کو شریعت کے مطابق ڈھالنے کی کوشش کی۔ ان کا یہ پیغام تھا کہ جو بھی تصوف کی راہ اختیار کرتا ہے، اسے شریعت کی حدود میں رہ کر ہی روحانیت کا سفر کرنا چاہیے۔ انہوں نے کبھی بھی تصوف میں غلو کرنے کی اجازت نہیں دی اور کہا کہ غلو کسی بھی عبادت یا روحانی عمل میں جائز نہیں ہے۔¹

شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے تصوف کے تمام نئے افکار اور عملیات کی اصلاح کی۔ انہوں نے بتایا کہ اللہ کی یاد اور نبی اکرم ﷺ کی تعلیمات پر عمل کرنا ہی تصوف کی اصل حقیقت ہے۔ ان کے نزدیک تصوف کا مقصد دل کی صفائی اور اللہ کے ساتھ تعلق میں گہرائی تھا، اور اس کی بنیاد صرف اور صرف شریعت پر ہونی چاہیے۔ شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے تصوف کی جو تعلیمات دیں، ان کا مقصد لوگوں کو گمراہی سے بچانا اور صحیح راہ پر گامزن کرنا تھا۔ شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے تصوف کی اصل روح کو واضح کرنے کی بھرپور کوشش کی اور اسے شریعت کے مطابق بنانے کی کوشش کی۔ ان کی تعلیمات آج بھی تصوف کے حقیقی مفہوم کو سمجھنے اور اس کی صحیح سمت کی رہنمائی فراہم کرتی ہیں۔ انہوں نے تصوف کو ایک روحانی سچائی، اللہ کے ساتھ تعلق، اور اخلاص کے طور پر پیش کیا، جس کا مقصد انسان کو اللہ کے قریب لانا ہے، نہ کہ دنیاوی فوائد یا فریب۔

¹ ڈاکٹر طاہر القادری، حقیقت تصوف، ص ۶۷، لاہور: منہاج القرآن پبلیکیشنز، 2010

دینی فتنہ انگیزیاں

شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے زمانے میں دینی فتنہ انگیزیاں اسلامی دنیا کی روحانی اور فکری صحت کے لیے ایک بڑا چیلنج تھیں۔ یہ وہ دور تھا جب اسلامی معاشرہ داخلی اور خارجی دباؤ کا شکار تھا، اور مختلف دینی مسائل نے امت کی وحدت کو کمزور کر دیا تھا۔ شیعہ اور سنی مکاتب فکر کے درمیان کشیدگی اپنے عروج پر تھی۔ فاطمی خلافت (جو شیعہ تھی) اور عباسی خلافت (جو سنی تھی) کے درمیان نظریاتی اور سیاسی تصادم نے اس کشیدگی کو مزید بڑھا دیا۔ باطنی فرقوں، جیسے اسماعیلیوں، نے خفیہ طور پر اسلام کی تعلیمات میں تحریف کی کوشش کی اور معاشرے میں گمراہی پھیلانی۔ مختلف انتہا پسند گروہوں نے اپنی تشریحات کے ذریعے امت میں انتشار پیدا کیا۔ عوام میں غیر اسلامی رسومات اور عقائد رواج پانچکے تھے، جنہیں دین کا حصہ سمجھا جانے لگا تھا۔ جھوٹے صوفیاء اور خود ساختہ روحانی پیشواؤں نے لوگوں کی سادہ لوحی کافاندہ اٹھایا اور روحانیت کو بدنام کیا۔

بہت سے علماء نے دنیاوی حکمرانوں کی خوشنودی کے لیے دین کی غلط تشریح کی، جس سے عوام میں دین سے دوری پیدا ہوئی۔ مدارس اور علمی مراکز اپنی اصلی روح کھو چکے تھے، اور دینی تعلیمات کے بجائے مناظروں اور فرقہ وارانہ مباحث پر زیادہ زور دیا جاتا تھا۔ عوام کی بڑی تعداد دین کی بنیادی تعلیمات، خاص طور پر قرآن و سنت سے ناواقف تھی۔ صلیبی جنگوں کی وجہ سے مسلمانوں کی دینی شناخت پر مغربی اثرات پڑے، اور کئی علاقوں میں عیسائی مشنری سرگرمیاں بڑھ گئیں۔ مختلف مسلم علاقوں کے حکمران آپسی تنازعات میں الجھے ہوئے تھے، جس کی وجہ سے دینی اتحاد قائم نہ ہو سکا۔ حقیقی تصوف کی جگہ جھوٹی کرامتوں، غیر شرعی اعمال، اور خرافات کو روحانیت کے نام پر فروغ دیا گیا۔ بعض گروہوں نے شریعت کو طریقت سے الگ کر دیا اور تصوف کو بغیر عمل کے روحانی ترقی کا ذریعہ بنا دیا۔ روحانیت کے بجائے ظاہری دکھاوے، جیسے لباس اور ظاہری علامات، کو روحانی معیار سمجھا جانے لگا۔ شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے اس دینی انتشار کے دور میں امت کی اصلاح کے لیے گراں قدر خدمات انجام دیں۔ آپ نے بدعات اور گمراہی کے خلاف سخت موقف اختیار کیا اور قرآن و سنت کی تعلیمات کو عام کیا۔ آپ نے تصوف کو شریعت کے تابع رکھا اور لوگوں کو اس بات کی تعلیم دی کہ روحانیت کا اصل مقصد اللہ کی قربت اور اس کے احکامات کی پیروی ہے۔ آپ نے وعظ و نصیحت کے ذریعے عوام کو دین کے حقیقی اصولوں سے روشناس کرایا۔ آپ نے علمی مراکز کو فعال کیا اور دین کی صحیح تعلیم کو عام کرنے کے لیے اپنے شاگردوں کی تربیت کی۔¹

شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے زمانے کی دینی فتنہ انگیزیاں اسلامی دنیا کے فکری اور روحانی زوال کی عکاسی کرتی ہیں، لیکن آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی حکمت اور بصیرت سے اس چیلنج کا مقابلہ کیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی تعلیمات نے امت مسلمہ کو دینی شعور اور اتحاد کی جانب راغب کیا اور ایک نئی روحانی تحریک کو جنم دیا، جو آج تک مسلمانوں کی رہنمائی کر رہی ہے۔

¹ علی بن عثمان بھویری، کشف المحجوب، ص ۴۵۴، لاہور: شیخ غلام علی اینڈ سنز، 1981

غیر مسلموں کا بڑھتا ہوا اثر

شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے زمانے میں، غیر مسلموں کا بڑھتا ہوا اثر ایک اہم چیلنج تھا جس نے مسلمانوں کے دینی، روحانی اور سماجی حالات کو متاثر کیا۔ یہ دور کئی بیرونی حملوں، خاص طور پر صلیبی جنگوں اور منگولوں کے حملوں کا تھا، جنہوں نے مسلمانوں کو ایک طرف عسکری اور سیاسی طور پر کمزور کیا، تو دوسری طرف غیر مسلموں کا اثر و رسوخ بھی مسلمانوں کی ثقافت، مذہب، اور سماج میں بڑھنے لگا۔ ان حملوں اور سیاسی بحرانوں نے مسلم معاشروں میں اضطراب پیدا کیا اور ان کے ایمان میں انحرافات، شکوک و شبہات، اور فکری الجھنیں پیدا ہوئیں۔

صلیبی جنگوں کا اثر

صلیبی جنگیں (1096-1270) ایک طویل عرصے تک یورپی عیسائیوں اور مسلمانوں کے درمیان شدید فوجی تنازعات کا سلسلہ تھیں۔ ان جنگوں کے نتیجے میں غیر مسلموں کا مسلم علاقوں میں اثر و رسوخ بڑھا، خاص طور پر مقدس مقامات جیسے یروشلم پر قبضہ کرنے کے بعد۔ یہ جنگیں مسلمان معاشرتوں پر بہت سنگین اثرات مرتب کر گئیں، جن میں سیاسی عدم استحکام، فوجی ناکامیاں، اور معاشی مشکلات شامل تھیں۔ اس دور میں مسلم دنیا میں غیر مسلموں کا اثر بڑھا، خاص طور پر علمی اور ثقافتی شعبوں میں، جہاں مغربی معاشرتی اور فکری اثرات مرتب ہو رہے تھے۔ صلیبی جنگوں میں مسلمانوں کی عسکری ناکامیاں اور صلیبی افواج کے کامیاب حملے نے مسلمانوں کی سیاسی طاقت کو متاثر کیا اور مسلمانوں کو نفسیاتی طور پر کمزور کر دیا۔ یورپی عیسائیوں کا اثر خاص طور پر مسلم مشرق وسطیٰ میں محسوس ہونے لگا۔ صلیبی جنگوں کی وجہ سے مسلمانوں میں جنگی اور سیاسی شکستوں کا خوف بڑھا اور اسلامی ریاستیں داخلی طور پر کمزور ہو گئیں۔

غیر مسلموں کے بڑھتے ہوئے اثرات نے مسلم معاشرتوں میں ایک فکری بحران پیدا کیا۔ صلیبی جنگوں اور منگولوں کے حملوں کے دوران مسلمانوں نے نئے فکری چیلنجز کا سامنا کیا، جیسے کہ فلسفہ، منطق، اور عیسائیت کے نظریات۔ مسلم معاشرتوں میں یورپی علوم اور غیر مسلم ثقافت کے اثرات بڑھنے لگے، جس سے مسلمانوں میں مذہبی ہلچل پیدا ہوئی۔ اس دوران معتزلہ جیسے گروہ بھی سرگرم ہوئے، جو عقل و فلسفہ کو اہمیت دیتے تھے، اور اس نے مسلمانوں کے ایمان کو متاثر کیا۔¹

یورپی اور عیسائی فکری نظریات اور عقائد کے اثرات نے مسلمانوں کو دینی اور فکری محاذ پر چیلنجز کا سامنا کرایا۔ خاص طور پر فلسفیانہ اور عقلی سوالات نے لوگوں کے ایمان اور دین سے تعلق میں شک پیدا کیا۔ یہ فکری اثرات اور نظریاتی اختلافات مسلمانوں میں ایک قسم کی فکری اور روحانی انتشار کا سبب بنے۔ شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے دور کے حالات میں مسلمانوں کی دینی

¹ عبداللہ الحق محدث دہلوی، اخبار الاخبار، 2/313، لاہور: ادارہ ثقافت اسلامیہ، 2004

اصلاح کے لیے بڑی اہم کوششیں کیں۔ وہ ایک طرف روحانیت کو اہمیت دیتے تھے، تو دوسری طرف مسلمانوں کو سخت فکری چیلنجز سے نجات دلانے کے لیے کام کر رہے تھے۔ شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تعلیمات کے ذریعے مسلمانوں کو ایمان کی تجدید کی اہمیت سمجھائی۔ انہوں نے لوگوں کو بتایا کہ اللہ کی طرف رجوع کرنا اور توحید کے اصل مفہوم کو سمجھنا ضروری ہے۔ ان کے نزدیک، ایمان کی مضبوطی اور اللہ کے ساتھ تعلق مضبوط کرنے کے ذریعے ہی مسلمانوں کو بیرونی اثرات کا مقابلہ کرنے کی طاقت ملے گی۔

شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے علم کی اہمیت پر زور دیا۔ ان کے مطابق، مسلمانوں کو اپنے دینی علم کو مضبوط کرنا چاہیے تاکہ وہ خارجی فکری اثرات کا مقابلہ کر سکیں۔ انہوں نے ہمیشہ علمی مہارت اور روحانی صفائی کے درمیان توازن قائم رکھنے کی کوشش کی، تاکہ مسلم معاشرے میں دینی فکر کا احیاء ہو سکے۔ شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے روحانیت کو مسلم معاشرت کا ایک لازمی جزو قرار دیا۔ ان کی تعلیمات میں اخلاقی صفائی اور تزکیہ نفس کا عمل شامل تھا، جو مسلمانوں کو اپنے ایمان کو مضبوط کرنے کی ترغیب دیتی تھیں۔ انہوں نے اپنی تعلیمات میں اللہ کی رضا اور ایمان کی سچائی کو اولین اہمیت دی۔ شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے مسلمانوں کو صبر اور اللہ پر توکل کی تعلیم دی۔ انہوں نے لوگوں کو بتایا کہ دنیا کے حالات، چاہے وہ سیاسی ہوں یا ثقافتی، اللہ کی مرضی سے ہوتے ہیں اور ہمیں ہر حالت میں اللہ کے حکم کو تسلیم کرنا چاہیے۔ شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے دور میں غیر مسلموں کا بڑھتا ہوا اثر مسلمانوں کی دینی، روحانی، اور سماجی حالت پر گہرا اثر ڈال رہا تھا۔ صلیبی جنگوں اور منگولوں کے حملوں نے مسلمانوں کو سیاسی و عسکری لحاظ سے کمزور کیا اور ان کے ایمان میں شکوک پیدا کیے۔ شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے پیغامات کے ذریعے مسلمانوں کو اپنے ایمان کی تجدید اور اللہ کے ساتھ تعلق مضبوط کرنے کی ترغیب دی۔ ان کی تعلیمات نے مسلمانوں کو اس دور کے فکری اور روحانی بحرانوں سے نجات حاصل کرنے کا راستہ دکھایا۔

عقیدہ کی سادگی اور مادی دنیا کی طرف رجحان

شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے دور میں ایک سنگین مسئلہ مادی دنیا کی طرف رجحان اور دین سے تعلق میں کمی تھا، جو مسلمانوں میں بڑھتے ہوئے اخلاقی و روحانی انحرافات کا سبب بن رہا تھا۔ اس دور میں دنیا کی عیش و آرام، مال و دولت، اور کامیابی کی خواہش میں اضافہ ہو رہا تھا، اور اس نے لوگوں کو آخرت اور دینی ذمہ داریوں سے غافل کر دیا تھا۔ مادی دنیا کی طرف اس رجحان نے مسلمانوں کے اندر روحانیت اور تزکیہ نفس کی اہمیت کو کم کر دیا تھا، جس سے اخلاقی خرابیوں اور اجتماعی فساد کی صورت پیدا ہو رہی تھی۔ شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے دور میں، جیسے جیسے معاشی بحران اور سماجی مشکلات بڑھنے لگیں، لوگوں کی توجہ دنیاوی فائدوں کی طرف زیادہ ہونے لگی۔ اس دور کے مسلمانوں کی زندگیوں میں دنیا کی لذتوں اور مال و دولت کی جستجو غالب آگئی تھی، اور لوگوں کی کوششیں بیشتر دنیاوی چیزوں کے حصول پر مرکوز ہو گئیں۔

لوگوں کا ایک بڑا حصہ دنیاوی کامیابیوں، مال و دولت، اور شہرت کے پیچھے دوڑ رہا تھا۔ یہ رجحان معاشی مشکلات اور سماجی تفریق کے نتیجے میں بڑھا تھا، اور لوگوں کا مقصد دنیاوی عیش و آرام اور مادی خوشی حاصل کرنا بن چکا تھا۔ اس کے نتیجے میں، روحانیت اور دینی تربیت کو پس پشت ڈال دیا گیا، اور اکثر لوگ دینی فریضوں اور عبادات کو دنیاوی کاموں کی نسبت ثانوی حیثیت دینے لگے۔ مادی لذتیں جیسے کہ شہوات، مال، عیش و آرام، ان کی طرف رغبت بڑھ گئی تھی۔ یہ رجحان اس بات کا مظہر تھا کہ لوگ روحانیت اور آخرت کی فکر کو ترک کر کے صرف دنیاوی منفعت پر توجہ دینے لگے۔ اس طرح کاروبار دنیا کی عارضیت کو نظر انداز کرتا تھا اور لوگوں کو اللہ کی رضا اور آخرت کی فکر سے دور کر رہا تھا۔ اس دور میں، لوگوں میں دین سے تعلق کی کمی واضح طور پر دیکھی جا رہی تھی۔ مسلمان اپنے روزمرہ کے مسائل میں الجھ کر اللہ کی عبادات اور دینی احکام کی طرف کم توجہ دے رہے تھے۔ نماز، روزہ، زکوٰۃ، اور حج جیسے اہم عبادات بھی دنیا کی فکر میں غرق افراد کی زندگی سے غائب ہو رہی تھیں۔¹

لوگوں کی روحانیت کمزور ہو رہی تھی، اور انہوں نے اخلاقی قدروں اور دینی اصولوں کو چھوڑ دیا تھا۔ اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ اخلاقی فساد اور رشوت، بد عنوانی، ظلم وغیرہ جیسے برے اعمال بڑھنے لگے۔ ایسے حالات میں لوگوں کا اللہ سے تعلق کمزور ہو گیا، اور ان کا دل دنیا کے معاملات میں الجھ کر آخرت کو بھلا بیٹھا تھا۔ تزکیہ نفس (یعنی دل کی صفائی اور روحانیت کی پاکیزگی) کا عمل بھی کمزور ہو گیا تھا۔ لوگ اپنے نفسیاتی اور روحانی مسائل پر غور کرنے کے بجائے محض دنیاوی چیزوں کے حصول میں لگے ہوئے تھے۔ اس کے نتیجے میں لوگوں میں غصہ، جلن، لالچ، اور بغض جیسی اخلاقی برائیاں بڑھ گئیں۔

شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے اس مادی دنیا کی طرف رجحان کو روکنے اور دینی فکر کو دوبارہ مسلمانوں کی زندگی میں شامل کرنے کے لیے بے شمار کوششیں کیں۔ انہوں نے لوگوں کو زہد (دنیاوی لذتوں سے بچنا)، عبادت، اور آخرت کی فکر کی اہمیت سکھائی۔ شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے زہد (دنیا سے دل کا رشتہ توڑنا) کی اہمیت پر بہت زور دیا۔ ان کے مطابق، زہد انسان کو دنیا کی عارضیت اور فانی ہونے کا احساس دلاتا ہے، اور انسان کو اللہ کی رضا کی طرف مائل کرتا ہے۔ انہوں نے مسلمانوں کو بتایا کہ دنیا کا مال و دولت وقتی ہے اور آخرت کی کامیابی سب سے بڑی کامیابی ہے۔ شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے مسلمانوں کو اللہ کی عبادت اور توحید کی طرف مائل کرنے کی بھرپور کوشش کی۔ انہوں نے کہا کہ اللہ کا ذکر، نماز اور دیگر عبادات انسان کو دنیاوی فکروں سے آزاد کر دیتی ہیں اور دل کو سکون بخشتی ہیں۔ ان کی تعلیمات کے ذریعے، لوگ اپنی روزمرہ کی زندگی میں اللہ کی رضا اور روحانی سکون کو اہمیت دینے لگے۔

شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے لوگوں کو آخرت کی فکر اور اللہ کے عذاب اور ثواب کی حقیقت یاد دلا کر ان کی روحانی زندگی کو بہتر بنانے کی کوشش کی۔ انہوں نے یہ سمجھایا کہ انسان کا اصل مقصد اللہ کی رضا حاصل کرنا ہے اور دنیاوی کامیابیاں عارضی

¹ عبدالحق محدث دہلوی، اخبار الاخیار، 2/314، لاہور: ادارہ ثقافت اسلامیہ، 2004

ہیں۔ شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے تزکیہ نفس کے ذریعے لوگوں کی روحانیت کو بہتر بنانے کی کوشش کی۔ انہوں نے اپنے مریدوں کو صدق، صبر، شکر، اور توبہ جیسے اخلاقی اصول سکھائے، تاکہ ان کے دل صاف ہوں اور وہ اللہ کے قریب جاسکیں۔

شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی تعلیمات کا گہرا اثر مسلمانوں کے دلوں میں آیا، اور ان کی رہنمائی کی بدولت بہت سے لوگ اپنی زندگیوں میں دینی اصلاح لانے میں کامیاب ہوئے۔ ان کی تعلیمات نے مسلمانوں کو یہ سکھایا کہ دنیاوی فتنوں اور مادی چیزوں سے بچنا ضروری ہے، اور انسان کا اصل مقصد اللہ کی رضا اور آخرت کی فلاح ہے۔ شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے دور میں بڑھتے ہوئے مادی دنیا کی طرف رجحان کو روکنے اور دین سے تعلق کی اہمیت کو اجاگر کرنے کے لیے بے شمار کوششیں کیں۔ ان کی تعلیمات نے مسلمانوں کو زہد، عبادت، اور آخرت کی فکر کی طرف متوجہ کیا، اور ان کے پیغامات نے مسلمانوں کی روحانیت میں نئی جان ڈالی۔ شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی رہنمائی نے اس دور کے مسلمانوں کو فکری اور روحانی بحرانوں سے نکلنے میں مدد کی، اور ان کے ذریعے لوگ دنیاوی فریب سے بچ کر اللہ کی رضا کی طرف راغب ہوئے۔

سماجی مسائل

شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے زمانے میں اسلامی معاشرہ شدید سماجی مسائل سے دوچار تھا۔ ان مسائل نے نہ صرف عوام کی زندگیوں کو متاثر کیا بلکہ اسلامی دنیا کے مجموعی استحکام کو بھی نقصان پہنچایا۔ یہ مسائل مختلف سیاسی، اقتصادی، اور دینی عوامل کے نتیجے میں پیدا ہوئے تھے۔ عباسی خلافت کی کمزوری اور مختلف خطوں میں جنگوں نے تجارتی راستے متاثر کیے، جس کے نتیجے میں معیشت کمزور ہو گئی۔ مختلف حکمرانوں نے عوام پر زیادہ ٹیکس نافذ کیے، جو غربت اور مالی مشکلات کا سبب بنے۔ صلیبی جنگوں کی وجہ سے تجارت اور زراعت کو شدید نقصان پہنچا، جس نے عام لوگوں کی روزی روٹی کو متاثر کیا۔ اشرافیہ کی عیش و عشرت اور عوام کی غربت نے معاشرتی طبقاتی نظام کو گہرا کر دیا تھا۔ غلاموں اور مزدور طبقے کو غیر انسانی حالات میں رکھا جاتا تھا، اور ان کے ساتھ ناانسانی عام تھی۔ خواتین کی حیثیت کمزور تھی، اور انہیں تعلیم اور سماجی مواقع سے محروم رکھا جاتا تھا۔ حکومتی عہدیداروں اور اشرافیہ میں بدعنوانی عام تھی، جس نے انصاف کے نظام کو متاثر کیا۔ سیاسی عدم استحکام کی وجہ سے کئی علاقوں میں جرائم، ڈاکے، اور لٹیروں کا راج تھا۔ عوام میں غیر اسلامی عادات، جیسے شراب نوشی اور جوا، عام ہو چکی تھیں۔

دینی اور دنیاوی تعلیم کی طرف توجہ کم ہو گئی تھی، اور مدارس صرف خاص طبقے تک محدود ہو چکے تھے۔ عوام کی بڑی تعداد علم اور شعور سے محروم تھی، جس کی وجہ سے وہ دینی اور سماجی مسائل کو سمجھنے سے قاصر تھے۔ تعلیم کی کمی کی وجہ سے عوام میں بدعات اور خرافات کا فروغ ہو چکا تھا۔ شیعہ، سنی، اور دیگر فرقوں کے درمیان تنازعات نے سماج کو تقسیم کر دیا تھا۔ مختلف علاقوں اور نسلوں کے درمیان تعصب اور امتیاز عام تھا، جس نے معاشرتی ہم آہنگی کو متاثر کیا۔ بعض گروہوں نے اپنے سخت گیر نظریات کو عوام پر مسلط کرنے کی کوشش کی، جس سے سماجی تعلقات متاثر ہوئے۔ خشک سالی، قحط، اور دیگر قدرتی آفات نے عوام کی مشکلات میں اضافہ

کیا۔ صلیبی جنگوں اور دیگر تنازعات کی وجہ سے بڑی تعداد میں مہاجرین پیدا ہوئے، جو شہروں میں آباد ہونے کی جدوجہد کر رہے تھے۔ ناقص صحت کے نظام اور بیماریوں کے پھیلاؤ نے عوام کی زندگی کو مزید مشکل بنا دیا۔¹

شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے اس سماجی بحران کے دور میں لوگوں کی رہنمائی کے لیے گراں قدر خدمات انجام دیں۔ آپ نے اپنے خطبات اور تعلیمات کے ذریعے عوام کو اخلاقی اور روحانی ترقی کی جانب راغب کیا۔ آپ نے اسلامی معاشرتی اصولوں پر زور دیا، جیسے اخوت، مساوات، اور انصاف۔ آپ نے فلاحی کاموں کے ذریعے غریبوں اور محتاجوں کی مدد کی۔ آپ نے قرآن و سنت کی تعلیمات کو عام کیا اور عوام میں شعور پیدا کیا۔ آپ نے فرقہ واریت اور تعصبات کے خاتمے کے لیے اتحاد و اتفاق کا پیغام دیا۔ شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے زمانے کے سماجی مسائل اس بات کی عکاسی کرتے ہیں کہ کس طرح سیاسی اور دینی انتشار نے معاشرتی ڈھانچے کو کمزور کر دیا تھا۔ تاہم، آپ رحمۃ اللہ علیہ کی رہنمائی اور تعلیمات نے نہ صرف ان مسائل کے حل میں مدد فراہم کی بلکہ لوگوں کو ایک متحد اور پرامن اسلامی معاشرے کی تشکیل کی طرف راغب کیا۔

معاشی مسائل

شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے دور میں اسلامی دنیا کو شدید معاشی مسائل کا سامنا تھا۔ یہ مسائل عباسی خلافت کے زوال، صلیبی جنگوں، اور سیاسی و سماجی انتشار کے سبب پیدا ہوئے تھے۔ عباسی خلافت جو اسلامی دنیا کے معاشی اور تجارتی نظام کی ریڑھ کی ہڈی تھی، شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے دور میں اپنی طاقت کھو چکی تھی۔ خلافت کی کمزوری نے تجارتی راستوں پر مرکزی کنٹرول ختم کر دیا، جس کے نتیجے میں تجارتی قافلے ڈاکوؤں کا شکار ہوتے رہے۔ سرکاری خزانے پر کنٹرول ختم ہونے سے عوام پر ٹیکس کا بوجھ بڑھ گیا، جس نے غریبوں کی حالت خراب کر دی۔

صلیبی جنگوں (1096-1291) نے مسلم دنیا کی معیشت پر تباہ کن اثرات مرتب کیے۔ صلیبیوں نے مشرق وسطیٰ کے تجارتی راستوں پر قبضہ کر لیا، جس کی وجہ سے تجارت میں زبردست کمی ہوئی۔ جنگوں کی وجہ سے زرعی زمینیں ویران ہو گئیں، اور زراعت پر منحصر معیشت بری طرح متاثر ہوئی۔ جنگی حالات کی وجہ سے اشیائے ضروریہ کی قلت پیدا ہوئی اور مہنگائی میں اضافہ ہوا۔

عباسی خلافت کے زوال کے بعد مختلف خطوں میں چھوٹے حکمرانوں نے خود مختاری قائم کر لی۔ ان حکمرانوں نے اپنے علاقے کے لوگوں پر بھاری ٹیکس عائد کیے، جس سے عوام کی زندگی مزید مشکل ہو گئی۔ ٹیکس کے خلاف کئی علاقوں میں بغاوتیں ہوئیں، جو مزید معاشی عدم استحکام کا سبب بنیں۔ امراء اور حکومتی عہدیدار دولت مند ہو گئے، جبکہ عوام غربت کا شکار رہے۔ عوام کے لیے

¹ ابن کثیر دمشقی، البدایہ والنہایہ، 6/322، بیروت: دار الفکر، 1990

بنیادی ضروریات زندگی پوری کرنا مشکل ہو گیا، اور بھوک کے مسائل نے جنم لیا۔ زکوٰۃ اور صدقات جیسے اسلامی فلاحی نظام پر عمل کمزور ہو گیا، جس سے غرباء کی حالت مزید خراب ہوئی۔

بغداد، دمشق، اور دیگر مشہور تجارتی مراکز صلیبی جنگوں اور داخلی انتشار کی وجہ سے کمزور ہو گئے۔ کاریگروں اور ہنرمندوں کی حالت خراب ہو گئی کیونکہ جنگی حالات میں معیشت کا رخ زراعت کی طرف ہو گیا۔ صلیبیوں اور دیگر یورپی طاقتوں نے مسلم بحری بیڑوں کو نقصان پہنچایا، جس سے سمندری تجارت متاثر ہوئی۔

قدرتی آفات، جیسے خشک سالی اور قحط، نے معیشت کو مزید نقصان پہنچایا۔ زرعی زمینوں کی تباہی اور پانی کی قلت نے زراعت کو متاثر کیا، جو معیشت کا بڑا حصہ تھی۔ قحط کے دوران خوراک کی قلت اور قیمتوں میں اضافہ عوام کے لیے مزید مشکلات کا باعث بنا۔¹

شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے دور کے معاشی مسائل ان کے وقت کے سیاسی اور سماجی حالات کا نتیجہ تھے۔ لیکن آپ رحمۃ اللہ علیہ کی تعلیمات اور فلاحی خدمات نے ان مسائل کو حل کرنے میں اہم کردار ادا کیا۔ آپ کے اصلاحی اقدامات نے معاشرتی ہم آہنگی پیدا کی اور امت کو اقتصادی بحران سے نکالنے کے لیے رہنمائی فراہم کی۔

شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کا کردار

شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے دور میں مسلمانوں کو مختلف فکری، سیاسی، اور سماجی بحرانوں کا سامنا تھا، اور اس دور میں فتنوں، انتشار، اور دین سے دوری کی بڑھتی ہوئی علامات موجود تھیں۔ اس تناظر میں، شیخ عبد القادر جیلانی نے ایک روحانی قیادت فراہم کی جس کا مقصد مسلمانوں کو ان فتنوں سے نجات دلانا اور ان کی روحانیت و اخلاق کی اصلاح کرنا تھا۔ ان کا دعوتی پیغام اور منہج اس بات پر مرکوز تھا کہ انسان اللہ کے ساتھ اپنا تعلق مضبوط کرے، اپنی اصلاح کرے، اور دنیوی فتنوں سے بچنے کے لیے اللہ کی ہدایت کی طرف رجوع کرے۔ شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے تصوف کی اصل روح کو سمجھایا اور اس کی حقیقت کو واضح کیا۔ اس وقت تصوف کے مختلف پہلوؤں پر تنازعات اور اختلافات موجود تھے، اور بعض لوگ تصوف کو بدعت یا گمراہی قرار دے رہے تھے۔ لیکن شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے تصوف کے صحیح مفہوم کو پیش کیا، جو کہ صرف دنیاوی چیزوں سے بچنے اور اللہ کی رضا کے حصول کی کوشش ہے۔ ان کے نزدیک، تصوف کا مقصد اللہ کے قریب ہونا، اخلاقی بہتری اور روحانیت کی صفائی تھا، نہ کہ محض ظاہری رسوم اور دنیاوی فائدے۔

شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کا کہنا تھا کہ تصوف کا اصل مقصد اللہ کے ساتھ تعلق کو مضبوط کرنا ہے۔ تصوف انسان کو دنیاوی فریب سے بچا کر اللہ کی رضا کی طرف مائل کرتا ہے۔ اس میں زہد، دعا، اور یادِ الہی کی اہمیت تھی۔ انہوں نے لوگوں کو بتایا کہ

¹ ابن اثیر جزیری، الکامل فی التاریخ، ص ۱۴۳، بیروت: دار الکتب العلمیہ، ۲۰۰۵

تصوف میں جو روحانیت ہے، وہ انسان کی روحانی پاکیزگی اور نیک عمل کی طرف رہنمائی کرتی ہے۔ شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے پیغامات میں ایمان کی تقویت اور توحید کے بنیادی عقائد کی اہمیت پر زور دیا۔ ان کے نزدیک ایمان کا بنیادی ستون اللہ کی یکتائی اور اس کی رضا کی جستجو تھا۔ انہوں نے لوگوں کو بتایا کہ دنیا کی تمام مشکلات اور فتنوں کا مقابلہ مضبوط ایمان اور اللہ کی ہدایت کے ذریعے کیا جاسکتا ہے۔

شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے مسلمانوں کو اپنے ایمان کو مضبوط کرنے اور اپنے دلوں کو اللہ کے ذکر اور عبادت سے آباد کرنے کی ہدایت دی۔ ان کے مطابق، ایمان کی مضبوطی ہی انسان کو دنیوی فتنوں سے محفوظ رکھ سکتی ہے، اور جو شخص اللہ پر کامل ایمان رکھتا ہے، وہ کبھی بھی فتنوں کا شکار نہیں ہوتا۔ شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے پیغامات میں اخلاقی تربیت اور تزکیہ نفس (دل کی صفائی) کی اہمیت پر بہت زور دیا۔ ان کے نزدیک، انسان کا مقصد صرف دنیاوی کامیابیاں حاصل کرنا نہیں ہے، بلکہ اچھی صفات جیسے کہ صدق، شجاعت، رحم دلی، عجز، اور تواضع کو فروغ دینا ہے۔ انہوں نے کہا کہ انسان کی کامیابی کا اصل معیار اخلاقی صفائی ہے، اور یہ صفات انسان کو اللہ کی رضا کے قریب لے آتی ہیں۔ شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے مسلمانوں کو اخلاقی طور پر بلند کرنے کے لیے بے شمار اصول سکھائے، جن میں صدق (سچائی)، اخلاقی جرات (حق کو اپنانا)، رحم دلی (دوسروں کی مدد کرنا)، اور تواضع (غرور سے بچنا) شامل ہیں۔ ان کے نزدیک، ان اخلاقی اقدار کو اپنانا انسان کو روحانیت میں ترقی کی راہ پر گامزن کرتا ہے۔

شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تعلیمات میں روحانیت کو مرکزی حیثیت دی۔ انہوں نے لوگوں کو بتایا کہ اللہ کی عبادت، یاد الہی، اور تزکیہ نفس ہی انسان کے روحانی ترقی کا راستہ ہیں۔ اس دور میں جہاں دنیا کی لذتوں اور مادی چیزوں کی طرف رغبت بڑھ رہی تھی، شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے روحانیت کی اصل حقیقت کو اجاگر کیا اور لوگوں کو بتایا کہ دنیا کی تمام چیزیں فانی ہیں، اور اصل کامیابی اللہ کے قریب ہونے میں ہے۔ شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے لوگوں کو اللہ کی رضا اور روحانیت کی طرف مائل کرنے کے لیے اپنے روحانی علم کا استعمال کیا۔ ان کے وعظ اور دعوت میں اللہ کی طرف رجوع، صبر، دعا، اور تزکیہ نفس کی اہمیت تھی۔ ان کے پیغامات نے لوگوں کی روحانیت میں ایک نیا جوش پیدا کیا اور ان کو مادی دنیا کی فریب کاریوں سے بچنے کی ترغیب دی۔¹

شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کا پیغام یہ تھا کہ انسان کو دنیوی فتنوں سے بچنے کے لیے اللہ کی ہدایت کی طرف رجوع کرنا چاہیے۔ انہوں نے اس بات پر زور دیا کہ انسان جب اپنے دل کو اللہ کی عبادت سے آباد کرتا ہے، تو وہ دنیا کی فریب کاریوں سے محفوظ رہتا ہے۔ انہوں نے کہا کہ دنیا کی ساری خوشیاں عارضی ہیں، اور آخرت میں کامیابی صرف اللہ کی رضا اور عبادت میں ہے۔ شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے لوگوں کو بتایا کہ جو شخص اللہ کی ہدایت کی طرف رجوع کرتا ہے، اللہ اسے صحیح راستے پر رہنمائی دیتا ہے۔ انہوں نے اللہ کی طرف توکل اور اللہ کی مدد کے بارے میں تعلیم دی کہ انسان کو اپنی مشکلات اور فتنوں کا مقابلہ کرنے کے لیے

¹ عبد الباسط الکلثانی، المواہب السنیہ فی مناقب الجیلانیہ، ص ۲۴۵، قاہرہ: دار الفکر، 1968

اللہ پر پورا اعتماد رکھنا چاہیے۔ شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے دور میں فتنوں اور انتشار کے درمیان ایک روحانی قیادت فراہم کی، جس میں انہوں نے مسلمانوں کو ایمان کی مضبوطی، روحانیت کی صفائی، اللہ کی رضا کی کوشش، اور اخلاقی بہتری کی طرف مائل کیا۔ ان کی تعلیمات نے مسلمانوں کو دنیاوی فتنوں سے بچنے کی راہ دکھائی اور انہیں اللہ کی طرف رجوع کرنے کی ترغیب دی۔ ان کا پیغام آج بھی مسلمانوں کے لیے ایک رہنمائی کا منہج ہے جس پر عمل کر کے انسان اپنے ایمان اور روحانیت کو بہتر بنا سکتا ہے۔

فصل دوم۔۔۔ شیخ عبدالقادر جیلانی کے زمانے میں متکلمین کے مختلف فرقے اور ان کا معاشرتی اثر

شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کا دور 11 ویں اور 12 ویں صدی کے وسط میں تھا، جس دوران اسلامی معاشرتی اور دینی زندگی میں بہت سے فرقے اور گروہ وجود میں آچکے تھے۔ ان میں متکلمین کے مختلف فرقے بھی شامل تھے جنہوں نے اپنے مختلف عقائد، فلسفیانہ نظریات اور فکری جہتوں کے ذریعے مسلمانوں کی زندگی اور معاشرت پر اثر ڈالا۔ شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے ان فرقوں کی موجودگی میں ایک معتدل اور متوازن روحانی رہنمائی فراہم کی اور لوگوں کو اصل اسلامی تعلیمات کی طرف راغب کرنے کی کوشش کی۔ متکلمین وہ علماء ہوتے ہیں جو اسلامی عقائد کو فلسفیانہ طور پر دلیل اور منطق سے ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اس دور میں متکلمین کے مختلف فرقے تھے۔ معتزلہ ایک اہم فلسفی اور فکری گروہ تھا جو عقل اور منطق کو دینی احکام کے سمجھنے کے لیے بنیادی ذریعہ قرار دیتا تھا۔ ان کا عقیدہ تھا کہ انسان کی عقل اللہ کے حکم کو سمجھنے میں مکمل طور پر آزاد ہے۔ معتزلہ کا ایمان تھا کہ خدا کی عدالت میں انسان کا عمل اور اس کی آزادی مکمل طور پر عقل پر مبنی ہے۔ معتزلہ کے عقائد نے معاشرت میں عقلی بحثوں اور مناظروں کو جنم دیا۔ ان کے نظریات نے لوگوں میں اس بات کی ضرورت کو اجاگر کیا کہ وہ دین کو عقلی طور پر سمجھیں۔ ان کا اثر اسلامی فلسفہ اور قانون میں گہرا رہا، اور بعد میں ان کے خیالات بعض اسلامی حکمرانوں کے درمیان مقبول ہوئے۔ تاہم معتزلہ کو بعض مسلم علماء نے غیر متفقہ قرار دیا اور ان کے عقائد میں کچھ انحرافات دیکھے گئے، خاص طور پر توحید اور عدل کے مسئلے پر۔

اشعریہ کا تعلق امام ابو الحسن اشعری رحمۃ اللہ علیہ سے تھا۔ اشعریہ نے معتزلہ کے عقائد کے خلاف اپنی تحریک شروع کی اور نقل اور وحی کو بنیاد قرار دیا۔ ان کے مطابق، ایمان اور دینی احکام کو سمجھنے کے لیے عقل سے زیادہ نقل اور وحی کی اہمیت تھی۔ اشعریہ کا عقیدہ تھا کہ انسان کے عقلی محدودات کے باوجود، دین کی اصل حقیقت کو سمجھنے کے لیے انسان کو اللہ کی طرف سے دی گئی وحی پر ایمان لانا ضروری ہے۔ اشعریہ کا اثر اسلامی عقائد پر بہت گہرا تھا، اور ان کے نظریات نے لوگوں میں عقیدے کے استحکام کو فروغ دیا۔ ان کے عقائد نے دین میں نظریاتی استحکام پیدا کیا اور اسلام کے بنیادی اصولوں جیسے توحید، عدل، اور رسالت کی صحیح تفہیم کو فروغ دیا۔ اشعریہ کا اثر سنی مسلمانوں کے عقائد میں زیادہ واضح تھا، اور وہ سنی مسلمانوں کے عقیدہ کی اساس بنے۔

ماتریدیہ امام ابو منصور ماتریدی رحمۃ اللہ علیہ کے پیروکاروں کا گروہ تھا۔ یہ گروہ معتزلہ اور اشعریہ کے درمیان ایک معتدل راستہ اختیار کرتا تھا۔ ماتریدیہ کے مطابق، عقل کو دین کی تفہیم میں کردار ادا کرنا چاہیے، مگر ساتھ ہی ساتھ وحی اور تسلیم کی اہمیت بھی مسلم تھی۔ ماتریدیہ کے عقائد نے ان مسلمانوں کی ضروریات کو پورا کیا جو عقل اور عقیدے کے درمیان توازن چاہتے تھے۔ ماتریدیہ کے عقائد نے مسلمانوں میں عقل اور ایمان کے درمیان توازن کو فروغ دیا۔ اس سے فکری انتشار کم ہوا اور مسلمان متوازن عقیدے کی طرف متوجہ ہوئے۔ ان کے عقائد نے اہل سنت کی بڑی اکثریت کو متوازن سوچ کی طرف مائل کیا، اور ان کی تعلیمات سنی مسلمانوں کے عقیدہ کی بنیاد بن گئیں۔

اس دور میں بعض مخصوص فقہ و علم کے گروہ بھی موجود تھے، جیسے کہ حنفی، شافعی، مالکی، اور حنبلی، جو مختلف فقہی مسائل پر اپنے اپنے نظریات رکھتے تھے۔ ان فرقوں کا اجتماعی طور پر معاشرت پر اثر یہ تھا کہ ہر فقہی گروہ نے اپنی مساجد، مدارس اور اداروں کو قائم کیا، جو کہ مسلمانوں کی فکری زندگی میں تنوع اور اختلافات کی وجہ بنے۔ شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے دور میں ان مختلف فرقوں کے نظریات اور فکری انتشار کا سامنا کیا۔ ان کا اسلوب دعوت اور اصلاح ہمیشہ معتدل، اخلاقی اور روحانی تھا۔ انہوں نے تصوف کی تعلیمات کو اس بنیاد پر پیش کیا کہ یہ عقل و دل دونوں کو متوازن طور پر استعمال کرنے کی ترغیب دیتی ہے۔ شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے عقلیات اور وحی کے درمیان ایک توازن قائم کرنے کی کوشش کی۔ ان کا کہنا تھا کہ اگرچہ عقل دین کے سمجھنے میں مددگار ہو سکتی ہے، مگر اس کے ساتھ ہی اللہ کی رضا اور حقیقی روحانیت کو اہمیت دینی چاہیے۔ شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے کبھی کسی خاص فرقے یا گروہ کی حمایت نہیں کی، بلکہ وہ ہمیشہ مسلمانوں کو اتحاد اور ایمان کی مضبوطی کی طرف بلا تے تھے۔ ان کا کہنا تھا کہ اسلام ایک مکمل دین ہے، اور اس کے اصول ہر مسلمان پر فرض ہیں۔

مذہبی فرقہ واریت

شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے زمانے میں مذہبی فرقہ واریت ایک سنگین مسئلہ بن چکی تھی، جو نہ صرف مسلمانوں کے عقائد میں اختلافات کو بڑھا رہی تھی بلکہ اس کے نتیجے میں اجتماعی تفرقات، سماجی انتشار اور سیاسی خلفشار بھی پیدا ہو رہا تھا۔ مختلف مکاتب فکر، عقائد، اور مذہبی نظریات کے درمیان کشمکش نے اسلامی معاشرت میں گہری دراڑیں ڈالیں۔

معتزلہ اور اشعریہ کے درمیان بنیادی اختلافات عقیدے اور فلسفہ کے معاملات پر تھے، جو نہ صرف نظریاتی سطح پر تھے بلکہ ان کے اثرات عوامی اور سماجی سطح پر بھی محسوس ہو رہے تھے۔ معتزلہ وہ گروہ تھا جو عقل کو دین کے سمجھنے میں بنیادی ذریعہ مانتا تھا۔ ان کا عقیدہ تھا کہ انسان کی عقل آزاد ہے اور اللہ کی حکمت کو سمجھنے میں عقل کو بہت اہمیت دی جانی چاہیے۔ معتزلہ نے خاص طور پر توحید اور عدل پر زور دیا، اور اس بات کو تسلیم کیا کہ اگر کسی فرد کا عقلی عمل اللہ کی ہدایات سے متضاد ہو، تو وہ غلط ہو گا۔ معتزلہ کا اہم نکتہ "عدل" تھا، جس کے مطابق اللہ کے فیصلے اور اس کی عدالت کا معاملہ انسان کی عقل سے ہم آہنگ ہونا چاہیے۔ اس گروہ کا کہنا تھا کہ اللہ کے فیصلے غیر جبر کے تحت ہونے چاہئیں اور انسان کو اپنی تقدیر میں مکمل آزادی ہونی چاہیے۔

اشعریہ امام ابو الحسن اشعری رحمۃ اللہ علیہ کے پیروکار تھے اور ان کا عقیدہ تھا کہ ایمان اور وحی کو عقل سے مقدم سمجھا جائے، اس لیے اشعریہ نے وحی کو عقلی استدلال پر ترجیح دی۔ ان کا عقیدہ یہ تھا کہ جو بات اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے بتائی ہو، وہ قابل یقین ہوتی ہے، چاہے عقل اس کو سمجھنے سے قاصر ہو۔ اشعریہ نے معتزلہ کی عقل پر مبنی سوچ کو رد کیا اور اس بات پر زور دیا کہ دینی عقائد کا اصل ماخذ وحی ہے۔ ماتریدیہ نے عقل اور وحی کے درمیان توازن قائم کرنے کی کوشش کی۔ ان کے مطابق، انسان کی عقل محدود ہوتی ہے اور اس کے ذریعے تمام دینی مسائل کو سمجھنا ممکن نہیں۔

معتزلہ اور اشعریہ کے درمیان یہ اختلافات مسلمانوں کے درمیان فکری اور عقائدی دراڑیں پیدا کر رہے تھے۔ اس فکری جنگ نے مسلمانوں کو ایک دوسرے سے جدا کر دیا، اور ان کے عقائد میں بد اعتمادی اور انتشار پیدا ہو گیا۔ جب حکومتی حمایت ایک فرقے کے حق میں ہوتی، تو دوسرے فرقے کی حالت بدتر ہوتی، جس سے مزید فرقہ وارانہ تناؤ پیدا ہوتا۔

شیعہ اور سنی کے درمیان اختلافات

شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے دور میں شیعہ اور سنی کے درمیان اختلافات بھی بہت بڑھ چکے تھے۔ یہ اختلافات بنیادی طور پر خلافت کے مسئلے پر مرکوز تھے، اور دونوں مکاتب فکر میں اس بات پر اختلاف تھا کہ خلیفہ کا انتخاب کس طرح اور کس معیار پر کیا جانا چاہیے۔ شیعہ مسلمان یہ مانتے تھے کہ خلافت کا حق صرف اہل بیت کے افراد کو ہے، خاص طور پر حضرت علی رضی اللہ عنہ اور ان کی نسل کو۔ شیعہ عقیدہ یہ تھا کہ خلافت کا انتخاب اللہ کی مرضی اور رہنمائی کے تحت اہل بیت کے لیے مخصوص ہے۔ وہ یہ سمجھتے تھے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ اور ان کے بعد آنے والے امام ہی مسلمانوں کی رہنمائی کے لیے بہترین اہل ہیں۔ سنی مسلمان یہ مانتے تھے کہ خلافت کا انتخاب مسلمانوں کے اجماع کی مرضی پر مبنی ہونا چاہیے۔ سنی عقیدہ کے مطابق خلافت کسی مخصوص خاندان یا نسل سے مخصوص نہیں بلکہ بہترین فرد کا انتخاب کیا جانا چاہیے، جو اسلام کی تعلیمات پر عمل کرے۔

شیعہ اور سنی کے درمیان اس خلافت کے مسئلے پر اختلافات نے سیاسی سطح پر شدید اختلافات پیدا کیے۔ دونوں فرقے ایک دوسرے کی حکومتوں اور قائدین کو غیر قانونی سمجھتے تھے، جس کی وجہ سے مذہبی اور سیاسی سطح پر کشیدگی بڑھ گئی۔ اس کشیدگی نے مسلمانوں میں فکری اور مذہبی انتشار پیدا کیا، جو بعد میں فرقہ وارانہ تصادم کا سبب بنا۔

مذہبی فرقہ واریت نے مسلمانوں کی اندرونی یکجہتی کو بہت نقصان پہنچایا۔ مختلف مکاتب فکر کی موجودگی اور ان کے درمیان تیز اختلافات نے مسلمانوں کے درمیان فکری انتشار پیدا کیا۔ لوگ مختلف عقائد کے پیروکاروں کے ساتھ تعلقات قائم کرنے میں محتاط ہو گئے، اور ایک دوسرے پر الزام تراشی اور تہمتیں لگانا شروع کر دیں۔ اس سے مسلمانوں کے درمیان ذہنی اور فکری ہم آہنگی کا فقدان پیدا ہوا۔ فرقہ واریت نے مسلم حکومتوں اور حکمرانوں کے درمیان اقتدار کی کشمکش کو مزید بڑھا دیا۔ فرقہ وارانہ اختلافات کی وجہ سے مختلف مسلمان حکمرانوں کے درمیان لڑائیاں اور جنگیں جاری رہیں، اور اس نے مسلم ریاستوں کی سیاسی استحکام کو متاثر کیا۔ مذہبی فرقہ واریت نے مسلمانوں کے درمیان سماجی تناؤ بھی پیدا کیا۔ مختلف فرقوں کے درمیان بڑھتے ہوئے تنازعات نے عوامی سطح پر نفرت اور علیحدگی کی فضا قائم کی۔ اس کی وجہ سے مسلم معاشرت میں بد اعتمادی اور فتنہ و فساد کے واقعات بڑھے۔¹

¹ پروفیسر ڈاکٹر ظہور احمد اظہر، اسلام اور فرقہ واریت کا مسئلہ، ص 140، لاہور: مجلس ترقی ادب، 1987

شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرقہ واریت کی اس صورت حال کو بہت قریب سے دیکھا تھا، اور انہوں نے ہمیشہ مسلمانوں کو اتحاد اور صبر کی تلقین کی۔ ان کا موقف یہ تھا کہ اسلامی معاشرت میں روحانیت، تزکیہ نفس، اور اللہ کی رضا پر فوکس کیا جانا چاہیے، نہ کہ فرقوں اور گروپوں کی سیاست پر۔ انہوں نے فرقہ واریت کو خطرناک سمجھا اور مسلمانوں کو اس سے بچنے کی ہدایت دی۔ شیخ عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ نے عشق الہی اور تزکیہ نفس کو اپنی تعلیمات کا بنیادی اصول بنایا۔ ان کا کہنا تھا کہ انسان کی اصل فلاح اسی میں ہے کہ وہ اللہ کے ساتھ اپنے تعلق کو مضبوط کرے، نہ کہ فرقہ واریت میں پڑ کر آپس میں لڑے۔

شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے زمانے میں مذہبی فرقہ واریت نے مسلم دنیا کو اندرونی طور پر کمزور کر دیا تھا۔ مختلف فرقوں کے اختلافات نے اسلامی معاشرت میں تفرقہ، عدم اعتماد اور انتشار پیدا کیا۔ اس کا اثر سیاسی، سماجی، اور دینی سطح پر محسوس ہوا۔ تاہم، شیخ عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ نے اپنے پیغام کے ذریعے مسلمانوں کو ایک مضبوط روحانی اور مذہبی بنیاد فراہم کی، جو آج بھی مسلمانوں کے لیے رہنمائی کا سبب بنی ہوئی ہے۔

سلجوقی دور حکومت میں بغداد کی مذہبی حالت

سلجوقی دور حکومت (1037ء-1194ء) میں بغداد کی مذہبی حالت کئی پہلوؤں سے اہم تھی، کیونکہ یہ دور اسلامی دنیا میں سیاسی اور مذہبی تبدیلیوں کا نکتہ عروج تھا۔ بغداد، جو عباسی خلافت کا مرکز تھا، سلجوقیوں کے زیر اثر رہا۔ سلجوقیوں نے عباسی خلافت کو دوبارہ مضبوط کیا اور اسلامی دنیا میں سنی اسلام کو فروغ دینے میں اہم کردار ادا کیا۔ اس دور میں مذہبی عقائد، علمی تحریکات، اور مسلکی کشمکش نے بغداد کی مذہبی فضا پر گہرے اثرات مرتب کیے۔ بغداد عباسی خلافت کا دار الحکومت ہونے کے ناطے اسلامی دنیا کا دینی، علمی، اور ثقافتی مرکز تھا۔ یہ شہر علماء، محدثین، فقہاء، اور صوفیاء کا گڑھ تھا، جہاں مذہبی مباحثے اور علمی سرگرمیاں عروج پر تھیں۔ سلجوقیوں نے عباسی خلافت کو رسمی طور پر قائم رکھا، لیکن حقیقی اقتدار سلجوقی حکمرانوں کے پاس تھا۔ عباسی خلفاء کی مذہبی حیثیت کو برقرار رکھتے ہوئے سلجوقیوں نے سنی اسلام کو مضبوط کیا، تاکہ شیعہ فاطمی خلافت کے اثر و رسوخ کو کم کیا جاسکے۔

سلجوقی حکمرانوں نے سنی عقائد کو فروغ دینے کے لیے کئی اقدامات کیے۔ نظام الملک، جو سلجوقی وزیر تھا، نے بغداد میں نظامیہ مدرسہ قائم کیا۔ یہ مدرسہ سنی اسلام، خصوصاً شافعی اور اشعری عقائد کی تعلیم کے لیے مرکز بنا۔ امام غزالی جیسی شخصیات نے یہاں تعلیم دی اور دینی علوم کو فروغ دیا۔ سلجوقیوں نے شیعہ فاطمی خلافت اور مقامی شیعہ تحریکات کے اثرات کم کرنے کے لیے سنی اداروں کو تقویت دی۔ بغداد میں اہل سنت اور شیعہ کے درمیان کشیدگی رہی، لیکن سلجوقیوں کی حمایت سے اہل سنت کو غالب حیثیت حاصل ہوئی۔ سلجوقی دور میں بغداد میں تصوف نے ایک نئی جہت حاصل کی۔ صوفیاء نے عوام کے درمیان دین کی روحانی اور اخلاقی

تعلیمات کو فروغ دیا۔ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ جیسے مشہور صوفیاء نے بغداد میں خانقاہیں قائم کیں اور اسلامی روحانی تحریک کو مضبوط کیا۔¹

بغداد میں مختلف مسالک اور فرقوں کے درمیان کشمکش سلجوقی دور میں بھی موجود رہی۔ اہل سنت اور شیعہ کے درمیان اختلافات بعض اوقات پر تشدد صورت اختیار کر لیتے تھے۔ حنبلی اور اشعری عقائد کے پیروکاروں کے درمیان بھی اختلافات رہے، لیکن نظامیہ مدارس نے اشعری عقائد کو تقویت دی۔ بغداد میں علماء کو بڑی حد تک مذہبی آزادی حاصل تھی، اور مختلف مذاہب اور مکاتب فکر کے لوگ علمی مباحثوں میں شریک ہوتے تھے۔ فلسفہ، فقہ، اور کلام کے موضوعات پر مباحثے عام تھے۔ مساجد، مدارس، اور خانقاہیں عوامی دینی زندگی کا مرکز تھیں۔ رمضان، عیدین، اور دیگر اسلامی تہواروں کو سلجوقی دور میں بڑی عقیدت اور جوش کے ساتھ منایا جاتا تھا۔ عوام کے درمیان دینی تعلیم عام کرنے کے لیے علماء اور صوفیاء نے اہم کردار ادا کیا۔ سلجوقیوں نے مذہب کو اپنے سیاسی اقتدار کے استحکام کے لیے استعمال کیا۔ خلفاء اور علماء کی حمایت حاصل کرنے کے لیے انہوں نے مذہبی اداروں کو مالی امداد فراہم کی۔ دینی اصلاحات کے ذریعے فاطمی خلافت کے اثرات کا خاتمہ کیا۔

بغداد میں شیعہ سنی فسادات

بغداد، اسلامی تاریخ میں ایک مرکزی علمی، ثقافتی اور سیاسی مقام ہونے کے ساتھ ساتھ مذہبی کشمکش کا بھی گہوارہ رہا ہے۔ شیعہ سنی اختلافات کی جڑیں خالصتاً فکری اور سیاسی بنیادوں پر ہیں، لیکن وقت کے ساتھ ساتھ یہ اختلافات بعض اوقات پر تشدد فسادات میں بھی بدل گئے۔ خاص طور پر عباسی اور بعد کے ادوار میں، بغداد ان تنازعات کا مرکز رہا۔ بغداد میں شیعہ سنی فسادات کی تاریخ کو مختلف ادوار میں تقسیم کیا جاسکتا ہے۔ عباسی خلافت کے قیام کے بعد بغداد شیعہ اور سنی علماء اور عوام دونوں کے لیے ایک اہم مرکز بن گیا۔ عباسیوں نے خلافت کے قیام کے دوران شیعہ عناصر کی حمایت حاصل کی، لیکن بعد میں عباسی خلفاء نے شیعہ تحریکات کو دبانا شروع کیا۔ اہل سنت اور شیعہ کے درمیان امام کی شرعی حیثیت اور سیاسی قیادت پر نظریاتی اختلافات موجود تھے۔ ان اختلافات نے عوامی کشیدگی کو جنم دیا، لیکن یہ زیادہ تر نظریاتی سطح پر محدود رہے۔

بویہی حکمران، جو شیعہ اثنا عشری تھے، نے بغداد پر قبضہ کر لیا اور عباسی خلافت کو رسمی حیثیت میں محدود کر دیا۔ عاشورہ کے جلوس اور غدیر خم کی تقریبات بغداد میں عام ہوئیں، جنہیں بویہی حکمرانوں کی حمایت حاصل تھی۔ سنی عوام اور علماء ان رسومات کو اپنی روایات کے خلاف سمجھتے تھے، جس سے کشیدگی پیدا ہوئی۔ عاشورہ کے جلوسوں کے دوران بعض اوقات سنی عوام اور شیعہ گروہوں کے درمیان جھڑپیں ہوتی تھیں۔ سنیوں کی طرف سے عاشورہ اور شیعہ رسومات کے خلاف رد عمل سامنے آیا، جو اکثر پر تشدد جھڑپوں میں بدل جاتا تھا۔ سلجوقی حکمران، جو سنی اسلام کے حامی تھے، نے بغداد میں سنی اداروں کو مضبوط کیا۔ نظامیہ مدارس کا قیام

¹ مولانا منظور احمد نعمانی، مسلمانوں کے مختلف فرقے، ص 70، لکھنؤ: ندوۃ العلماء، 1985

ہوا، جن میں سنی عقائد کو فروغ دیا گیا۔ سلجوقیوں نے عاشورہ اور دیگر شیعہ رسومات کو محدود کرنے کی کوشش کی۔ بغداد میں عاشورہ کے موقع پر شیعہ اور سنی عوام کے درمیان فسادات شدت اختیار کر گئے۔ 1135ء میں بغداد میں ایک بڑے عاشورہ کے جلوس کے دوران سنی گروہوں نے حملہ کیا، جس سے کئی لوگ مارے گئے اور بڑے پیمانے پر جانی و مالی نقصان ہوا۔ سنی عوام کو شیعہ رسومات پر اعتراض تھا، جب کہ شیعہ گروہوں کو سنی حکومت کے رویے پر شکایت تھی۔¹

عباسی خلفاء نے سنی اسلام کی سرپرستی کی، لیکن بغداد میں شیعہ عوام کی موجودگی مسلسل تناؤ کا باعث بنی رہی۔ بعض سنی علماء اور حنبلی مکتب فکر سے وابستہ افراد نے شیعہ رسومات کے خلاف عوام کو اکسایا۔ مساجد اور مدارس کے درمیان نظریاتی اختلافات مزید شدت اختیار کرتے رہے۔ عاشورہ اور عید غدیر کے موقع پر اکثر جھڑپیں ہوتیں، جن میں دونوں اطراف سے جانی نقصان ہوتا۔ عباسی حکمران اکثر ان جھگڑوں کو دبانے کی کوشش کرتے، لیکن عوامی جذبات کے باعث مکمل طور پر حل نہ ہو سکا۔ منگولوں نے 1258ء میں بغداد کو تباہ کر دیا، جس کے نتیجے میں شہر کی مذہبی، ثقافتی، اور سیاسی اہمیت ختم ہو گئی۔ شیعہ سنی تنازعات کا زور وقتی طور پر کم ہو گیا، کیونکہ منگول حملے کے بعد بغداد میں رہنے والے مختلف گروہ اپنی بقا کے لیے زیادہ فکر مند تھے۔ بغداد میں شیعہ سنی فسادات اسلامی تاریخ میں مذہبی اختلافات کے سیاسی اور سماجی اثرات کی عکاسی کرتے ہیں۔ عباسی، بویہی، اور سلجوقی ادوار میں یہ کشمکش مختلف شدت کے ساتھ جاری رہی۔ ان فسادات نے بغداد کی سماجی ہم آہنگی کو متاثر کیا اور عوامی سطح پر اختلافات کو مزید گہرا کیا۔

شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے دور میں فرقہ وارانہ فسادات

شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ (1077ء-1166ء) کا دور بغداد کی مذہبی تاریخ کا ایک اہم اور پیچیدہ زمانہ تھا۔ یہ وہ دور تھا جب بغداد سلجوقی حکمرانوں کے زیر اثر تھا، اور عباسی خلافت رسمی طور پر قائم تھی۔ تاہم، اس زمانے میں فرقہ وارانہ کشیدگی عروج پر تھی، اور شیعہ سنی تنازعات، مسلکی جھگڑے، اور مذہبی فسادات بغداد کی سماجی زندگی کا حصہ بن چکے تھے۔ شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے اس پر آشوب دور میں نہ صرف مذہبی اصلاحات اور روحانی تربیت کا کام کیا بلکہ فرقہ وارانہ کشیدگی کو کم کرنے اور عوام کو دین اسلام کی حقیقی روح سے آگاہ کرنے میں بھی اہم کردار ادا کیا۔ بغداد میں اہل سنت (شافعی، حنبلی، مالکی، اور حنفی) اور اہل تشیع کے درمیان اختلافات شدت اختیار کر گئے تھے۔ عاشورہ کے جلوس اور دیگر شیعہ رسومات پر سنی عوام کے اعتراضات اکثر پر تشدد جھڑپوں میں بدل جاتے تھے۔ بعض اوقات فقہی مسالک کے ماننے والوں، جیسے حنبلی اور اشعری علماء، کے درمیان بھی نظریاتی تنازعات سامنے آتے تھے۔

¹ ڈاکٹر خالد مسعود، اسلامی فرقہ واریت: تاریخ اور تجزیہ، ص 100، اسلام آباد: ادارہ تحقیقات اسلامی، 1992

عباسی خلافت اور سلجوقی حکومت اہل سنت کی حمایت کرتی تھی، جس کی وجہ سے شیعہ اقلیت کو اکثر سیاسی اور سماجی سطح پر مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا۔ نظامیہ مدارس جیسے ادارے سنی عقائد کو فروغ دینے میں مصروف تھے، جس کی وجہ سے فرقہ وارانہ کشیدگی مزید بڑھ گئی۔¹

شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی شخصیت بغداد میں اتحاد، روحانیت، اور اخلاقیات کا محور تھی۔ انہوں نے فرقہ وارانہ اختلافات کے ماحول میں اپنے کردار سے اسلامی وحدت اور اصلاحات کا پیغام دیا۔ شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرقہ واریت سے دور رہنے کی تلقین کی اور مسلمانوں کو قرآن و سنت پر اتحاد کی دعوت دی۔ ان کی تعلیمات نے عام مسلمانوں کو فرقہ وارانہ جھگڑوں سے دور رہ کر تقویٰ، علم، اور اخلاقیات کی طرف راغب کیا۔ شیخ رحمۃ اللہ علیہ کی مجالس میں ہر مسلک کے لوگ آتے تھے، اور وہ سب کو برابری کے ساتھ تعلیم دیتے تھے۔ انہوں نے مذہبی تنازعات میں ملوث فریقین کو افہام و تفہیم اور بھائی چارے کی تعلیم دی۔ شیعہ سنی فسادات کے اہم واقعات شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے دور میں عاشورہ کے جلوسوں کے دوران اکثر دیکھنے میں آتے تھے۔ ان جھگڑوں میں مساجد، مدارس، اور بازاروں پر حملے کیے جاتے، اور عام عوام کو جانی و مالی نقصان اٹھانا پڑتا۔ حنبلی اور اشعری علما کے درمیان عقائد اور فقہ پر مناظرے اکثر پر تشدد شکل اختیار کر لیتے۔ شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تقاریر اور تعلیمات کے ذریعے علماء اور عوام کو تشدد سے باز رہنے اور علمی اختلاف کو مثبت انداز میں حل کرنے کی ترغیب دی۔ ان کی تعلیمات نے عوام کو فرقہ وارانہ فسادات سے دور رہنے اور اسلام کی روحانی اور اخلاقی تعلیمات پر عمل کرنے کی ترغیب دی۔ شیخ رحمۃ اللہ علیہ کا حلقہ ارادت مختلف مکاتب فکر کے لوگوں پر مشتمل تھا، جس سے اتحاد اور بھائی چارے کا پیغام عام ہوا۔ شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے حکمرانوں کو بھی فرقہ وارانہ فسادات کے خاتمے کی ترغیب دی اور انہیں عوامی مسائل حل کرنے کی نصیحت کی۔ ان کے اثر و رسوخ نے بغداد میں کسی حد تک امن و امان قائم کرنے میں مدد کی۔

شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کا دور بغداد میں مذہبی کشیدگی اور فسادات کے لحاظ سے ایک پیچیدہ زمانہ تھا، لیکن انہوں نے اپنی روحانی بصیرت، تعلیمات، اور اخلاقی قیادت سے عوام کو فرقہ واریت کے اندھیروں سے نکالنے میں اہم کردار ادا کیا۔ ان کی تعلیمات آج بھی مسلمانوں کے لیے اتحاد اور بھائی چارے کا ذریعہ ہیں۔

معتزلہ

معتزلہ اسلامی تاریخ کا ایک اہم کلامی مکتب فکر ہے جو 8ویں صدی عیسوی میں ابھرا۔ اس مکتب فکر کے بانی واصل بن عطاء (699ء-748ء) تھے۔ معتزلہ نے عقل کو دین کی تشریح میں بنیادی حیثیت دی اور کہا کہ دین کے اصولوں کو سمجھنے کے لیے عقلی استدلال ضروری ہے۔ ان کے نظریات اسلامی فکر میں ایک اہم بحث کا سبب بنے۔ اللہ کی ذات اور صفات کو علیحدہ سمجھنے کے بجائے

¹ محمد بن احمد الخطیب البغدادی، تاریخ بغداد، ص ۳۳۳، بیروت: دار الغرب الاسلامی، 1997

صفات کو ذات میں ضم کرنے پر زور دیا۔ اللہ کے عدل پر زور دیتے ہوئے کہا کہ انسان اپنے اعمال کا خود ذمہ دار ہے۔ کبیرہ گناہ کے مرتکب کو نہ مکمل مومن اور نہ کافر بلکہ ایک درمیانی حالت میں سمجھا۔ اللہ کے وعدے (جنت) اور وعید (عذاب) کو قطعی مانا اور کہا کہ اللہ کسی وعدے کی خلاف ورزی نہیں کرے گا۔ نیکی کا حکم دینا اور برائی سے روکنا ہر مسلمان پر فرض ہے۔ فلسفہ، منطق، اور علم کلام کی ترویج میں معتزلہ نے اہم کردار ادا کیا۔ معتزلہ نے عقل کے استعمال اور آزادانہ فکر کو فروغ دیا۔ ان کے بعض عقائد کو دیگر اسلامی مکاتب فکر نے مسترد کیا، جس سے معتزلہ کے اثرات محدود ہو گئے۔ معتزلہ کے نظریات آج بھی اسلامی فلسفے اور علم کلام کی تاریخ میں ایک اہم مقام رکھتے ہیں۔¹

شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے دور میں معتزلہ کے اثرات اور ان کے نظریات کا اسلامی دنیا میں ایک نمایاں مقام تھا۔ تاہم، اس دور تک معتزلہ کا زوال شروع ہو چکا تھا، اور ان کے نظریات کو خاصی حد تک چیلنج کیا جا رہا تھا۔ یہ وہ وقت تھا جب تصوف، شریعت، اور دینی علوم کے امتزاج پر زور دیا جا رہا تھا، اور عقل و منطق کے ساتھ ساتھ روحانی تجربات اور تقویٰ کو بھی اہمیت دی جا رہی تھی۔

معتزلہ کے نظریات جیسے عقل کی اہمیت، انسان کی آزادی ارادہ، اور اللہ کی صفات پر ان کی تشریحات علمی حلقوں میں زیر بحث تھیں۔ یہ مباحث بغداد جیسے علمی مرکز میں زیادہ شدت کے ساتھ جاری تھے، جہاں شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ بھی قیام پذیر تھے۔ اس وقت اشعری اور ماتریدی، کلامی مکاتب فکر معتزلہ کے خلاف مضبوط ہو رہے تھے اور اہل سنت کے عقائد کا دفاع کرنے میں سرگرم تھے۔ شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تعلیمات میں تصوف اور شریعت کو یکجا کیا، جس میں عقلی دلائل کے ساتھ روحانی تربیت اور اخلاقی تطہیر پر زور دیا گیا۔ معتزلہ کے برعکس، شیخ جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کا نظریہ یہ تھا کہ عقل کو وحی اور قرآن و سنت کی روشنی میں استعمال کیا جائے، اور صرف عقل کو حتمی ذریعہ نہیں بنایا جاسکتا۔ ان کا ماننا تھا کہ دین کی تفہیم میں دل کی صفائی، روحانی تجربات، اور اللہ کے ساتھ قربت کی اہمیت بھی ہے۔

عباسی خلفاء المأمون، المعتصم، اور الواثق کے دور میں معتزلہ کو سرکاری سرپرستی حاصل تھی، لیکن المتوکل کے دور سے اس سرپرستی کا خاتمہ ہوا، اور معتزلہ کے نظریات کو رد کیا جانے لگا۔ شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ جیسے علما اور صوفیاء کے اثر و رسوخ سے عوام کی توجہ معتزلہ کے بجائے صوفیانہ تعلیمات کی طرف ہو گئی، جو روحانی سکون اور شریعت پر مبنی تھیں۔ شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے معتزلہ کے نظریات کی مخالفت کی، خاص طور پر ان کے عقیدہ "خلق قرآن" (قرآن مخلوق ہے) اور انسان کی مکمل آزادی ارادہ کے حوالے سے۔ ان کی تعلیمات نے دین میں اعتماد اور وحی کو عقل پر فوقیت دینے کی روشنی میں ایک نیا راستہ دکھایا۔ وہ قرآن و سنت کی غیر متزلزل بنیادوں پر عقیدے کو قائم رکھنے کے حامی تھے اور روحانی تربیت کے ذریعے ایمان کو مضبوط کرنے کی

¹ امام ابن جوزی، تلمیذ بلعین، ص 54، بیروت: دار الکتب العلمیہ، 1998

تلقین کرتے تھے۔ شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے دور میں تصوف ایک ایسی تحریک کے طور پر ابھرا جو روحانی اور عقلی دونوں پہلوؤں کا احاطہ کرتی تھی۔ ان کے نظریات میں روحانی پاکیزگی اور شریعت پر عمل کے ساتھ ساتھ عقلی دلائل کی ایک حد تک اہمیت موجود تھی، جو معتزلہ کے نظریات کے ایک طرف زور کو متوازن کرنے میں مددگار ثابت ہوا۔¹

شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے دور میں معتزلہ کا اثر علمی مباحث اور کلامی مسائل تک محدود ہو چکا تھا، اور ان کے نظریات کو عوامی سطح پر مقبولیت حاصل نہ رہی۔ شیخ جیلانیؒ کی تعلیمات نے اسلامی فکر میں ایک اعتدال پسند راستہ متعارف کرایا، جہاں عقل، وحی، اور روحانی تربیت کو یکجا کر کے دین کو سمجھنے کی کوشش کی گئی۔ اس کے نتیجے میں، معتزلہ کے نظریات کی جگہ ایسی فکری تحریکوں نے لی جو وحی، عقل، اور تصوف کے درمیان توازن پر مبنی تھیں۔

اشعریہ

اشعریہ اہل سنت کا ایک مشہور کلامی مکتبہ فکر ہے، جس کی بنیاد امام ابو الحسن الاشعری (874ء-936ء) نے رکھی۔ یہ مکتبہ فکر معتزلہ کے عقلی نظریات کے رد عمل میں وجود میں آیا اور وحی اور عقل کے درمیان توازن پیدا کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ اشعریہ کا عقیدہ ہے کہ دین میں وحی کو عقل پر فوقیت حاصل ہے، عقل صرف وحی کی تشریح میں معاون ہے۔ اللہ کی صفات کو قرآن و سنت کے مطابق بلا کیف (یعنی ان کا حقیقی مفہوم بیان نہیں کرتے) ثابت کرتے ہیں، ان کی کیفیت کو اللہ کے حوالے کر دیتے ہیں۔ انسان کو محدود ارادہ و اختیار حاصل ہے، لیکن تمام چیزیں اللہ کے ارادے کے تحت ہیں۔ ایمان کو دل کے یقین اور زبان کے اقرار پر منحصر سمجھتے ہیں، اور اعمال کو اس میں شامل نہیں کرتے۔ اشعریہ معجزات کو اللہ کی قدرت اور انسان کی عقل سے ماوراء مانتے ہیں۔ اشعریہ نے معتزلہ کی شدت پسند عقلیت اور حشوئیہ کی ظاہری نصوص پر مبنی سختی کے درمیان ایک معتدل راستہ اختیار کیا۔ یہ مکتبہ فکر روایتی اسلامی عقائد کو فلسفیانہ اور عقلی انداز میں پیش کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ اشعریہ کا نظریہ اہل سنت والجماعت کا ایک اہم جز بن گیا اور اسلامی عقائد کو متوازن اور جامع انداز میں سمجھنے کے لیے ایک مضبوط بنیاد فراہم کی۔²

شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے دور میں اشعریہ کا اثر اسلامی دنیا میں نمایاں تھا، اور ان کے نظریات اسلامی فکر میں ایک مضبوط کلامی روایت کے طور پر قائم ہو چکے تھے۔ اشعریہ کے عقائد نے اس دور کے علمی، روحانی، اور دینی ماحول پر گہرے اثرات مرتب کیے اور معتزلہ کے نظریات کے رد عمل کے طور پر اسلامی عقائد میں وحی اور شریعت کو عقل پر فوقیت دینے کے اصولوں کو مستحکم کیا۔ اشعریہ کے نظریات اس وقت تک اہل سنت کے کلامی عقائد کی بنیاد بن چکے تھے۔

¹ امام احمد رضا خان بریلوی، فتاویٰ رضویہ، 5/400، بریلی: رضا فاؤنڈیشن، 1980

² محمد ابو زہرہ، تاریخ المذہب الاسلامیہ، ص 300، قاہرہ: دار الفکر العربی، 1975

امام اشعریؒ کے اصولوں نے اہل سنت والجماعت کے عقائد کو ایک مضبوط فریم ورک فراہم کیا، اور ان کے پیروکار بغداد اور دیگر اسلامی مراکز میں فکری میدان میں غالب تھے۔ بغداد، جہاں شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ مقیم تھے، اشعریہ کے نظریات کا اہم مرکز تھا۔ وہاں کے علمی اداروں اور مباحثوں میں اشعری عقائد نمایاں تھے۔ شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے اشعریہ کے اصولوں کے ساتھ ہم آہنگی اختیار کرتے ہوئے تصوف کو شریعت اور کلامی تعلیمات کا حصہ بنایا۔ اشعریہ کی تعلیمات نے روحانی تفہیم کو عقل اور وحی کے توازن کے ساتھ مربوط کیا، جس سے تصوف اور اہل سنت کے درمیان ایک فکری ہم آہنگی پیدا ہوئی۔ اشعریہ کے نظریات نے اس وقت کے علمی ماحول میں عقل و منطق کی اہمیت کو تسلیم کیا لیکن اس کی حدود متعین کیں۔

یہ بات شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے تصوف سے بھی ہم آہنگ تھی، جو روحانی تجربات اور وحی کو عقل سے برتر قرار دیتے تھے۔ شیخ جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے دین کی تفہیم میں وحی اور قرآن و سنت کو بنیاد بنایا، اور ان کے خطبات اور تصانیف میں اشعری اصولوں کی جھلک واضح طور پر نظر آتی ہے۔ معتزلہ، جو پہلے عباسی دور میں سیاسی اور علمی حمایت رکھتے تھے، اس وقت تک زوال پذیر ہو چکے تھے۔ اشعریہ کے اصولوں نے ان کے عقائد جیسے "خلق قرآن" اور اللہ کی صفات کی تاویلات کو مسترد کر کے اہل سنت کے عقائد کو واضح کیا۔ شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے خطبات میں ایسے فلسفیانہ مباحث کی مخالفت کی جو دین کی اصل روح سے ہٹتے تھے، اور یہ موقف اشعریہ کے نظریات سے متاثر تھا۔ شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے زمانے میں اشعریہ کا اثر مدارس، مساجد، اور علمی حلقوں میں واضح تھا۔ ان کے عقائد نے دینی تعلیمی نظام کو ایک مضبوط فکری بنیاد فراہم کی، جس سے بعد کے صوفیاء اور علما نے استفادہ کیا۔ بغداد کے علمی مراکز میں اشعری عقائد کے تحت کلامی اور فقہی مسائل پر بحث کی جاتی تھی، جس نے اسلامی معاشرت میں فکری اور عقیدے کے استحکام میں مدد دی۔¹

اشعریہ کے عقائد اور شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے تصوف نے ایک ایسا ماحول پیدا کیا جس میں روحانی تربیت، شریعت پر عمل، اور عقیدے کی پختگی اہم بن گئی۔ یہ امتزاج عوام کو دین کی اصل روح سے جوڑنے میں مددگار ثابت ہوا۔ اشعریہ کے نظریات کے تحت دین میں اہمیت کا پیغام شیخ جیلانیؒ کے خطبات اور تبلیغ میں نمایاں تھا، جو روحانی پاکیزگی کے ساتھ عقلی استدلال کو بھی اہمیت دیتا تھا۔

شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے دور میں اشعریہ کا اثر اسلامی فکر میں ایک توازن پیدا کرنے میں کلیدی تھا۔ اشعریہ کے اصولوں نے اس وقت کے علمی و دینی ماحول کو مضبوط بنیاد فراہم کی، اور شیخ جیلانیؒ نے ان اصولوں کو تصوف اور شریعت کے ساتھ

¹ عبدالحمید محمود، الفکر الصوفی فی الإسلام، ص 210، قاہرہ: دار المعارف، 1976

جوڑ کر امت کے اتحاد اور اصلاح میں اہم کردار ادا کیا۔ اشعریہ کے نظریات نے عقل اور وحی کے درمیان ایک اعتدال قائم کیا، جو آج بھی اسلامی کلامی روایت میں اہمیت رکھتا ہے۔

ماتریدیہ

ماتریدیہ امام ابو منصور ماتریدیؒ (م: 333 ہجری / 944 عیسوی) سے منسوب ایک اہم کلامی مکتبہ فکر ہے، جو اہل سنت والجماعت کے دوسرے بڑے عقلی کلامی مکتب کے طور پر اشعریہ کے ساتھ معروف ہے۔ اس مکتبہ فکر نے خاص طور پر وسطی اور مشرقی اسلامی دنیا میں مقبولیت حاصل کی۔ شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے دور میں، ماتریدیہ کا اثر نمایاں تھا اور اس کے معاشرتی اثرات کئی جہتوں میں ظاہر ہوئے۔ ماتریدیہ نے اسلامی عقائد کی تشریح اور دفاع کے لیے عقل اور نقل کے درمیان توازن کو اپنایا۔ ان کے نزدیک دین کے عقائد میں عقل کو استعمال کرنے کے قائل تھے لیکن عقل کو وحی کے تابع رکھتے تھے۔ ان کے مطابق ایمان تصدیق قلبی کا نام ہے، اور اعمال اس کے لازمی جز نہیں بلکہ ایمان کی تکمیل کا ذریعہ ہیں۔ اللہ کی صفات کو اس کی ذات کے لائق مانتے تھے اور تاویلات کو ضرورت کے تحت استعمال کرتے تھے تاکہ تشبیہ و تجسیم سے بچا جاسکے۔ انسان کو افعال میں محدود آزادی کا قائل سمجھتے تھے، یعنی انسان کے اعمال اللہ کی تخلیق ہیں لیکن انسان ان کا ارادہ اور اختیار رکھتا ہے۔¹

شیخ عبدالقادر جیلانی کے عہد میں، جو عباسی خلافت کے کمزور پڑنے اور فکری و سیاسی اختلافات کے بڑھنے کا زمانہ تھا، ماتریدیہ اور دیگر کلامی گروہوں کے درمیان فکری مباحث عروج پر تھے۔ ماتریدیہ کے نظریات عقائد کے دفاع میں اشعریہ کے قریب تھے لیکن ان کا رویہ زیادہ معتدل اور عقلی تھا۔ شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ جیسے روحانی رہنماؤں نے ان گروہوں کے مابین توازن پیدا کرنے کی کوشش کی۔ تصوف کے میدان میں شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی تعلیمات نے عقیدہ اور عمل میں روحانیت کو ترجیح دی۔ ماتریدیہ جیسے عقلی گروہ کے ساتھ تصوف کا امتزاج، عوام کے لیے دین کو زیادہ قابل فہم اور عملی بنانے میں مددگار ثابت ہوا۔

ماتریدیہ نے قرآن و سنت کی تعلیمات کو عقلی اور نقلی دونوں پہلوؤں کے ساتھ پیش کیا، جس سے مسلمانوں میں شدت پسندی کے بجائے اعتدال پسندی کو فروغ ملا۔ ماتریدیہ کی فکر نے مسلمانوں کو سوالات اٹھانے، عقائد پر غور کرنے، اور فلسفیانہ اعتراضات کا جواب دینے کی ترغیب دی۔ اس نے عوام میں دینی مسائل پر علمی دلچسپی پیدا کی۔ ماتریدیہ کا معتدل نظریہ مختلف گروہوں کے درمیان ایک پل کا کردار ادا کرتا تھا۔ ان کا نظریہ اشعریہ اور معتزلہ کے درمیان ایک درمیانی راستے کی نمائندگی کرتا تھا، جو فرقہ واریت کم کرنے میں مددگار ثابت ہوا۔ ماتریدیہ کے عقائد اور شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے صوفیانہ نظریات نے دین کے ظاہری اور باطنی پہلو کو یکجا کیا۔ اس سے عوام کو نہ صرف عقیدے میں استحکام ملا بلکہ روحانیت میں بھی ترقی ہوئی۔ ماتریدیہ کے نظریات نے دین کو عوام کے لیے آسان بنایا اور ان میں دینی رواداری کو فروغ دیا۔ اس کے نتیجے میں مختلف طبقات کے لوگ دینی

¹ ڈاکٹر محمود احمد غازی، محاضرات فقہ، ص 300، اسلام آباد: ادارہ تحقیقات اسلامی، 1997

تعلیمات کے قریب آئے۔ ماترید یہ نے دین کے اصولوں کو عقل کی روشنی میں سمجھانے پر زور دیا، جس سے مسلمانوں میں جدید نظریات کو قبول کرنے اور اختلاف رائے کے باوجود دین کی بنیادوں پر اتفاق پیدا ہوا۔¹

شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی شخصیت نے ماترید یہ کے معتدل عقائد اور تصوف کی عملی تعلیمات کو عوام کے لیے قابل قبول بنایا۔ ان کی تعلیمات میں تزکیہ نفس اور اصلاح اخلاق کو بنیادی حیثیت دی گئی۔ دین کے پیچیدہ مسائل کو سادہ الفاظ میں بیان کیا گیا، جس سے عوام الناس ماترید یہ جیسے کلامی گروہوں کی فکری گہرائی کو سمجھنے کے قابل ہوئے۔ مختلف گروہوں کے درمیان اتحاد و یگانگت کا درس دیا گیا، جس نے معاشرتی ہم آہنگی کو تقویت بخشی۔ شیخ عبدالقادر جیلانی کے دور میں ماترید یہ کے نظریات اور تعلیمات نے مسلمانوں کو فکری، علمی، اور روحانی طور پر ایک متوازن راستہ فراہم کیا۔ ان کے عقائد نے نہ صرف دین کے عقلی و نقلی پہلوؤں کو مضبوط کیا بلکہ شیخ جیلانی کی روحانی قیادت نے ان نظریات کو عملی زندگی میں نافذ کرنے کا ایک مثالی نمونہ پیش کیا۔ اس امتزاج نے اسلامی معاشرت کو اتحاد، اعتدال، اور روحانی ترقی کی طرف مائل کیا۔

مرجئہ

مرجئہ اسلامی تاریخ کا ایک ابتدائی کلامی فرقہ ہے جو پہلی صدی ہجری میں سامنے آیا۔ لفظ "مرجئہ" عربی کے لفظ "ارجاء" سے ماخوذ ہے، جس کا مطلب ہے "موخر کرنا" یا "ملتوی کرنا"۔ یہ فرقہ ان لوگوں پر مشتمل تھا جو ایمان اور عمل کے تعلق میں نرمی برتتے تھے اور کبیرہ گناہ کے مرتکب مسلمانوں کے بارے میں فیصلہ ملتوی کرنے کی رائے رکھتے تھے۔ مرجئہ کے مطابق ایمان صرف دل کے یقین اور زبان کے اقرار کا نام ہے؛ اعمال اس کے لیے لازم نہیں۔ مرجئہ کا عقیدہ تھا کہ کبیرہ گناہ کے مرتکب کو مومن ہی سمجھا جائے گا اور اس کے انجام کو اللہ کے فیصلے پر چھوڑ دیا جائے گا۔ عمل کو ایمان سے الگ تصور کیا، یعنی گناہ یا نیکی کے اعمال ایمان پر اثر انداز نہیں ہوتے۔ انہوں نے اللہ کی رحمت اور بخشش پر زور دیا اور گناہگار مسلمانوں کے لیے امید کی تعلیم دی۔ ان کے نظریات نے ان لوگوں کو تسلی دی جو کبیرہ گناہوں کے باعث مایوس ہو جاتے تھے۔ معاشرتی طور پر ان کے خیالات نے مذہبی رواداری کو فروغ دیا، لیکن بعض علماء نے ان پر دین میں نرمی اور بے عملی کی تعلیم دینے کا الزام لگایا۔ مرجئہ کے نظریات کو بعد میں دیگر مکاتب فکر نے مسترد کیا، لیکن یہ اسلامی فکر میں ایمان اور عمل کے تعلق پر اہم مباحث کا سبب بنے۔²

شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے دور میں مرجئہ کے نظریات اپنے عروج کے دور سے گزر چکے تھے، مگر ان کے اثرات اسلامی معاشرت اور دینی فکر میں نمایاں تھے۔ اس وقت اسلامی دنیا مختلف کلامی اور فقہی مکاتب فکر کے مباحث اور تصادم کی گواہ تھی، جہاں اہل سنت کے نمایاں اصولوں نے غالب حیثیت اختیار کر لی تھی۔ شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے خطبات اور

¹ مولانا عبدالمجید دریابادی، اسلامی مسلک، ص 85، کراچی: دارالاشاعت، 1950

² مولانا مناظر حسن گیلانی، الفرقان بین الفرق، ص 180، اعظم گڑھ: دارالمصنفین، 1936

تعلیمات میں جن مسائل کو حل کرنے کی کوشش کی، ان میں ایک اہم موضوع ایمان اور اعمال کے تعلق کا تھا، جس پر مرجہ کے نظریات پہلے ہی ایک خاص رخ متعین کر چکے تھے۔

مرجہ نے ایمان کو دل کی تصدیق اور نیت تک محدود رکھا، اور اعمال کو ایمان کے لیے غیر ضروری قرار دیا۔ ان کے مطابق، گناہگار شخص بھی اپنے ایمان پر قائم رہتا ہے۔ شیخ جیلانی نے ایمان کو دل کی تصدیق، زبان سے اقرار، اور اعمال کی اہمیت کے ساتھ جوڑا۔ ان کے نزدیک، ایمان کو ثابت رکھنے کے لیے اعمال صالحہ کی پابندی ضروری ہے، لیکن وہ گناہگار مسلمانوں کے لیے بھی اللہ کی رحمت اور معافی کی امید کو اہم قرار دیتے تھے۔ شیخ جیلانی نے مرجہ کے اس خیال کو رد کیا کہ اعمال ایمان پر کوئی اثر نہیں ڈالتے، لیکن انہوں نے اس بات پر بھی زور دیا کہ گناہ کرنے والوں کو کافر قرار دینا جائز نہیں۔

مرجہ کے نظریات نے گناہگار مسلمانوں کے لیے معافی اور رواداری کا ایک تصور پیش کیا تھا، جس نے دینی معاشرت میں شدت پسندی کو کم کرنے میں مدد دی۔ شیخ جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے زمانے میں گناہگاروں کے ساتھ نرمی اور ان کی اصلاح پر زور دیا۔ ان کے خطبات میں بارہا اس بات کا ذکر ملتا ہے کہ اللہ کی رحمت وسیع ہے اور ہر مسلمان کو توبہ کا دروازہ کھلا رکھنا چاہیے۔ شیخ جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے مرجہ کی طرح مسلمانوں کے ایمان پر جلدی فتویٰ دینے کی مخالفت کی، لیکن انہوں نے اعمال کی اہمیت کو برقرار رکھا۔ مرجہ کے عقائد نے مسلمانوں کے درمیان درگزر اور برداشت کی فضا پیدا کی۔ ان کے نزدیک، ایمان اور گناہ کے معاملات میں شدت پسندی کی بجائے انسانیت اور اخلاق کو ترجیح دی جانی چاہیے۔ شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے اسی اصول کو اپنے انداز میں نافذ کیا۔ انہوں نے مسلمانوں کو ایک دوسرے کے ساتھ حسن سلوک اور درگزر کی تلقین کی۔ ان کے خطبات میں معاشرتی اصلاح، اتحاد، اور محبت کے پیغامات واضح نظر آتے ہیں۔ وہ اسلامی اصولوں کی پاسداری کے ساتھ ساتھ گناہگار مسلمانوں کو واپس دین کی طرف راغب کرنے کے قائل تھے، جس سے ایک متوازن معاشرتی نظام قائم ہوا۔¹

شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے مرجہ کے اس تصور کی مخالفت کی کہ گناہ ایمان پر کوئی اثر نہیں ڈالتا۔ ان کے نزدیک، گناہ ایمان کو کمزور کر سکتے ہیں، اور انسان کو گناہ کے اثرات سے بچنے کے لیے توبہ اور اعمال صالحہ کا سہارا لینا چاہیے۔ تاہم، وہ اس بات کے حامی تھے کہ گناہگار مسلمانوں کو اسلام سے خارج نہ کیا جائے، اور انہیں اللہ کی مغفرت کے دائرے میں سمجھا جائے۔ مرجہ کے اثرات نے گناہگاروں کو اللہ کی مغفرت کی امید دی، اور یہی تصور شیخ جیلانی کی تعلیمات میں بھی نمایاں تھا۔ ان کے نزدیک، اللہ کی رحمت گناہوں سے زیادہ وسیع ہے، اور انسان کو کبھی مایوس نہیں ہونا چاہیے۔ شیخ جیلانی نے مرجہ کے مثبت پہلوؤں کو اپنا کر ان کی شدتوں کو متوازن کیا اور ان کی خامیوں کی اصلاح کی۔

¹ مولانا امین احسن اصلاحی، اختلافات امت اور صراط مستقیم، ص 75، لاہور: مکتبہ دارالاشاعت، 1965

شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے دور میں مرجئہ کے اثرات دینی اور معاشرتی معاملات میں برداشت، نرمی، اور گناہگاروں کے لیے اصلاح کا پہلو فراہم کرنے میں مددگار تھے۔ تاہم، شیخ جیلانی نے مرجئہ کے نظریات کی خامیوں کو اصلاحی اور متوازن طریقے سے پیش کیا۔ انہوں نے گناہگاروں کو معاف کرنے اور ان کی اصلاح پر زور دیا لیکن ایمان کو اعمال کے بغیر ادھورا سمجھا۔ ان کی تعلیمات نے اسلامی معاشرت میں ایک اعتدال اور ہم آہنگی پیدا کی، جو آج بھی ان کے افکار کی روح کو زندہ رکھتی ہے۔

حشویہ

حشویہ ایک کلامی مکتبہ فکر تھا جو اسلامی تاریخ میں اپنے ظاہری اور لغوی تشریحات پر مبنی عقائد کی وجہ سے مشہور ہوا۔ یہ فرقہ دین کی تمام تعلیمات کو قرآن و حدیث کی نصوص کے ظاہری معنوں میں سمجھنے پر زور دیتا تھا اور عقل و تاویل کی گنجائش کو مسترد کرتا تھا۔ دین کی تمام باتوں کو بغیر کسی تاویل کے ظاہری الفاظ کے مطابق قبول کرنا ضروری سمجھتے تھے۔ اللہ کی صفات جیسے ہاتھ، چہرہ وغیرہ کو ان کے حقیقی اور جسمانی معنی میں لیتے تھے، مجازی یا استعارہ نہیں مانتے تھے۔ مذہبی معاملات میں عقل اور اجتہاد کی مخالفت کرتے تھے اور صرف نصوص پر انحصار کرتے تھے۔ دین میں سختی اور جہود کو ترجیح دیتے تھے اور کسی قسم کی تشریح یا فہم کو بدعت سمجھتے تھے۔ حشویہ کا نظریہ دینی معاملات میں تنگ نظری اور سخت رویے کو فروغ دیتا تھا، جس کی وجہ سے مختلف اسلامی مکتبہ فکر جیسے معتزلہ اور اشعریہ کے ساتھ ان کے شدید اختلافات پیدا ہوئے۔ ان کے عقائد نے دینی مباحثوں میں ایک تنازعہ کردار ادا کیا۔

شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے دور میں حشویہ کے اثرات اور ان کے نظریات کا پس منظر اسلامی معاشرت میں شدت پسندی، ظاہریت، اور دین کی سخت تفہیم کے حوالے سے نمایاں تھا۔ شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی تعلیمات نے اس ماحول میں ایک اعتدال پسند اور روحانی نقطہ نظر پیش کیا، جو حشویہ کی ظاہری اور تنگ نظری پر مبنی تفہیم کے برعکس تھا۔

حشویہ کے نظریات اور شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی تعلیمات کا تقابل

حشویہ قرآن و حدیث کی نصوص کو صرف ظاہری اور لغوی معنوں میں لیتے تھے۔ مثلاً، اللہ کی صفات جیسے "ہاتھ" اور "چہرہ" کو حقیقی جسمانی معنوں میں سمجھتے تھے، اور ان صفات کی کسی بھی مجازی یا استعاراتی تشریح کو مسترد کرتے تھے۔ شیخ جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے اللہ کی صفات کی تشریح میں اعتدال پسند رویہ اپنایا۔ ان کے نزدیک، اللہ کی صفات کو ایمان اور تعظیم کے ساتھ سمجھنا ضروری تھا، لیکن انہیں مخلوق کی صفات سے تشبیہ دینا یا محدود کرنا درست نہیں تھا۔ انہوں نے اللہ کی ذات کو ہر قسم کی جسمانی اور محدودیت سے پاک قرار دیا اور حشویہ کے سخت ظاہری رویے کی مخالفت کی۔

حشویہ عقل و اجتہاد کی مخالفت کرتے تھے اور دین کو مکمل طور پر نصوص تک محدود رکھتے تھے۔ ان کے نزدیک، دینی معاملات میں کسی قسم کی عقلی تشریح یا اجتہاد گمراہی کے مترادف تھا۔ شیخ جیلانی نے عقل کو دین کا حصہ قرار دیا لیکن اس شرط کے

ساتھ کہ عقل نصوص کے تابع ہو۔ ان کے نزدیک، دین میں اجتہاد اور تشریح کی گنجائش موجود ہے، بشرطیکہ یہ قرآن و سنت کے اصولوں کے مطابق ہو۔ انہوں نے دین کی تفہیم میں وسعت اور روحانی بصیرت کو اہمیت دی، جس سے دین کو سختی اور جمود سے نکال کر ایک عملی اور روحانی نظام میں ڈھالا جاسکے۔

حشویہ نے دین کو ایک سخت اور محدود دائرے میں قید کر دیا تھا، جہاں تمام معاملات میں قرآن و حدیث کی ظاہری نصوص کی پیروی ضروری تھی، اور کسی قسم کی لچک یا نرمی کی اجازت نہیں تھی۔ شیخ جیلانی نے دین کی سختی کو نرم کرنے اور دین کی روحانی اور اخلاقی پہلوؤں کو اجاگر کرنے پر زور دیا۔ ان کے نزدیک، دین کا مقصد انسان کو اللہ کے قریب لانا تھا، نہ کہ اسے سختی اور جمود کے ذریعے دور کرنا۔ ان کی مجالس میں گناہگاروں کو بھی اصلاح کا موقع دیا جاتا تھا، اور وہ دین کو محبت، نرمی، اور رواداری کے ذریعے لوگوں کے دلوں میں راسخ کرنے کی کوشش کرتے تھے۔

حشویہ کے نزدیک دین کا روحانی پہلو غیر اہم تھا، اور وہ دین کو صرف ظاہری عبادات اور اعمال تک محدود کرتے تھے۔ شیخ جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے دین کے روحانی پہلو کو بہت زیادہ اہمیت دی۔ ان کے نزدیک، عبادات کا مقصد انسان کے دل کو پاک کرنا اور اللہ کی قربت حاصل کرنا تھا۔ انہوں نے ظاہری اعمال کے ساتھ دل کے خلوص اور روحانی تطہیر کو دین کا لازمی حصہ قرار دیا۔ ان کی تعلیمات نے دین کے اس پہلو کو زندہ کیا جو حشویہ کی سختی اور جمود میں کھو گیا تھا۔

حشویہ کی سختی نے مسلمانوں کے درمیان تنگ نظری اور اختلافات کو فروغ دیا، جس سے معاشرتی ہم آہنگی متاثر ہوئی۔ شیخ جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تعلیمات کے ذریعے مسلمانوں کے درمیان محبت، اخوت، اور رواداری کو فروغ دیا۔ انہوں نے فرقہ واریت کی مخالفت کی اور لوگوں کو دین کے بنیادی اصولوں کی طرف واپس لانے کی کوشش کی۔ ان کے نزدیک، دین کی اصل روح اخلاق اور محبت میں پنہاں تھی۔

شیخ جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کا کردار حشویہ کے نظریات کے رد اور اصلاح میں ایک اہم سنگ میل کی حیثیت رکھتا ہے۔ انہوں نے:

1. دین کو سختی اور جمود سے نکال کر روحانیت اور وسعت کی طرف لے جانے کی کوشش کی۔
2. دین کی تفہیم میں اعتدال پسند رویہ اپنایا، جہاں عقل، نصوص، اور روحانیت کا توازن موجود تھا۔
3. مسلمانوں کو شدت پسندی اور تنگ نظری سے بچا کر ایک وسیع اور جامع دینی فکر کی طرف راغب کیا۔

حشویہ کے سخت اور ظاہری نظریات کے مقابلے میں، شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے دین کی ایسی جامع تشریح پیش کی جو قرآن و سنت کے مطابق ہونے کے ساتھ ساتھ عقل اور روحانیت کو بھی شامل کرتی تھی۔ ان کی تعلیمات نے اسلامی معاشرت میں محبت، اصلاح، اور اعتدال کا پیغام دیا، جو آج بھی دین کی تفہیم میں رہنمائی فراہم کرتا ہے۔¹

معاشرتی اثرات

شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کا دور اسلامی معاشرت میں مختلف کلامی اور فقہی نظریات کے فروغ کا اہم زمانہ تھا۔ اس وقت مختلف فرقے جیسے معتزلہ، اشعریہ، مرجیہ، اور حشویہ مسلمانوں کے فکری اور دینی افق پر اثر انداز ہو رہے تھے۔ ان فرقوں کی موجودگی میں شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک ایسی راہ متعین کی جو روحانیت، دینی اعتدال، اور معاشرتی اصلاح کا جامع نمونہ تھی۔ شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کا زمانہ مختلف کلامی فرقوں کے درمیان علمی مباحثوں کا دور تھا۔ ان مباحثوں نے مسلمانوں کی دینی اور فکری زندگی پر گہرے اثرات مرتب کیے:

- معتزلہ کے عقلی استدلال نے دین کو عقل کے پیمانے پر پرکھنے کا رجحان پیدا کیا۔
- اشعریہ نے وحی اور عقل کے توازن پر زور دیا۔
- حشویہ نے ظاہری نصوص کی پیروی کو دین کا مرکز قرار دیا۔

شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے ان فکری رجحانات کے درمیان ایک معتدل راستہ اختیار کیا۔ انہوں نے دین کو صرف ظاہری معنوں تک محدود رکھنے کے بجائے اس کے روحانی اور باطنی پہلوؤں کو بھی نمایاں کیا۔ ان کے حلقہ درس میں قرآن، حدیث، فقہ، اور تصوف کو یکجا کر کے پڑھایا جاتا تھا، جس نے طلبہ میں دینی علوم کے ساتھ ساتھ عملی زندگی کی تفہیم پیدا کی۔ انہوں نے اجتہاد اور عقل کے استعمال کو قبول کیا، لیکن اس شرط پر کہ یہ قرآن و سنت کے تابع ہو۔ شیخ جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی علمی کاوشوں نے مسلمانوں میں فکری چٹنگی پیدا کی، جہاں وہ دین کی بنیاد کو سمجھنے کے ساتھ ساتھ اس کے عملی پہلوؤں پر بھی توجہ دینے لگے۔ ان کی مجالس نے انفرادی اور اجتماعی اصلاح کے دروازے کھولے اور علمی ترقی کی بنیاد ڈالی۔

مرجہ جیسے فرقے نے رواداری اور گناہگاروں کے ساتھ معافی کا رویہ اپنانے کی بات کی۔ حشویہ نے سخت گیری اور ظاہری نصوص کی پیروی پر زور دے کر اختلافات کو شدت دی۔ شیخ جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے ان دونوں انتہاؤں کے درمیان ایک متوازن راستہ پیش کیا۔ انہوں نے گناہگاروں کو مایوسی کے بجائے اصلاح کا موقع دیا اور لوگوں کو اللہ کی رحمت پر یقین رکھنے کی ترغیب دی۔ انہوں نے دین میں سختی کے بجائے محبت اور اخلاص کو فروغ دیا۔ ان کے نزدیک، دینی معاملات میں رواداری اور اختلاف رائے کو

¹ مولانا وحید الدین خان، اسلام اور مسلکی اختلافات، ص 90، نئی دہلی: المکتبہ الاسلامیہ، 1980

برداشت کرنا ایک لازمی اصول تھا۔ ان کی تعلیمات نے نہ صرف علمی اختلافات کو کم کرنے کی کوشش کی بلکہ مسلمانوں میں اتحاد اور بھائی چارے کو بھی فروغ دیا۔ شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی تعلیمات نے مذہبی شدت پسندی کو کم کرنے اور رواداری کا پیغام پھیلانے میں اہم کردار ادا کیا۔ ان کے دربار میں ہر طبقے اور مکتب فکر کے لوگ آتے تھے، جس نے مسلمانوں کے درمیان ہم آہنگی اور اتحاد کو فروغ دیا۔

شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے صوفیاء کی اس تحریک کو مزید تقویت دی جس کا مقصد اللہ کی محبت، قربت، اور تزکیہ نفس تھا۔ اس دور میں روحانیت ایک مضبوط رجحان کے طور پر ابھری، جس کا مرکز انسان کی اندرونی اصلاح اور باطنی صفائی تھا۔ صوفیاء نے لوگوں کو دنیاوی لذتوں سے دور رہنے اور اللہ کے ساتھ گہرا تعلق استوار کرنے کی ترغیب دی۔ شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے روحانیت کو عملی زندگی کا حصہ بنانے کے لیے اپنے مریدین کو اللہ کی محبت میں محنت کرنے، صبر، شکر، اور توکل اختیار کرنے کی تعلیم دی۔ ان کے وعظ و نصیحت میں لوگوں کو اپنے نفس کی اصلاح اور باطنی صفائی کی ترغیب دی جاتی تھی۔ ان کے دربار میں گناہگاروں کو توبہ کا موقع ملتا تھا، جس نے بہت سے افراد کو روحانی راستے پر چلنے کے لیے راغب کیا۔

شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی روحانی تعلیمات نے مسلمانوں میں ایک نئی روحانی بیداری پیدا کی۔ انفرادی سطح پر، لوگوں کے دلوں میں اللہ کی محبت اور قربت کا جذبہ بڑھا۔ اجتماعی سطح پر، معاشرت میں محبت، رواداری، اور نرمی کے جذبات پروان چڑھے۔ شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے وعظ کے ذریعے عام عوام کی اصلاح کی اور ان کے اخلاقی اور دینی معاملات کو بہتر بنایا۔ ان کی تعلیمات میں غریبوں اور محتاجوں کی مدد، سماجی انصاف، اور معاشرتی برائیوں کے خاتمے پر زور دیا گیا۔ شیخ جیلانی کی تعلیمات نے اسلامی معاشرت میں ایک نیا رجحان پیدا کیا، جہاں دینی اصولوں کے ساتھ ساتھ سماجی بھلائی کو بھی اہمیت دی گئی۔

شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے دور میں مختلف کلامی فرقوں کی موجودگی نے مسلمانوں کی فکری اور دینی زندگی پر گہرے اثرات مرتب کیے۔ انہوں نے ایک جامع اور متوازن راستہ اختیار کر کے دینی تعلیمات میں وسعت اور روحانیت کو فروغ دیا۔ رواداری اور اختلاف رائے کو برداشت کرنے کی تلقین کی۔ مسلمانوں کی انفرادی اور اجتماعی اصلاح کا بیڑا اٹھایا۔ اسلامی معاشرت میں محبت، اخلاص، اور اتحاد کا پیغام دیا۔ شیخ جیلانی کا کام آج بھی مسلمانوں کے لیے ایک مشعل راہ ہے، جو دین کی حقیقی روح کو سمجھنے اور اس پر عمل کرنے کی دعوت دیتا ہے۔

خلاصہ کلام

شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کا دور اسلامی تاریخ کا ایک اہم اور پیچیدہ دور تھا، جس میں فکری، سیاسی، اور مذہبی انتشار کا سامنا تھا۔ یہ دور عباسی خلافت کے زوال، مختلف فرقوں کے درمیان کلامی و فقہی اختلافات اور اسلامی معاشرت میں انتشار کے نتیجے میں بہت اہمیت رکھتا ہے۔ اس دور میں متکلمین کے مختلف فرقے، جن میں معتزلہ، اشعریہ، ماتریدیہ، حشویہ، مرجیہ وغیرہ شامل تھے،

نے معاشرتی و فکری سطح پر گہرے اثرات مرتب کیے۔ شیخ عبدالقادر جیلانی کے دور میں عباسی خلافت کمزور ہو چکی تھی، اور مختلف صوبوں میں حکومتی خود مختاری کا آغاز ہو چکا تھا۔ اس کے نتیجے میں فکری و مذہبی آزادی میں اضافہ ہوا، جس کے ساتھ ہی مختلف کلامی اور فکری فرقے زیادہ فعال ہو گئے۔ اس انتشار نے مسلمانوں کو داخلی طور پر مختلف نظریات اور فرقوں میں تقسیم کر دیا، اور اس کا اثر معاشرتی ہم آہنگی پر پڑا۔

معتزلہ کا عقیدہ عقل پر زیادہ زور دینے والا تھا، اور انہوں نے مذہب کے مسائل میں عقل و فہم کو بنیادی حیثیت دی۔ اس گروہ نے قرآن کو مخلوق سمجھا اور اس کی تفسیر میں عقل و استدلال کو اہمیت دی۔ اس کے نتیجے میں انہوں نے اللہ کی صفات کی تشریح میں بعض اوقات تجسیم (تشبیہ) اور تشبیہ کی مخالفت کی، اور ایمان کے مفہوم میں بھی عقل کی پیروی کی۔ معتزلہ کے نظریات نے مسلمانوں میں عقلی سوچ کو فروغ دیا اور قرآن و سنت کی تشریحات میں نئے زاویے پیش کیے۔ تاہم، ان کے عقائد کی شدت اور دیگر فرقوں کے ساتھ اختلافات نے معاشرتی تناؤ پیدا کیا۔ معتزلہ کا نظریہ خود مختاری اور انسانی اختیار پر زور دینے والا تھا، جس سے اسلامی عقیدے کے محافظوں کے ساتھ تنازعات بڑھ گئے۔

اشعریہ کا عقیدہ معتزلہ کے نظریات کے خلاف تھا، اور انہوں نے عقل کے بجائے وحی کو ترجیح دی۔ امام اشعری نے عقل و وحی کے درمیان توازن پیدا کرنے کی کوشش کی۔ اشعریہ نے اللہ کی صفات کو اس کی ذات سے جدا تسلیم کیا اور کسی بھی تجسیم یا تشبیہ سے بچنے کی کوشش کی۔ ان کا یہ ماننا تھا کہ دین میں عقل و فہم کی حد ہونی چاہیے اور ہر چیز کو وحی اور سنت کے مطابق ہی سمجھنا چاہیے۔ اشعریہ نے اسلامی معاشرت میں دینی رواداری اور عقل و ایمان کے درمیان توازن قائم کرنے کی کوشش کی۔ تاہم، ان کے عقائد کی تنقید اور معتزلہ کے ساتھ اختلافات نے دونوں گروہوں کے درمیان علمی و فقہی کشمکش کو ہوا دی۔ اس سے معاشرتی سطح پر مختلف گروہوں میں آپسی تنازعات اور فکری انتشار بھی بڑھا۔

ماتریدیہ، امام ابو منصور ماتریدی کے پیروکاروں کا گروہ تھا۔ ان کا عقیدہ بھی اشعریہ سے قریب تھا لیکن ان میں ایک خاص فرق تھا۔ ماتریدیہ نے عقل کو محدود طور پر قبول کیا، اور ان کا ماننا تھا کہ دین کی تفہیم میں عقل کی مدد سے نقل کو ترجیح دی جائے۔ انہوں نے ایمان کو دل کی تصدیق اور زبان سے اقرار کے ساتھ مروج کیا، اور عمل کو ایمان کا لازمی جزو نہیں سمجھا۔ ماتریدیہ نے اسلامی معاشرت میں اعتدال کی فضا پیدا کی۔ ان کے عقائد نے مسلمانوں میں اجتماعی فکری سطح پر توازن قائم کیا۔ تاہم، ان کی فکر بھی اشعریہ کے ساتھ اختلاف رکھتی تھی، جس سے ان کے پیروکاروں اور دوسرے گروہوں کے درمیان فکری تضاد پیدا ہوا۔

حشویہ ایک فرقہ تھا جو اسلام کی دینی نصوص کی ظاہری تشریحات کو ماننا تھا۔ یہ لوگ قرآن و حدیث کے تمام مسائل کو ظاہری طور پر لیتے تھے اور ان میں کسی قسم کی عقل و فہم کی تاویل یا تشریح کو مسترد کرتے تھے۔ ان کے عقائد کے مطابق، اللہ کی صفات جیسے ہاتھ اور چہرہ کو حقیقتاً سمجھا جاتا تھا، اور ان میں کسی مجازی یا استعارہ کو نہیں مانا جاتا تھا۔ حشویہ کے عقائد نے شدت پسند رویوں کو فروغ دیا

اور دین کے معاملات میں عقل و فہم کی مخالفت کی۔ ان کے نظریات نے مسلمانوں میں دینی جمود اور معاشرتی تناؤ پیدا کیا، کیونکہ یہ فرقہ کسی بھی فکری تبدیلی یا جدید تفہیم کو مسترد کرتا تھا۔ اس کا اثر یہ ہوا کہ اسلامی معاشرت میں انتہا پسندی اور مذہبی شدت پسندی کا ایک رجحان پیدا ہوا۔

مرجئہ نے ایمان کے بارے میں ایک خاص نظریہ پیش کیا۔ ان کے مطابق ایمان صرف دل کی تصدیق اور زبان کا اقرار تھا، اور اعمال کو ایمان کے جزو نہیں سمجھا گیا۔ ان کے عقیدے کے مطابق، گناہگار مسلمان کا ایمان ختم نہیں ہوتا اور اس کا دروازہ توبہ تک کھلا رہتا ہے۔ مرجئہ کا عقیدہ دینی رواداری کو فروغ دیتا تھا کیونکہ اس میں گناہ کے باوجود ایمان کا برقرار رہنا تسلیم کیا گیا تھا۔ اس نے مسلمانوں میں ایک دوسرے کے گناہوں کو معاف کرنے اور برداشت کرنے کی فضا پیدا کی۔ تاہم، اس کا اثر یہ بھی تھا کہ بعض افراد گناہ کو معمولی سمجھتے ہوئے اس میں کمیابی حاصل کرنے کی کوشش کرتے تھے۔

شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ اس دور کے ایک عظیم صوفی، عالم اور متکلم تھے، جنہوں نے اس فکری و مذہبی انتشار کو ایک مثبت رخ دینے کی کوشش کی۔ انہوں نے تصوف کے ذریعے روحانیت اور عقیدہ کے درمیان توازن قائم کیا۔ انہوں نے مختلف فرقوں کے درمیان اختلافات کو برداشت کرنے کی ترغیب دی۔ شیخ عبد القادر جیلانی رحمہ اللہ نے اسلامی تعلیمات کو روحانی پہلو سے سمجھا، اور دین کے ظاہری پہلو کو مکمل طور پر سمجھنے کے ساتھ ساتھ انسان کے باطن کی صفائی پر زور دیا۔ ان کی تعلیمات میں مسلمانوں کو باہمی اختلافات کے باوجود ایک دوسرے کے ساتھ اتحاد اور محبت کے ساتھ زندگی گزارنے کی ترغیب دی گئی۔

شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے دور میں موجود فکری و مذہبی انتشار اور مختلف کلامی فرقوں کے درمیان جتنے بھی اختلافات تھے، ان کے اثر نے اسلامی معاشرت میں فکری ارتقاء اور روحانی بیداری کا ایک نیا دور شروع کیا۔ شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے ان اختلافات کو اعتدال اور روحانیت کے ذریعے حل کرنے کی کوشش کی، اور اس طرح اسلامی معاشرت میں ایک نئے اتحاد اور ہم آہنگی کی فضا پیدا کی۔

باب سوم۔۔۔ موضوعاتِ دعوت (فتوح الغیب اور الفتح الربانی کی روشنی میں)

فصل اول۔۔۔ فتوح الغیب اور الفتح الربانی کا تعارفی جائزہ

1- فتوح الغیب

یہ کتاب شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے مواعظ و نصائح کا عربی زبان میں ایک ایسا مجموعہ ہے جو اسی (80) مقالات پر مشتمل ہے، یہ کتاب شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے بنیادی طور پر اپنے صاحبزادے محمد عیسیٰ رحمۃ اللہ علیہ کی تعلیم کے لیے تصنیف فرمایا تھا۔ ان مقالات میں توحید، عبادات، معاملات، اخلاص، زہد و تقویٰ اور اخلاقیات پر بہترین گفتگو کی گئی ہے۔ یہ کتاب مختصر مگر پُر اثر خطبات پر مشتمل ہے، جن کا مقصد سامعین و قارئین کو رجوع الی اللہ اور دنیا کی بے ثباتی و ناپائیداری کی طرف متوجہ کر کے ان کے ظاہر و باطن کی اصلاح کرنا ہے نیز اس کتاب میں مؤمن کی صفات سے لے کر طریقت کے اصول عشرہ تک انسان مرتضیٰ بننے کے لیے بہترین رہنما اصول موجود ہیں۔

اس کتاب کے رہنما اصولوں کی روشنی میں شیخ محیی الدین ابن عربی نے فتوحات مکیہ اور فصوص الحکم جیسی شہرہ آفاق کتب لکھیں۔ علامہ ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ نے فتوح الغیب کے چار اہم مقالات (مقالہ نمبر ایک، چھ، دس اور اٹھارہ) کی شرح کی ہے اور ان چار مقالات پر مشتمل ایک رسالہ لکھا ہے جس کا نام "شرح کلمات من فتوح الغیب" رکھا ہے، اسی طرح شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے فتوح الغیب کی شرح فارسی زبان میں لکھی ہے، جس کا نام "مفتاح الفتوح" بیان کیا گیا ہے مگر یہ شرح فتوح الغیب کے نام سے زیادہ مشہور ہے۔¹ مختصر یہ کہ شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے ان مقالات کے ذریعے لوگوں میں ایمان و یقین، توکل علی اللہ اور صدق نیت پیدا کر کے ان کے معاملات میں بہتری لائی نیز انھیں دنیا کی بے ثباتی کا یقین دلا کر مادیت پرستی سے نکالا اور دین متین پر کاربند کیا۔

2- الفتح الربانی

"الفتح الربانی" آپ رحمۃ اللہ علیہ کی مجلسوں میں دیے گئے وعظ و خطابات کا عربی زبان میں مجموعہ ہے۔ یہ کتاب زیادہ تفصیل اور ترتیب کے ساتھ مرتب کی گئی ہے، اس کتاب میں شیخ رحمۃ اللہ علیہ کے باسٹھ (62) مواعظ اور متعدد ملفوظات ہیں، یہ مواعظ و ملفوظات شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے شوال 545ھ سے لے کر رجب 546ھ کے دوران مجالس میں بیان فرمائے ہیں، ان میں سے کچھ مختصر ہیں جبکہ کچھ مواعظ و ملفوظات طویل ہیں۔ ان مواعظ و ملفوظات کو شیخ رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ شیخ عقیف الدین مبارک نے قلمبند کیا

¹ - محمد جب اللہ، فتوح الغیب کی شروحات کا تقابلی جائزہ، ص 150، 75، 31، مقالہ برائے ایم فل، منہاج یونیورسٹی لاہور

ہے۔ ان مجالس میں سے گیارہ مجالس عشاء کے وقت اور اکاون مجالس صبح کے وقت منعقد ہوئیں، ان باسٹھ مجالس میں سے تینتالیس (43) مجالس مدرسہ قادریہ، بغداد میں اور انیس (19) مجالس خانقاہ (رباط) میں منعقد ہوئیں۔ ان مواعظ میں شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے اللہ تعالیٰ کی معرفت، اطاعت، شریعت پر عمل پیرا ہونے، اور معاملات کی درستگی پر انتہائی مدلل اور حکیمانہ انداز میں روشنی ڈالی ہے نیز اس میں ایمان، اعمال صالحہ، معاملات اور اخلاقیات پر بہت زور دیا گیا ہے۔ بغداد کے دستور کے مطابق آپ جمعہ، اتوار، پیر اور منگل کو دعوتِ رشد و ہدایت کے لیے وعظ فرمایا کرتے تھے۔¹ ان خطبات و مواعظ نے عوام و خواص کے معاشرتی و سماجی معاملات کی درستگی میں بہت اہم کردار ادا کیا۔

خصوصیات

- عقائد و معاملات اور سماجی تعلقات سے متعلق سامعین کے سوالات کے موثر جواب شامل ہیں۔
- آیاتِ قرآنیہ اور احادیثِ مبارکہ کی روشنی میں تعلیمات دی گئی ہیں۔
- معاملات، حقوق العباد، اور باہمی تعلقات میں شریعت کی پیروی کی ترغیب دی گئی ہے۔

1- صوفی محمد عبدالستار طاہر مسعودی، الفتح الربانی (مترجم)، ص 27

فصل دوم۔۔ عقائد و عبادات

عقائد

عقائد دین اسلام کی بنیاد ہیں، جو انسان کی پوری زندگی پر اثر انداز ہوتے ہیں۔ عقائد اسلامیہ کی درستگی پر ہی انسان کی دنیا و آخرت کی فلاح و کامیابی موقوف ہے۔ عقائد درست ہوں تو اعمال صالحہ مقبول ہوتے ہیں، ورنہ سب محنت ضائع ہو جاتی ہے، چنانچہ ہر نبی اور رسول علیہ السلام نے سب سے پہلے عقائد کی اصلاح کی دعوت دی۔ قرآن مجید نے عقائد کی درستگی کو نیکی قرار دیا ہے۔ ارشادِ باری ہے: "لَيْسَ الْبِرَّ أَنْ تُولُوا وَجُوهَكُمْ قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَلَكِنَّ الْبِرَّ مَنْ آمَنَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالْكِتَابِ وَالنَّبِيِّينَ"¹ نیکی صرف یہی نہیں کہ تم اپنے چہرے مشرق یا مغرب کی طرف کر لو بلکہ نیکی یہ ہے کہ آدمی اللہ پر، یوم آخرت پر، فرشتوں پر، کتاب پر اور نبیوں پر ایمان لائے۔ "نبی کریم ﷺ نے عقائد کی درستگی کو ایمان قرار دیا ہے، چنانچہ آپ ﷺ نے فرمایا: "أَنْ تُوْمِنَ بِاللَّهِ وَمَلَائِكَتِهِ وَكُتُبِهِ وَرُسُلِهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَتُؤْمِنَ بِالْقَدَرِ حَيْثُ وَشَرِيهِ"² "ایمان یہ ہے کہ تو اللہ تعالیٰ پر، اس کے فرشتوں پر، اس کی کتابوں پر، اس کے رسولوں پر، آخرت کے دن پر اور اچھی بُری تقدیر پر ایمان لائے۔" قرآن مجید اور احادیث مبارکہ میں عقائد کی اصلاح پر بہت زور دیا گیا ہے، اسی طرح علماء و صالحین نے ہر دور میں لوگوں کے عقائد کی اصلاح و درستگی کے لیے بہت محنت کی ہے، ان میں سے ایک عظیم شخصیت شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی ہے جنہوں نے اپنی کتب میں اور اپنے مواعظ و مجالس میں لوگوں کو عقائد صحیحہ کی طرف دعوت دی اور لوگوں کے عقائد کی اصلاح کی بھرپور کوشش کی۔

عقیدہ اس پختہ اور غیر متزلزل یقین کو کہتے ہیں جس پر انسان کا دل مطمئن ہو اور جس میں شک و شبہ کی گنجائش نہ ہو، چنانچہ عقائد³ وہ پختہ ایمانیاں ہیں جن پر ایمان لانا ہر مسلمان پر فرض ہے، مثلاً اللہ پر ایمان، فرشتوں پر ایمان، اللہ کی کتابوں پر ایمان، رسولوں پر ایمان، قیامت کے دن پر ایمان اور تقدیر پر ایمان۔ علامہ جرجانی رحمۃ اللہ علیہ نے عقیدہ کی تعریف ان الفاظ میں کی ہے "ما يقصد فيه نفس الاعتقاد دون العمل"⁴ "عقائد سے مراد وہ ایمانیاں جن میں عمل کی ضرورت نہ ہو، صرف دل کا یقین کافی ہو۔"

1- البقرة: 177

2- صحیح مسلم، جلد اول، ج 96، سافت ویز Easy Quran o Hadees

3- عقائد، عقیدہ کی جمع ہے اور لفظ عقیدہ عربی زبان کے لفظ "عقد" سے نکلا ہے، جس کا مطلب ہے باندھنا اور مضبوط گرہ لگانا۔

4- الجرجانی، علی بن محمد بن علی (م: 816ھ)، کتاب التعريفات، ص 196، الناشر: دارالديان للتراث

شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ اور عقائد کی اصلاح

آپ رحمۃ اللہ علیہ اپنے مواعظ اور مجالس میں لوگوں کے عقائد و نظریات کی اصلاح پر بھرپور توجہ دیا کرتے تھے، چنانچہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے مواعظ و ملفوظات جن کو فتوح الغیب اور الفتح الربانی میں جمع کیا گیا ہے، ان کے مطالعہ سے یہ بات واضح ہے کہ آپ نے نہایت جامع انداز میں عقائد کی اصلاح اور تصحیح کا فریضہ انجام دیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی دعوت کا بنیادی مرکز صحیح عقائد کی طرف بلانا اور گمراہیوں سے روکنا تھا کیونکہ عقائد کی اصلاح و درستگی کے بغیر معاملات کی درستگی ممکن نہیں۔ شیخ رحمۃ اللہ علیہ کا انداز نہایت نرم، مدلل اور اصلاحی تھا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے قرآن و حدیث کی روشنی میں تمام عقائد کو تفصیل سے بیان فرمایا، بالخصوص عقیدہ توحید پر زور دیا کیونکہ خدائے واحد پر ایمان انسان کو ہر سماجی برائی سے بچاتا ہے اور معاملات میں کجی سے روکتا ہے۔ فتوح الغیب اور الفتح الربانی میں آپ رحمۃ اللہ علیہ نے درج ذیل عقائد کو نہایت واضح انداز میں بیان کیا ہے۔

- اللہ تعالیٰ کی ذات و صفات پر ایمان
- رسالت اور ختم نبوت پر ایمان
- فرشتوں پر ایمان
- آسمانی کتابوں پر ایمان
- قیامت اور جنت و دوزخ پر ایمان
- تقدیر پر ایمان

اللہ تعالیٰ کی ذات و صفات پر ایمان

شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ اپنی دعوت کا آغاز اللہ تعالیٰ کی توحید اور صفات کے بیان سے کیا کرتے، آپ رحمۃ اللہ علیہ اپنے ہر وعظ کے آغاز میں تین بار "الحمد لله رب العالمین" کہتے، اس سے ایک طرف اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء ہوتی تو دوسری طرف اللہ تعالیٰ کی ذات اور صفتِ ربوبیت کا سب کے سامنے اظہار ہو جاتا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے لوگوں کو بتایا کہ اللہ تعالیٰ کی ذات پر ایمان لانے کا مطلب یہ نہیں ہے کہ بندہ صرف "لا الہ الا اللہ" کہہ لے بلکہ اس دعویٰ توحید کی تصدیق کے لیے گواہوں کا ہونا ضروری ہے اور وہ گواہ تمہارے اعمال ہیں۔¹

شیخ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک بادشاہ حقیقی، ازلی وابدی، نفع و نقصان پہنچانے والا، عطاء کرنے اور روکنے والا، پیدا کرنے اور رزق دینے والا، اول و آخر اور ظاہر و باطن صرف اللہ تعالیٰ کی ذات ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے لوگوں کو اللہ کی صفات کمالیہ پر ایمان

1- الفتح الربانی (مترجم)، مجلس نمبر 2، ص 69

لانے کی دعوت دی اور یہ تعلیم دی کہ اللہ تعالیٰ اپنی صفات میں یکتا اور بے نیاز ہے۔ شیخ رحمۃ اللہ علیہ کی دعوت میں اللہ تعالیٰ کی صفات کے اثبات کے ساتھ ساتھ اس بات کی شدید نفی بھی شامل ہے کہ اللہ تعالیٰ کی صفات کو مخلوق کی صفات کے مشابہ قرار دیا جائے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک اللہ تعالیٰ کی صفات مثلاً علم، قدرت، سمع، بصر، ارادہ، کلام، حیات اور دیگر صفات حق اور قدیم ہیں، ان میں کسی قسم کا نقص یا تشبیہ نہیں، چنانچہ شیخ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنی ذات، صفات اور افعال میں یکتا ہے، نہ اس کا کوئی مثل ہے، نہ کوئی مشابہ اور نہ کوئی ہم سر۔¹ آپ رحمۃ اللہ علیہ قرآن مجید کی اس آیت سے اکثر ذات و صفات باری تعالیٰ کا استدلال کیا کرتے تھے "لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ"²، چنانچہ آپ رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ اپنی صفات میں تو ظاہر ہے لیکن اپنی ذات میں پوشیدہ ہے، اس نے اپنی صفات کے پردے میں ذات کو مخفی کر رکھا ہے اور اپنے افعال کے پردے میں اپنی صفات کو پوشیدہ کر رکھا ہے

3-

فرشتوں پر ایمان

ایمان بالملائکہ عقائد اسلامیہ میں سے ایک اہم عقیدہ ہے، جس کے بغیر کوئی بھی شخص صاحب ایمان نہیں کہلا سکتا ہے۔ فرشتے اللہ تعالیٰ کی پاک مخلوق ہیں، نہ وہ مرد ہیں نہ عورت، اللہ کے احکام کے پابند اور معصوم ہیں۔ شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرشتوں پر ایمان کو عقیدہ اسلام کا ایک لازمی جزو قرار دیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے مطابق فرشتے مختلف صورتیں اختیار کر سکتے ہیں، کبھی فرشتے زاہدوں اور راہبوں کی صورت میں داڑھی سمیت ظاہر ہوتے ہیں، کبھی مردوں کی صورت میں اور کبھی وحشی جانوروں کی صورت میں ظاہر ہوتے ہیں، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو صورتیں بدلنے کا اس طرح اختیار عطا فرمایا ہے جس طرح ہمیں مختلف لباس تبدیل کرنے کا اختیار عطا فرمایا ہے۔⁴

آسمانی کتابوں پر ایمان

اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل کردہ تمام آسمانی کتب اور صحائف پر ایمان رکھنا ہمارے عقائد میں سے ایک اہم عقیدہ ہے نیز قرآن مجید کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے آخری آسمانی کتاب ماننا بھی ضروری ہے۔ شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کا قرآن مجید کے بارے میں نظریہ اور عقیدہ نہایت مضبوط، واضح اور اہل سنت والجماعت کے عقائد پر مبنی ہے، انہوں نے قرآن کو اللہ تعالیٰ کا کلام ازلی وابدی تسلیم کیا، چنانچہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا قرآن مجید کے بارے میں عقیدہ یہ ہے کہ قرآن اللہ تعالیٰ کا غیر مخلوق، ازلی وابدی

1- الفتح الربانی (مترجم)، مجلس نمبر 13، ص 69

2- الشوری: 11

3- شیخ عبد القادر جیلانی، فتوح الغیب (مترجم)، مقالہ نمبر چوتھ (74)، ص 188-189

4- الفتح الربانی (مترجم)، مجلس نمبر 20، ص 172

کلام ہے، آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ قرآن اللہ تعالیٰ کا کلام ہے، جو مخلوق نہیں، بلکہ صفات الہیہ میں سے ایک صفت ہے، چنانچہ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے لوگوں کو مخاطب کر کے فرمایا کہ اے لوگو! قرآن کو مخلوق نہ ٹھہراؤ، اللہ فرماتا ہے کہ یہ میرا کلام ہے اور تم کہتے ہو کہ یہ اللہ کا کلام نہیں ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے امام شافعی اور امام احمد بن حنبل رحمہما اللہ کے بارے میں فرمایا کہ وہ فرماتے ہیں کہ قلم مخلوق ہے مگر جو اس سے لکھا گیا (قرآن) وہ غیر مخلوق ہے، قلب (دل) مخلوق ہے مگر جو اس میں حفظ کیا گیا وہ غیر مخلوق ہے، چنانچہ شیخ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک قرآن کے الفاظ اور معانی سب اللہ کا کلام ہیں اور غیر مخلوق ہیں، ان لوگوں کو شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے ناقص اور رزیل عقل والا کہا ہے جو قرآن کو مخلوق سمجھتے ہیں۔¹ یہ عقیدہ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ اور دیگر سلف صالحین کے موقف کے مطابق ہے، جنہوں نے قرآن کو غیر مخلوق تسلیم کیا۔ شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے قرآن مجید کے بارے میں واضح طور پر اہل سنت والجماعت کے عقیدے کی تائید کی ہے کہ قرآن اللہ تعالیٰ کا غیر مخلوق، ازلی و ابدی کلام ہے۔ شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے قرآنی تعلیمات کو معاشرتی و سماجی کامیابی کی بنیاد قرار دیا۔

رسالت پر ایمان

شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی دعوت میں بنیادی زور عقیدہ توحید اور عقیدہ رسالت پر تھا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے سامعین کو مسلسل یہی دعوت دی کہ ہر بندے کو چاہیے کہ وہ اپنا عقیدہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی تعلیمات کے مطابق درست کرے اور ہر قسم کے شک، بدعت اور غلو سے بچے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی تعلیمات کی روشنی میں نبی ﷺ پر ایمان لانا، ان کی اطاعت کرنا اور ان کے لائے ہوئے دین کو کامل سچائی کے ساتھ قبول کرنا، ایمان کا جزو لازم ہے۔ شیخ رحمۃ اللہ علیہ کے مطابق نبی کریم ﷺ نے اللہ تعالیٰ، انبیاء، ملائکہ، آسمانی کتابوں اور دنیا و آخرت کے بارے میں جو احکامات دیے ہیں، اور جن باتوں سے منع کیا ہے، ان تمام اوامرو نواہی کو دل و جان سے تسلیم کرنا صاحب ایمان کے لیے ضروری ہے۔² آپ رحمۃ اللہ علیہ قرآن مجید کی اس آیت سے استدلال کیا کرتے تھے "وَمَا أُنكُمُ الرُّسُلُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوا"³ اور جو کچھ رسول اللہ ﷺ تمہیں عطا فرمائیں سو اسے لے لیا کرو اور جس سے تمہیں منع فرمائیں سو اس سے رُک جایا کرو۔" شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے واضح کیا کہ نبی کریم ﷺ نے حقوق اللہ کے ساتھ حقوق العباد ادا کر کے ہمارے لئے کامیابی کی راہ متعین فرمادی ہے۔ لہذا سماجی و معاشرتی معاملات میں بہتری لائے بغیر نبی اکرم ﷺ کی پیروی کا دعویٰ درست نہیں۔

1- الفتح الربانی (مترجم)، مجلس نمبر 11، ص 119-120

2- الفتح الربانی (مترجم)، مجلس نمبر 49، ص 312

3- الحشر: 7

آخرت، جنت و دوزخ، قبر اور حشر

شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے اہل ایمان کے لیے دنیا کی زندگی کو عارضی قرار دیا اور دنیا کو قید خانے کے ساتھ مشابہت دی جبکہ یہی دنیا کافروں کے لیے جنت ہے، قبر کی زندگی آخرت کے مراحل میں سے پہلا مرحلہ ہے جو اس میں کامیاب ہو جاتا ہے وہ اگلے مراحل میں بھی کامیاب ہو جاتا ہے اور جنت میں ٹھکانہ اس کا مقدر بن جاتا ہے، چنانچہ آپ فرمایا کرتے کہ اپنی آخرت کو اصل راس المال بنا لو اور اس کے حصول کے لیے اپنے اوقات صرف کرو، اگر آخرت کے حصول سے کچھ وقت بچ جائے تو اسے دنیا کے حصول کے لیے خرچ کرو، اس کا الٹ ہرگز نہ کرو کہ تم اپنا راس المال دنیا کو ہی بنا لو۔¹ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی تعلیمات کے مطابق آخرت کو دنیا پر مقدم کرنے والا، دنیا و آخرت دونوں میں کامیاب ہو جاتا ہے جبکہ اس کے برعکس کرنے والا دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی خسارہ اٹھاتا ہے، ایسے شخص کو شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جاہل قرار دیا ہے جو اپنی ساری توانائیاں دنیا کے حصول کے لیے خرچ کرتا ہے جبکہ عارف شخص اپنی تمام توانائیاں آخرت کے حصول کے لیے صرف کرتا ہے۔² قبر اور قیامت کے بارے میں متوجہ کرنے کے لیے آپ رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے کہ ان پرانی اور خستہ حال قبروں کے بارے میں غور و فکر کیا کرو اور یہ غور کرو کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن ساری مخلوق کو کیسے جمع کر کے اپنے سامنے کھڑا کرے گا؟ آپ رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے کہ اگر تم اس سوچ پر ہمیشگی اختیار کر لو تو تمہاری دل کی سختی جاتی رہے گی اور دل کدورت سے صاف ہو جائے گا۔³ شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے آخرت میں جو ابدی کا تصور پیدا کر کے سماجی و معاشرتی معاملات میں بہتری پر زور دیا۔

خیر و شر پر ایمان

ایمان بالقدر یہ ہے کہ انسان ہر خیر و شر کو اللہ کی مشیت اور علم کے تحت سمجھے۔ شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے خیر و شر کو اللہ تعالیٰ کی تقدیر کا حصہ قرار دیا اور تقدیر پر ایمان کے بارے میں فرمایا کہ مومن امور تقدیر میں چون و چرا نہیں کرتا بلکہ سر تسلیم خم کرتا ہے، چنانچہ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ایک جگہ تقدیر (خیر و شر) کو ایسے درخت کے ساتھ تشبیہ دی ہے جس کی دو شاخیں ہوں، ایک شاخ تو میٹھا پھل دے جبکہ دوسری شاخ کڑوا پھل دے، دوسرے مقام پر آپ رحمۃ اللہ علیہ نے تقدیر کو شاہی قاصد کے ساتھ تشبیہ دی ہے، آپ رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے کہ اے لوگو! تقدیر کی موافقت کرو اور مالک کی رضا پر راضی رہو، تقدیر کی موافقت نے مجھے قادرِ مطلق تک پہنچا دیا ہے۔⁴

1- فوح الغیب (مترجم)، مقالہ نمبر 36، ص 113-114

2- الفتح الربانی (مترجم)، مجلس نمبر 13، ص 131

3- ایضاً، مجلس نمبر 54، ص 342

4- ایضاً، مجلس نمبر 1، ص 57-62

شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے قضا کی دو اقسام کا ذکر کیا ہے، ایک کو قضا معلق اور دوسری کو قضا مبرم کا نام دیا ہے۔ شیخ رحمۃ اللہ علیہ کے مطابق قضا معلق کسی نیک عمل یا دعا کی وجہ سے تبدیل ہو سکتی ہے جبکہ قضا مبرم کسی دعا اور نیک عمل کے ساتھ معلق و موقوف نہیں ہے، اچنانچہ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے حدیث مبارکہ "لَا يَرُدُّ الْقَضَاءُ إِلَّا الدُّعَاءُ"² "قضاء کو صرف دعا ہی بدل سکتی ہے۔" میں قضا کو قضا معلق پر محمول کیا ہے۔

عبادات

اسلام میں عبادات نہ صرف روحانی تربیت کا ذریعہ ہیں بلکہ یہ انسان کو نظم و ضبط، تقویٰ، اور قرب الہی کی طرف لے جاتی ہیں، عبادات انسان کے باطنی اور ظاہری تزکیہ کا بہترین ذریعہ ہیں، نیز عبادات بندے کو رب سے جوڑنے کا ذریعہ ہیں، جبکہ ترک عبادات درحقیقت بندگی سے فرار ہے۔ عبادات کا شمار انسان کی روحانی اور جسمانی زندگی کے اہم ترین حصوں میں ہوتا ہے۔ عبادات وہ عمل ہیں جو انسان اپنے خالق و مالک اللہ تعالیٰ کے ساتھ تعلق مضبوط کرنے، اس کے حکموں پر عمل کرنے، اور اپنی زندگی کو بہتر بنانے کے لئے انجام دیتا ہے۔ قرآن و سنت میں عبادات کو بہت زیادہ اہمیت دی گئی ہے اور ان کے ذریعے ہی انسان کی زندگی کا مقصد اور راستہ روشن ہوتا ہے۔ عبادات کا مقصد صرف روحانی سکون حاصل کرنا نہیں، بلکہ اس کے ذریعے انسان کی زندگی میں ایک مثبت تبدیلی بھی لانا ہے۔

شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی تعلیمات میں عبادات کی اہمیت اور ان کے روحانی فوائد پر خصوصی زور دیا گیا ہے۔ آپ کی کتابوں فتوح الغیب اور الفتح الربانی میں عبادات کی نہ صرف وضاحت کی گئی ہے، بلکہ لوگوں کو ان عبادات کے ذریعے اللہ کی رضا اور قرب حاصل کرنے کی ترغیب بھی دی گئی ہے۔ ان کی تعلیمات میں فرض عبادات جیسے نماز، روزہ، زکوٰۃ اور حج، اور نفلی عبادات جیسے قرآن کی تلاوت، ذکر و اذکار اور صدقہ و خیرات کو بہت زیادہ اہمیت دی گئی ہے۔ شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے مواعظ اور نصائح میں یہ بتایا کہ عبادات انسان کی روحانیت میں اضافہ کرتی ہیں اور اس کی زندگی میں سکون و اطمینان لاتی ہیں۔ آپ کی تعلیمات نے نہ صرف آپ کے وقت کے لوگوں کو متاثر کیا بلکہ آج بھی لاکھوں افراد ان کی تعلیمات سے رہنمائی حاصل کرتے ہیں۔

شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے مواعظ و ملفوظات اور اپنی مجالس میں عبادات جیسے نماز، روزہ، زکوٰۃ، حج اور دیگر اعمالِ صالحہ کی اہمیت اور ان کے آداب پر گہرائی سے روشنی ڈالی ہے، ان کی تعلیمات میں عبادات کو محض ظاہری اعمال نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کے قرب کا انتہائی اہم ذریعہ قرار دیا گیا ہے۔ شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے عبادات کی ادائیگی کو معاملات میں بہتری کا ذریعہ قرار دیا۔

1- فتوح الغیب (مترجم)، مقالہ نمبر 68، ص 178

2- ترمذی، محمد بن عیسیٰ، جامع ترمذی، جلد دوم، ح 9، سافٹ ویئر Easy Quran O Hadees

فرائض و نوافل میں ترتیب

شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی تعلیمات میں فرض عبادات کی اہمیت پر خصوصی زور دیا گیا ہے۔ فرض عبادات انسان کی روحانیت کو بہتر بنانے کے ساتھ ساتھ اس کی دنیاوی زندگی میں بھی بہتری لاتی ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے فرمان کے مطابق ایک مسلمان کو چاہیے کہ وہ سب سے پہلے فرائض و واجبات ادا کرے، اس کے بعد سنتوں اور نوافل و مستحبات میں مشغول ہو۔ اگر فرائض کی ادائیگی سے قبل سنت و نوافل میں مشغول ہو گیا تو وہ مقبول نہ ہوں گے۔ شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے ایک مثال کے ذریعے سمجھانے کی کوشش کی ہے فرمایا کہ ایسے شخص کی مثال اس آدمی کی طرح ہے جسے بادشاہ نے اپنی خدمت کے لیے بلا یا مگر وہ بادشاہ کی خدمت میں حاضر ہونے کی بجائے اس کے کسے غلام کی خدمت میں مشغول ہو گیا۔¹ شیخ رحمۃ اللہ علیہ کی یہ تعلیم ہمیں عبادات میں ترتیب اور فرائض کی اہمیت کو سمجھنے کی ترغیب دیتی ہے۔

فرض عبادات

(نماز، روزہ، زکوٰۃ، حج)

2.1 نماز اور اس کی اہمیت

شیخ رحمۃ اللہ علیہ کی تعلیمات میں فرض عبادات کو بہت اہمیت حاصل ہے، فرض عبادات میں سے ایک نماز بھی ہے، جس کے ذریعے انسان اللہ کا قرب حاصل کر سکتا ہے، نماز انسان کی روح کی غذا ہے اور اس کے ذریعے انسان گناہوں سے پاک ہو جاتا ہے، نماز کے بہت سے جسمانی و روحانی فوائد ہیں، مگر یہ فوائد اسے ملتے ہیں جو نماز پبگناہ اس انداز سے ادا کرے کہ اس کے فرائض و واجبات صحیح طور پر ادا ہوں، رکوع و سجود کامل ہوں اور نماز ظاہری و باطنی آداب سے بھرپور ہو۔

شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک ایک بندہ مومن کو سب سے زیادہ محبوب نماز کے لیے کھڑا ہونا ہے، وہ اپنے گھر میں بیٹھے مؤذن کا انتظار کر رہا ہوتا ہے اور جب اذان سنتا ہے تو اس کا دل جامع مسجد اور دیگر مسجدوں کی طرف اڑنے لگتا ہے۔²

2.2 روزہ اور اس کی اہمیت

فرض عبادات میں سے روزہ نہ صرف ایک جسمانی عبادت ہے بلکہ یہ روحانیت کے لحاظ سے بھی بہت اہمیت رکھتا ہے، روزہ انسان کے نفس کو قابو میں رکھتا ہے اور انسان کے دل میں اللہ کی محبت اور خوف بڑھاتا ہے، روزہ نہ صرف جسمانی عبادت بلکہ روحانی

1- فتوح الغیب (مترجم)، مقالہ نمبر 48، ص 141-142

2- الفتح الربانی (مترجم)، ص 433

صفائی کا ذریعہ بھی ہے، روزہ تزکیہ نفس اور قرب الہی کا بہترین ذریعہ ہے۔ شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے مطابق سارا دن روزہ رکھ کر شام کو حرام مال سے روزہ افطار کرنے کا کوئی فائدہ نہیں ہے، اسی طرح دن کو روزہ رکھنا اور رات کو گناہوں میں ملوث ہونا، ایسے روزے کا بھی کوئی فائدہ نہیں ہے، بلکہ ایسا روزے دار ماہ رمضان کی بے توقیری کر کے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں ذلیل و رسوا ہو جاتا ہے۔ شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے واضح کیا کہ روزہ میں گناہوں سے بچنا انسان کو روزمرہ معاملات میں گناہوں سے بچانے کی تربیت کرتا ہے۔

2.3 زکوٰۃ اور اس کی اہمیت

زکوٰۃ اسلام کے پانچ ارکان اسلام میں سے ایک اہم رکن ہے، زکوٰۃ نہ صرف ایک مالی فریضہ ہے بلکہ روحانی بالیدگی اور اللہ کی رضا کے حصول کا ایک ذریعہ بھی ہے۔ زکوٰۃ کو سماجی انصاف اور روحانی پاکیزگی کا ذریعہ قرار دیا گیا ہے۔ زکوٰۃ کے ذریعے مال کی محبت کم ہوتی ہے اور اس کی ادائیگی سماج میں محبت کے فروغ میں اہم کردار ادا کرتی ہے۔

2.4 حج اور اس کی اہمیت

فرض عبادات میں سے حج کو ایمان کا اہم رکن اور بندے کی روحانی تکمیل کا ذریعہ قرار دیا گیا ہے حج ظاہری و باطنی طہارت کا بہترین ذریعہ ہے، حج اللہ کی طرف ایک روحانی سفر ہے، جس میں دل دنیا کی آلائشوں سے پاک ہوتا ہے، حج میں صرف ظاہری طور پر خانہ کعبہ کا طواف ہی کافی نہیں، بلکہ دل کو اللہ کے قرب سے آشنا کرنا اصل مقصد ہے، حج صرف جسمانی حرکات کا نام نہیں بلکہ دل کی حاضری اور روح کے خضوع کا نام ہے، حج کے دوران صبر، شکر، اخلاص اور توکل جیسی صفات کو اختیار کرنا، حج کو مقبول بنانے کا ذریعہ ہیں۔

مختصر یہ کہ شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک فرائض کی ادائیگی بغیر کسی تکلف کے کرنی چاہیے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک ایک متقی اور منافق کی عبادات میں یہی فرق ہے کہ منافق عبادات کو تکلف و بناوٹ سے بجالاتا ہے جبکہ صاحب تقویٰ بغیر کسی بناوٹ کے عبادت کرتا ہے، اس لیے کہ عبادت اس کی گھٹی میں شامل ہو چکی ہوتی ہے۔ شیخ رحمۃ اللہ علیہ منافقین کو مخاطب ہو کر فرماتے ہیں کہ تمہاری نماز، تمہارے روزے، تمہاری زکوٰۃ، تمہارے صدقے اور تمہارا حج خلقت کے لیے ہے، خالق کے لیے نہیں ہے۔ اگر تم اس تصنع، ریاکاری اور بناوٹ کا تدارک نہیں کرتے اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں توبہ نہیں کرتے تو تمہارے یہ سارے اعمال بیکار ہیں۔¹

1- الفتح الربانی (مترجم)، مجلس نمبر 10، ص 109

نفلی عبادات کی ترغیب

نفلی عبادات میں نفل نمازیں، نفل روزے، صدقات و خیرات، تلاوت قرآن اور ذکر و اذکار وغیرہ جیسی مختلف عبادات شامل ہیں۔ شیخ رحمۃ اللہ علیہ کی تعلیمات میں نفلی عبادات کو فرض عبادات کے بعد روحانی ترقی کا زینہ اور قرب الہی کا بہترین ذریعہ قرار دیا گیا ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے مواعظ و ملفوظات میں لوگوں کو قرآن کی تلاوت، ذکر و اذکار، صدقہ و خیرات اور نوافل کی ادائیگی کی طرف دعوت دی ہے۔

قرآن مجید کی تلاوت کرنے اور موت کو کثرت سے یاد کرنے سے دل کا زنگ دور ہوتا ہے اور انسان کا دل چمک اٹھتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ سے پوچھا گیا کہ دل کا زنگ کیسے اترتا ہے تو آپ ﷺ نے فرمایا "كَثْرَةُ ذِكْرِ الْمَوْتِ وَتِلَاوَةُ الْقُرْآنِ" ¹ موت کو کثرت سے یاد کرنے اور قرآن کریم کی تلاوت میں مشغول رہنے سے دل کو صفائی حاصل ہو جاتی ہے۔ اس حدیث مبارکہ کی روشنی میں شیخ رحمۃ اللہ علیہ لوگوں سے خطاب کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ اے لوگو! رسول اللہ ﷺ کے فرمان پر عمل کرو اور جو دو آپ ﷺ نے تجویز فرمائی ہے اس کے ذریعے دلوں کے زنگ کو دور کر کے انہیں چمکاؤ۔ ²

ذکر و اذکار اور دعا کی تلقین اور فوائد بیان کرتے ہوئے آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا کہ جو انسان ذکر خدا میں مشغول ہونے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ سے سوال نہ کر سکے، اللہ تعالیٰ اسے سوال کرنے والوں سے زیادہ عطا فرماتا ہے۔ ³ شیخ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ خیال اور نظریہ غلط ہے کہ میں دعا نہیں مانگوں گا، اس لیے کہ جو میرے نصیب میں ہو گا وہ مجھے مل ہی جائے گا اور جو میرے نصیب میں نہیں ہے، وہ مجھے مانگنے سے بھی نہیں ملے گا۔ شیخ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ تمہارا کام ہے پوری توجہ، اخلاص اور لہیت کے ساتھ دعا مانگنا، تم اس سے سوال کرو جو تمہارے جی میں آئے بشرطیکہ وہ حرام اور خلاف مصلحت نہ ہو، اگر وہ دعا تمہارے حق میں بہتر ہوئی تو اللہ تعالیٰ اسے قبول فرمائیں گے اور اگر تمہارے حق میں بظاہر بہتر نہ ہوئی تو اللہ تعالیٰ اسے تمہارے لیے ذخیرہ فرمادیں گے۔ ⁴ شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے دعا کی ترغیب دینے کے لیے قرآن مجید کی ایک آیت اور رسول اللہ ﷺ کے فرامین میں سے ایک حدیث سے استدلال کیا ہے اور وہ یہ ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے "ادْعُونِي أَسْتَجِبْ لَكُمْ" ⁵ تم لوگ مجھ سے دعا کیا کرو میں ضرور قبول کروں گا۔ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا "ادْعُوا اللَّهَ وَأَنْتُمْ مُوقِنُونَ بِالْإِجَابَةِ وَعَلَّمُوا

1- مشکوٰۃ شریف، جلد دوم، ح 678، سافٹ ویئر Easy Quran O Hadees

2- الفتح الربانی (مترجم)، مجلس نمبر 23، ص 186

3- الفتح الربانی (مترجم)، مجلس نمبر 47، ص 293

4- فتوح الغیب (مترجم)، مقالہ نمبر 66، ص 173-174

5- غافر: 60

أَنَّ اللَّهَ لَا يَسْتَجِيبُ دُعَاءَ مَنْ قَلْبٍ غَافِلٍ لَاهٍ¹ "اللہ تعالیٰ سے قبولیت کے یقین کے ساتھ دعا مانگا کرو۔ اور جان لو کہ اللہ تعالیٰ غافل اور لہو و لعب میں مشغول دل کی دعا قبول نہیں فرماتے۔"

فصل سوم۔۔۔ معاملات، اخلاق اور معاشرت

معاملات کا مفہوم اور اسلام میں اہمیت

اسلام ایک کامل اور جامع دین ہے جو محض عبادات تک محدود نہیں، بلکہ زندگی کے ہر پہلو کو اپنی تعلیمات میں سموائے ہوئے ہے۔ ان پہلوؤں میں سے ایک انتہائی اہم اور بنیادی پہلو "معاملات" کا ہے۔ معاملات سے مراد وہ تعلقات اور برتاؤ ہیں جو انسان اپنے گرد و پیش کے افراد کے ساتھ روزمرہ زندگی میں اختیار کرتا ہے، خواہ وہ تعلقات تجارتی ہوں، معاشرتی ہوں یا خاندانی۔ قرآن مجید اور سنت نبوی ﷺ میں معاملات کی درستگی کو اعلیٰ درجے کی دینی اہمیت حاصل ہے۔ معاملات کا تعلق اپنے خاندان کے افراد کے ساتھ ہو یا معاشرے میں موجود دیگر افراد کے ساتھ ہو، ہر قسم کے معاملات میں حسن سلوک اور اچھے برتاؤ کی تلقین کی گئی ہے۔ قرآن مجید اور احادیث مبارکہ میں امانت، صداقت، ایفائے عہد، عدل و انصاف، انفاق، نرمی، اور حسن سلوک جیسے معاملات کی بار بار تلقین کی گئی ہے۔

شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے فتوح الغیب اور الفتح الربانی میں مختلف مقامات پر اپنے ملفوظات اور مواظبات میں اپنے سامعین کو معاملات کی بہتری اور اصلاح کی طرف بھرپور توجہ دلائی ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں عبادات اور روحانی مجاہدے کے ساتھ ساتھ اخلاقی تربیت، مالی معاملات میں دیانت داری، اور سماجی رویوں کی اصلاح بھی ضروری ہے۔ آنے والی سطور میں شیخ رحمۃ اللہ علیہ کی معاملات کے بارے میں کچھ تعلیمات کو ذکر کیا جائے گا، جس سے یہ معلوم ہو گا کہ شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے کیسے اپنے سامعین کو معاملات کی بہتری اور اصلاح کے لیے ترغیب دی ہے۔

مخلوق کے ساتھ معاملات میں شرعی حدود کا خیال رکھنا

شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے مخاطبین کو بتایا کہ دوسروں کی مدد کرنا، اچھے اخلاق سے پیش آنا، فتنہ و فساد ختم کرنے کا اہم ذریعہ ہے۔ شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے بتایا کہ دوسروں کے ساتھ معاملات کیسے قائم رکھے جاسکتے ہیں؟ چنانچہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی تعلیمات میں یہ بات نمایاں ہے کہ انسان کا ہر عمل شرعی حدود کے اندر اور رب تعالیٰ کی رضا کے لیے ہونا چاہیے، چنانچہ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ خلقت کے ساتھ معاملات اور میل ملاپ اگر شرعی حدود کے اندر اور رب کی رضا کے مطابق ہو تو وہ مبارک ہے، نیک ہے اور اگر شرعی حدود پھیلاؤں کر اور رب کی رضا کے خلاف مخلوق کے ساتھ میل ملاپ ہو تو اس میں کچھ بھلائی اور نیکی نہیں ہے اور ایسے لوگوں کی کچھ قدر و منزلت نہیں ہے۔¹

1- الفتح الربانی (مترجم)، مجلس نمبر 4، ص 84

معاملات میں رسول اللہ ﷺ کی پیروی

شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے قرآنی تعلیمات کی روشنی میں رسول اکرم ﷺ کو زندگی کے ہر میدان میں کامل نمونہ قرار دیا، آپ کے نزدیک ایک سچا داعی وہی ہو سکتا ہے جو سیرت نبوی ﷺ کی روشنی میں اپنے معاملات درست کرے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ تم اپنے معاملات میں رسول اللہ ﷺ کی پیروی کرو۔ آپ ﷺ نے جو کرنے کا حکم دیا ہے، وہ کیے جاؤ اور جس سے آپ ﷺ نے روک دیا ہے، اس سے باز رہو، یہاں تک کہ مالک حقیقی تمہیں اپنی طرف آنے کے لیے پیغام بھجوائے یعنی جب تک تم زندہ ہو تم اپنے معاملات میں رسول اللہ ﷺ کی پیروی کرتے رہو۔¹

معاملات میں شیخ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک "الاقرب فالاقرب" کا اصول

شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے اصلاح معاشرہ کی بنیاد فرد اور اس کے قریبی حلقے سے رکھی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی تعلیمات میں گھر والوں سے حسن سلوک، بیوی بچوں کے حقوق کی ادائیگی اور ہمسایوں کے ساتھ شفقت و خیر خواہی کی ترغیب دی گئی ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک ایک شخص اُس وقت مخلص داعی بن سکتا ہے جب اس کے اپنے معاملات شفاف ہوں اور قریبی لوگ اس کے حسن سلوک کے گواہ ہوں۔ شیخ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک ایسا شخص کم عقل اور ایمان میں کمزور ہے جو خود تو پیٹ بھر کے کھائے مگر اس کے گھر والے اور اس کے پڑوسی بھوکے رہیں یا حالت فقر میں رہیں۔ شیخ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ کیسی عجیب بات ہے کہ تمہارے پاس کھانے کی کثرت ہے اور تمہارے دروازے سے کوئی سائل خالی لوٹ جائے۔²

امیر و فقیر کے ساتھ یکساں معاملات

آپ رحمۃ اللہ علیہ کی تعلیمات میں مساوات کی ترغیب دی گئی ہے اور طبقاتی تقسیم کی نفی کی گئی ہے، چنانچہ امیر ہو یا فقیر، ہر فرد کے ساتھ معاملات میں آپ رحمۃ اللہ علیہ نے یکساں سلوک رکھنے کی تعلیم دی ہے، چنانچہ آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اگر تو نے فقیر اور غنی کے ساتھ الگ الگ سلوک رکھا تو تم فلاح نہیں پاسکتے، اگر دنیا و آخرت میں کامیابی چاہتے ہو تو دونوں کے ساتھ ایک جیسا سلوک کرو۔³

1- ایضاً: مجلس نمبر 11، ص 118

2- ایضاً: مجلس نمبر 18، ص 159-160

3- ایضاً: مجلس نمبر 14، ص 138

معاملات میں ریا، نفاق اور خود پسندی کا عمل دخل

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تعلیمات میں واضح کیا کہ ریاکاری، نفاق اور خود پسندی نہ صرف باطنی بیماریاں ہیں بلکہ دعوتی جدوجہد کو بھی نقصان پہنچاتی ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اخلاص کو ہر عمل کی جان قرار دیا اور اپنے شاگردوں اور سامعین کو بار بار تنبیہ کی کہ وہ لوگوں کو دکھانے کے لیے نیکی نہ کریں بلکہ صرف رضائے الہی کے حصول کو اپنا مقصد بنائیں، چنانچہ آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اگر تو کوئی عمل کرے اور تجھے اس عمل کے کرنے سے حلاوت حاصل نہیں ہوتی تو تجھے جان لینا چاہیے کہ تو عامل نہیں ہے، تیرے عمل میں کوئی خلل ہے جو حجاب بن گیا ہے، وہ خلل ریا، نفاق اور خود پسندی ہے، لہذا اپنے عمل میں اخلاص کو لازم پکڑ۔¹

مذکورہ بالا نکات کے علاوہ شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے معاملات میں بہتری کے لیے غریبوں کی مدد، دوسروں سے اچھے اخلاق سے پیش آنا اور لین دین میں ایقائے عہد وغیرہ کو لازمی قرار دیا ہے اور جھوٹی قسم، غیبت، شہوت اور جھوٹ وغیرہ سے اجتناب کو معاملات کی بہتری کے لیے اہم قرار دیا ہے۔ مختصر یہ کہ انسان کے ظاہری اعضاء مخلوق خدا کے ساتھ معاملات کی بہتری کے لیے مصروف رہیں اور انسان کا دل ہر وقت اپنے خالق و مالک کے لیے خالی رہے تو ایسا انسان کامیاب و کامران شمار ہوتا ہے۔

اخلاق

اسلامی تعلیمات میں اخلاق کو بنیادی حیثیت حاصل ہے۔ دین اسلام محض عبادات تک محدود نہیں، بلکہ اخلاق حسنہ کے ذریعے ایک صالح معاشرہ کی تشکیل بھی دین اسلام کا اہم مقصد ہے۔ اخلاق اسلامی انسان کی روحانی اور معاشرتی زندگی کا بنیادی ستون ہیں، اخلاق، دراصل انسانی کردار اور باطن کی وہ کیفیت ہے جو اس کے ظاہر میں اعمال و اقوال کے ذریعے جھلکتی ہے۔

اخلاق کی اقسام

اخلاق کی بنیادی طور پر دو اقسام ہیں، اچھے اخلاق اور بُرے اخلاق، انھیں اخلاقِ حسنہ اور سیئہ سے بھی تعبیر کیا جاتا ہے، ان کی مختصر وضاحت درج ذیل ہے:

- 1 اخلاقِ حسنہ: وہ خوبیاں جن کو اپنانے سے انسان کو روحانی بلندی، معاشرتی عزت اور اللہ کی رضا نصیب ہوتی ہے، جیسے صدق، صبر، شکر، توکل، خوش اخلاقی، وغیرہ۔
- 2 اخلاقِ سیئہ: وہ خرابیاں جو انسان کو گناہوں، معاشرتی بگاڑ اور روحانی زوال کی طرف لے جاتی ہیں، جیسے جھوٹ، غیبت، حسد، تکبر، وغیرہ۔

قرآن مجید میں رسول اللہ ﷺ کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے "وَإِنَّكَ لَعَلَىٰ خُلُقِي عَظِيمٍ" ¹ اور یقیناً تم اخلاق کے اعلیٰ درجے پر ہو۔ "نبی کریم ﷺ نے اپنی بعثت کے مقاصد میں سے ایک اہم مقصد اچھے اخلاق کی تکمیل بیان فرمایا ہے: "بُعِثْتُ لِأَتَمِّمَ مَكَارِمَ الْأَخْلَاقِ" ² میں اچھے اخلاق کی تکمیل کے لئے دنیا میں بھیجا گیا ہوں۔ "حضرت انس رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کے اخلاق کے بارے میں فرماتے ہیں کہ "كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحْسَنَ النَّاسِ خُلُقًا" ³ "رسول اللہ ﷺ لوگوں میں سب سے اچھے اخلاق والے تھے۔" اسلامی تعلیمات کی روشنی میں اچھے اخلاق کے مالک کو ایمان کے اعتبار سے کامل قرار دیا گیا ہے، چنانچہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ "أَكْمَلُ الْمُؤْمِنِينَ إِيمَانًا أَحْسَنُهُمْ خُلُقًا" ⁴ "مسلمانوں میں ایمان کے اعتبار سے سب سے کامل شخص ان میں بہترین اخلاق والا ہے۔" اخلاق کی اسی اہمیت کے پیش نظر ہر دور کے داعیان نے لوگوں کو اخلاقِ حسنہ سے مزین ہونے اور اخلاقِ سیئہ سے اپنے آپ کو بچانے کی ترغیب دی ہے۔ شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی دعوت کا مرکز و محور یہ موضوع بھی رہا ہے۔

شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ اور اخلاقِ حسنہ کی دعوت

شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے اخلاقِ حسنہ کو اصلاحِ باطن اور کامیاب زندگی کے لیے لازمی قرار دیا۔ ان کی مجالس مواعظ میں جہاں علم، تزکیہ اور روحانیت کی بات ہوتی، وہیں اخلاقی تربیت بھی ان کا خاص میدان تھا۔ شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتب فتوح الغیب اور الفتح الربانی میں اخلاقی تربیت کو مرکزی حیثیت دی ہے۔ ان کی تعلیمات میں خوش اخلاقی، صدق، تواضع، توکل،

1- القلم: 4

2- التبریزی، محمد الخطیب، مکتوٰۃ شریف، جلد چہارم، ح 1018، سافٹ ویئر Easy Quran o Hadees

3- صحیح مسلم، جلد اول، ح 1495، سافٹ ویئر Easy Quran o Hadees

4- ابوداؤد، سلیمان بن الاشعث، سنن ابوداؤد، جلد سوم، ح 1278، سافٹ ویئر Easy Quran o Hadees

صبر و شکر، عفو و درگزر، اور اخلاص جیسے اوصاف پر زور دیا گیا ہے۔ یہ اوصاف نہ صرف فرد کی اصلاح کا ذریعہ ہیں بلکہ ایک مثالی اسلامی معاشرے کی تشکیل میں بھی کلیدی کردار ادا کرتے ہیں۔ شیخ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک وہ مسلمان جو اخلاق میں بلند ہوتا ہے، وہ عبادات میں بھی مکمل ہوتا ہے۔ آپ کی تعلیمات میں جھوٹ، غیبت، حسد، تہمت، تکبر اور چغلی جیسی سماجی برائیوں اور اخلاقی عیوب سے اجتناب کی ترغیب دی گئی ہے۔

شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی تعلیمات میں سے درج ذیل اخلاقی پہلو نمایاں ہیں:

1 **خوش اخلاقی:** خوش اخلاقی معاشرے سے شرانگیزی اور فتنہ و فساد کو ختم کرنے اور اچھے انسانی تعلقات کی بنیاد ہے، اس سے سماجی تعلقات میں بہتری آتی ہے۔ شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے خوش اخلاقی کو جو اس مردی کی شان قرار دیا ہے، چنانچہ آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مخلوق کے ساتھ خوش اخلاقی سے پیش آنا جو اس مردی کی شان ہے۔¹

2 **صدق:** شیخ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک صدق نہ صرف زبان کی سچائی ہے، بلکہ دل و نیت کی پاکیزگی بھی اسی میں شامل ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ اپنے مواعظ میں صدق کو اپنے لیے لازم کرنے کی بار بار تاکید کرتے ہیں اور صدق کے معاملے ہر قسم کی مصلحت کو ترک کرنے کی ترغیب دیتے ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک خرید و فروخت میں بھی صدق سے کام لینا چاہیے اور اپنی اشیاء کو بیچنے کے لیے ہرگز جھوٹ کا سہارا نہیں لینا چاہیے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ بعض مقامات پر سخت الفاظ میں جھوٹوں کو خطاب کرتے ہوئے سچ بولنے کی تاکید کیا کرتے تھے اور یوں فرمایا کرتے کہ اے جھوٹو! سچ بولو۔²

3 **صبر و شکر:** شیخ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک جو انسان نیکیوں کی سختیوں پر اور دین دشمنوں کی دل آزاریوں پر صبر کا دامن نہیں چھوڑتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے اس دنیا میں بھی اجر عطا فرماتے ہیں اور کل قیامت میں بھی اسے پورا پورا اجر دیا جائے گا، چنانچہ شیخ رحمۃ اللہ علیہ اس آیت سے استدلال فرمایا کرتے تھے "إِنَّمَا يُؤْتِي الصَّابِرُونَ أَجْرَهُمْ بِغَيْرِ حِسَابٍ"³ بلاشبہ صبر کرنے والوں کو ان کا اجر بے حساب انداز سے پورا دیا جائے گا۔ ایک اور مقام آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ تم یا تو بلاؤں میں ہو گے یا نعمتوں میں ہو گے، اگر تم آزمائش اور بلا میں ہو تو تم سے نصبر کا مطالبہ کیا جاتا ہے یعنی صبر کرنے کی کوشش کا مطالبہ کیا جاتا ہے اور یہ نصبر، صبر سے ادنیٰ درجہ ہے اور صبر یعنی بغیر کسی کوشش کے صبر کرنا، یہ اعلیٰ درجہ ہے، صبر کے بعد رضا و فنا کا درجہ ہے، اور اگر تم نعمتوں میں ہو تو تم سے شکر کا مطالبہ کیا جاتا ہے اور یہ شکر زبان، دل اور اعضاء کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا اظہار کرنا ہے۔⁴

1- الفتح الربانی (مترجم)، مجلس نمبر 4، ص 87

2- ایضاً: مجلس نمبر 22، ص 183

3- الزمر: 10

4- فتوح الغیب (مترجم)، مقالہ نمبر 59، ص 161 تا 163

4 **توکل:** شیخ رحمۃ اللہ علیہ کی تعلیمات میں توکل محض زبانی دعویٰ نہیں، بلکہ اپنے آپ کو عملاً اللہ تعالیٰ کے سپرد کرنے کا نام ہے۔ شیخ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک حقیقی توکل یہ ہے کہ بندہ خلقت پر اور اپنے کسب پر بالکل اعتماد نہ کرے بلکہ صرف اللہ تعالیٰ کی ذات پر توکل و اعتماد کرے یعنی بندہ یہ کامل یقین رکھے کہ رازق وہی ہے، مسبب وہی ہے اور حقیقی معطی بھی وہی ہے، کبھی وہ کسی واسطے کے ذریعے تم تک اپنی نعمتیں پہنچاتا ہے اور کبھی بلا واسطہ اپنی نعمتیں تم تک پہنچاتا ہے۔¹ شیخ رحمۃ اللہ علیہ عموماً اس آیت کریمہ سے استدلال کیا کرتے تھے کہ "وَمَنْ يَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ فَهُوَ حَسْبُهُ"² اور جو شخص اللہ پر توکل کرتا ہے تو وہ (اللہ) اسے کافی ہے۔

شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ اور اخلاق سیئہ سے اجتناب کی تعلیمات

شیخ رحمۃ اللہ علیہ اخلاق سیئہ کو روحانی بیماری تصور کرتے تھے۔ ان کے نزدیک برے اخلاق انسان کے نور ایمان کو کمزور کر دیتے ہیں۔ فتوح الغیب اور الفتح الربانی میں شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے درج ذیل اخلاقی خرابیوں سے بچنے کی خصوصی طور پر تلقین کی ہے:

1 **غیبت:** یہ ایک خطرناک سماجی مرض ہے، جس سے شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے حتی الامکان اجتناب کا حکم دیا ہے۔ شیخ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک غیبت نیکیوں کے لیے نقصان دہ ہے، بلکہ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ایک تشبیہ دے کر غیبت کے نقصان کو سمجھانے کی کوشش کی ہے، چنانچہ آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ غیبت نیکیوں کو اس طرح کھاجاتی ہے جس طرح آگ لکڑیوں کو کھاجاتی ہے۔ ایسا شخص جو غیبت کو چھوڑ دیتا ہے، شیخ رحمۃ اللہ علیہ کے مطابق اس کے نصیب میں فلاح و نجات ہے اور جو غیبت میں مشہور ہو جائے وہ لوگوں کی نظروں سے گر جاتا ہے۔³

2 **جھوٹ:** شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے ہر حال میں صدق پر قائم رہنے اور جھوٹ سے بچنے کی تلقین کی ہے۔ جھوٹ بول کر اپنا مال بچنا کسی طور پر جائز نہیں ہے۔ شیخ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک جھوٹ بول کر یا جھوٹی قسم کھا کر اپنا مال بچنے سے مال اور دین کی برکت ختم ہو جاتی ہے، دین کا نقصان ہوتا ہے اور دین کا نقصان ہی اصل نقصان ہے اور ایسا کرنے سے بستے ہوئے گھرویران ہو جاتے ہیں۔ شیخ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ تجھ پر افسوس ہے کہ تو جھوٹی قسمیں اٹھاتا ہے کہ میرے مال جیسا مال پورے شہر میں نہیں ہے اور نہ ہی کسی اور کے پاس ایسا مال موجود ہے اور تو قسمیں اٹھا کے کہتا ہے کہ میرا مال اتنی اتنی قیمت کا ہے اور مجھے اتنے میں پڑا ہے حالانکہ ان تمام باتوں میں تم جھوٹے ہو اور خدا کی قسم کھا کر کہتے ہو کہ میں سچا ہوں۔ شیخ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اگر تو نے

1- ایضاً: مقالہ نمبر 16، ص 58 تا 60

2- الطلاق: 3

3- الفتح الربانی (مترجم)، مجلس نمبر 12، ص 125

اپنی روش نہ بدلی اور جھوٹ سے توبہ نہ کی تو عنقریب تجھ پر مصیبت آئے گی اور تو اندھا اور اپانچ ہو جائے گا، لہذا اللہ کے حضور بادب رہو۔¹

3 تکبر: شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تعلیمات میں مختلف طریقوں سے لوگوں کو اپنی حقیقت کو سمجھنے کی تلقین کی ہے، کیونکہ جو انسان اپنی اصلیت اور حقیقت کو سمجھ جاتا ہے وہ غرور و تکبر نہیں کرتا بلکہ عاجزی کا پیکر بن جاتا ہے۔ شیخ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اے انسان! تو غور کر کہ تو کون ہے، کیا شے ہے اور تجھے کس چیز سے پیدا کیا گیا ہے؟ غرور و فکر کر اور تکبر نہ کر۔ تکبر تو وہ کرتا ہے جو جاہل ہو اور اللہ تعالیٰ، اس کے رسولوں اور اس کے نیک بندوں سے ناواقف ہو۔ شیخ رحمۃ اللہ علیہ کے مطابق غرور و تکبر کر کے بلندی کی تمنا کرنا کم عقلی ہے اس لیے کہ اللہ تعالیٰ بلندی اور عروج اسے عطا کرتا ہے جو اس کے سامنے جھک جاتا ہے اور عاجزی اختیار کرتا ہے۔² شیخ رحمۃ اللہ علیہ رسول اللہ ﷺ کے اس فرمان سے استدلال کرتے ہیں کہ "وَمَا تَوَاضَعُ أَحَدٌ لِلَّهِ إِلَّا رَفَعَهُ اللَّهُ"³ اور جو آدمی بھی اللہ کے لئے عاجزی اختیار کرتا ہے اللہ اس کا درجہ بلند فرما دیتا ہے۔"

4 حسد: کسی کے پاس نعمتوں کو دیکھ کر اس آدمی سے نعمتوں کے زوال کی خواہش کرنا حسد کہلاتا ہے، عموماً جب انسان کسی دوسرے انسان کے پاس کھانے پینے، لباس، بیوی، مکان اور مال و دولت وغیرہ کی صورت میں نعمتیں دیکھتا ہے تو وہ حسد میں مبتلا ہو جاتا ہے حالانکہ اسے ان نعمتوں کو دیکھ کر رشک کرنا چاہیے کیونکہ وہ نعمتیں اللہ تعالیٰ نے اسے دی ہیں اور اللہ تعالیٰ اس بات پہ قادر ہے کہ وہی نعمتیں اسے بھی دے دے۔ حاسد یہ بھول جاتا ہے کہ یہ تقسیم اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے کہ وہ کسی کو نعمتیں دے کے آزماتا ہے اور کسی سے نعمتیں لے کے آزماتا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے "نَحْنُ قَسَمْنَا بَيْنَهُمْ مَعِيشَتَهُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا"⁴ دنیوی زندگی میں ان کی روزی کے ذرائع بھی ہم نے ہی ان کے درمیان تقسیم کر رکھے ہیں۔" شیخ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جب نعمتیں تقسیم کرنے والی ذات اللہ تعالیٰ کی ہے تو پھر کسی انسان سے حسد کرنے کا کوئی جواز نہیں رہتا ہے، حالانکہ میں دیکھتا ہوں کہ تم اپنے ہمسائے سے نعمتوں کی وجہ سے حسد کرتے ہو۔ شیخ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حسد ایمان کو کمزور بنا دیتا ہے، مولیٰ کی نظروں سے حسد بندے کو گرا دیتا ہے اور حسد اللہ تعالیٰ کو غیظ میں لاتا ہے۔⁵ شیخ رحمۃ اللہ علیہ نبی کریم ﷺ کی اس حدیث مبارکہ سے استدلال کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا "حسد سے بچتے رہو کیونکہ حسد نیکوں کو اس طرح کھا جاتا ہے جیسے آگ سوکھی کٹریوں کو کھا جاتی ہے یا فرمایا کہ سوکھی گھاس کو کھا لیتی ہے۔"⁶

1- ایضاً: ص 125-126

2- ایضاً: مجلس نمبر 56، ص 360

3- صحیح مسلم، جلد سوم، ح 2091، سافٹ ویئر Easy Quran o Hadees

4. الزخرف: 32

5- فتوح الغیب (مترجم)، مقالہ نمبر 37، ص 119

6- سنن ابوداؤد، جلد سوم، ح 1498، سافٹ ویئر Easy Quran o Hadees

معاشرت

دین اسلام مکمل ضابطہ حیات ہے، جو انسان کی انفرادی اور اجتماعی زندگی کے تمام پہلوؤں کا احاطہ کرتا ہے۔ اسلام میں معاشرت کو بہت اہمیت حاصل ہے۔ معاشرت کا تعلق افراد کے باہمی تعلقات، سلوک اور برتاؤ سے ہے۔ حُسن معاشرت نہ صرف فرد کی شخصیت کو نکھارتا ہے بلکہ ایک پر امن اور متوازن معاشرے کی تشکیل میں بھی کلیدی کردار ادا کرتا ہے۔ معاشرت کی ابتداء کسی بھی انسان کے اپنے گھر سے ہوتی ہے، اس کے بعد دیگر افراد معاشرہ اس میں شامل ہوتے ہیں۔

حُسن معاشرت کے لیے کسی بھی انسان کے قول و عمل میں حُسن پایا جانا ضروری ہے۔ قرآن و حدیث میں ہمیں اچھے قول و عمل کی تلقین کی گئی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے "وَقُولُوا لِلنَّاسِ حُسْنًا" ¹ "اور عام لوگوں سے (نرمی اور خوش خلقی کے ساتھ) نیکی کی بات کہنا۔" نبی کریم ﷺ نے فرمایا "خَيْرُكُمْ خَيْرُكُمْ لِأَهْلِهِ وَأَنَا خَيْرُكُمْ لِأَهْلِي" ² "تم میں سے بہترین لوگ وہ ہیں جو اپنے گھر والوں کے لئے بہترین ہیں اور میں تم میں سب سے زیادہ اپنے گھر والوں سے اچھا برتاؤ کرنے والا ہوں۔"

شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی دعوت و تبلیغ کے موضوعات میں سے ایک اہم موضوع معاشرت بھی ہے۔ شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے اچھے سماج کی تشکیل کے لئے معاشرتی معاملات میں بہتری کو ضروری قرار دیا۔ فتوح الغیب اور الفتح الربانی میں آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے مواعظ اور مجالس میں معاشرت کے موضوعات کو بیان کیا ہے، ان میں سے چند ایک درج ذیل ہیں:

1. بُری صحبت سے اجتناب اور اچھے لوگوں کی صحبت اختیار کرنا

معاشرے میں موجود افراد میں سے جن کے ساتھ انسان وقت گزارتا ہے، ان کی صحبت کا گہرا اثر اس کے اخلاق، عقائد اور رویے پر پڑتا ہے۔ شیخ رحمۃ اللہ علیہ کی تعلیمات میں بار بار اس بات پر زور دیا گیا ہے کہ انسان کو بری صحبت سے بچنا چاہیے، کیونکہ برے افراد کی معیت انسان کو گناہوں، غفلت اور دنیا پرستی کی طرف مائل کر سکتی ہے اور اس کا اثر معاشرت پہ بھی پڑتا ہے۔ معاشرے میں حُسن تب آئے گا جب معاشرے میں رہنے والے افراد اپنی مجلسوں کو پاکیزہ اور نیک لوگوں کی صحبت سے مزین کریں گے۔

1-البقرہ:83

2- ابو عبد اللہ محمد بن یزید، سنن ابن ماجہ، جلد دوم، ح134، سافٹ ویئر Easy Quran o Hadees

شیخ رحمۃ اللہ علیہ کی تعلیمات کی روشنی میں جاہل آدمی کی صحبت اور بچوں اور عورتوں کے ساتھ خلوت انسان کے لیے اور معاشرے کے لیے نقصان دہ ہے جبکہ ایمان والوں، یقین والوں، باعمل عاملوں اور عمر رسیدہ پرہیزگاروں کی صحبت انسان کے لیے بھی اور پورے معاشرے کے لیے سود مند اور نفع بخش ہے۔ شیخ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایسے نیک لوگوں کی صحبت میں نہایت تعظیم و تکریم اور عزت کے ساتھ بیٹھنا چاہیے اور فضولیات سے اجتناب کرنا چاہیے۔¹ مختصر یہ کہ ایک صالح معاشرہ تب ہی وجود میں آتا ہے جب افراد معاشرہ نیک، دیندار اور متقی لوگوں کی صحبت کو اختیار کرتے ہیں۔

2. کمزور لوگوں کی مدد

معاشرے میں مختلف قسم کے لوگ پائے جاتے ہیں، کچھ مالی و معاشی اور جسمانی اعتبار سے کمزور ہوتے ہیں جبکہ کچھ مال و دولت اور صحت و تندرستی کے اعتبار سے مضبوط و مستحکم ہوتے ہیں۔ معاشرے میں حُسن اس وقت آتا ہے جب مالی و جسمانی اعتبار سے مضبوط افراد اپنے سے کمزور لوگوں کو ساتھ لے کر چلتے ہیں اور ان کی ضروریات کا خیال رکھتے ہیں، بصورت دیگر معاشرے کا حُسن یا تو ختم ہو جاتا ہے یا مدہم پڑ جاتا ہے۔ حُسن معاشرت کا تقاضا یہ ہے کہ معاشرے کے کمزور، محتاج، اور معذور افراد کو نظر انداز نہ کیا جائے، بلکہ ایسے افراد کی مدد کو اپنے لیے سعادت کا باعث سمجھنا چاہیے۔ شیخ رحمۃ اللہ علیہ کی تعلیمات کے مطابق ایسے ضرورت مند افراد کی مدد کرنی چاہیے اور ایسے افراد کی ہرگز تحقیر و تذلیل نہیں کرنی چاہیے۔ شیخ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایسے افراد میں سے کسی کو حقارت بھرے الفاظ سے مت پکارو جیسے اے تہی دست، اے بھوکے پیاسے، اے برہنہ تن، اے دھتکارے ہوئے وغیرہ۔² مختصر یہ کہ ایک ایسا معاشرہ جس میں کمزوروں کے حقوق کا خیال رکھا جائے، وہی حقیقت میں اسلامی معاشرہ کہلا سکتا ہے۔

3. محبت و عداوت کا معیار

حسن معاشرت کا سب سے اعلیٰ اور عمدہ اصول یہ ہے کہ معاشرے میں موجود کسی بھی انسان کی محبتیں اور دشمنیاں ذاتی خواہشات کی بجائے کتاب و سنت کی بنیاد پر ہوں۔ شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے معاشرتی تعلقات کو شرعی اصولوں کے تابع رکھنے کی تلقین کی، تاکہ محبت بھی حق کے لیے ہو اور عداوت بھی صرف باطل سے ہو، چنانچہ شیخ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جس سے تم محبت رکھتے ہو اس کے اعمال کو کتاب و سنت پر پیش کرو، اگر کتاب و سنت کی روشنی میں اس کے اعمال محبوب ہوں تو تم بھی اس سے محبت رکھو اور اگر اس کے اعمال کتاب و سنت کی روشنی میں مبعوض ہوں تو تم بھی اس سے عداوت و بغض رکھو تاکہ تم اپنی خواہش سے اس سے محبت یا عداوت کرنے والے نہ بنو۔³

1- الفتح الربانی (مترجم)، مجلس نمبر 17، ص 153

2- فتوح الغیب (مترجم)، مقالہ نمبر 25، ص 82

3- ایضاً: مقالہ نمبر 31، ص 100-101

خلاصہ

تجزیہ

نتائج

سفارشات و تجاویز

خلاصہ و تجزیہ

خلاصہ

شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی دعوتی خدمات، ان کی تحریرات اور مواعظ و ملفوظات بالخصوص "فتوح الغیب" اور "الفتح الربانی" کے آئینے میں نہایت جامع اور موثر نظر آتی ہیں۔ ان کے دعوتی منہج کا دائرہ صرف عقائد و عبادات تک محدود نہ تھا بلکہ انہوں نے اخلاق، معاملات، معاشرت، اور سلوک کی اصلاح پر بھی یکساں زور دیا۔ ان کی دعوت قرآن و سنت پر مبنی تھی اور وہ اپنے مخاطبین کی ذہنی و روحانی حالت کے مطابق اسلوب اختیار کرتے تھے۔ ان کی دعوت میں شفقت، حکمت، اصلاح، انذار و تبشیر اور عمل کی تلقین نمایاں ہے۔ انہوں نے بلا تخصیص معاشرے میں موجود ہر طبقے کی اصلاح کی بھرپور کوشش کی۔

تجزیہ

شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کا دعوتی منہج جامع، ہمہ جہت اور متوازن نظر آتا ہے۔ ان کے اسلوب میں تعلیم، تزکیہ، تبلیغ اور اصلاح کی چہار جہت نمایاں دکھائی دیتی ہیں۔ وہ صرف بات کرنے والے نہیں، بلکہ عمل کرنے والے داعی تھے۔ ان کا انداز بیان انتہائی پُر اثر تھا، جس سے مسلم و غیر مسلم اور عوام و خواص یکساں متاثر ہوتے تھے۔ انہوں نے معاشرتی بگاڑ، اخلاقی گراؤ اور دینی انحراف کے خلاف علم بلند کیا اور انفرادی و اجتماعی اصلاح کو اپنی دعوت کا مرکز و محور بنایا۔ ان کی دعوت میں شدت نہیں بلکہ حکمت اور نرمی کا پہلو نمایاں ہے۔ وہ لوگوں کو نیک اعمال اور آخرت کی رغبت دلا کر نیکی کی طرف بلا تے اور برائی سے باز رکھتے۔ ان کا زور اس بات پر تھا کہ دین صرف رسومات کا مجموعہ نہیں بلکہ ایک عملی نظام حیات ہے۔ انہوں نے اپنی دعوت کے ذریعے دین کو زندگی کے تمام شعبوں سے جوڑنے کی بھرپور کوشش کی۔

نتائج (Findings)

1- شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کا دعوتی منہج قرآن و سنت پر مبنی تھا جس میں حکمت، نرمی، تدریج اور عملی کردار کو بنیادی حیثیت حاصل تھی۔

2- آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے خطبات و مواعظ بالخصوص فتوح الغیب اور الفتح الربانی کے ذریعے اصلاح عقائد، عبادات، معاملات، اخلاقیات اور معاشرت پر گہرا اثر ڈالا۔

3- آپ رحمۃ اللہ علیہ کے اسلوب دعوت نے فرقہ واریت، بدعات اور مادیت پرستی کے خلاف ایک مؤثر جدوجہد کی اور لوگوں کو توحید و اتباع سنت کی طرف متوجہ کیا۔

4- شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے لوگوں کی سہولت کے لیے وعظ و نصیحت کے لیے دن، مقام اور وقت متعین کر رکھے تھے۔

5- آپ رحمۃ اللہ علیہ کے وعظ و نصیحت میں ہر طبقہ اور ہر مذہب کے لوگ حاضر ہوتے تھے، یہی وجہ ہے کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے وعظ و نصیحت کے نتیجے میں لاکھوں مسلمان گناہوں سے تائب ہوئے اور ہزاروں غیر مسلم اسلام میں داخل ہوئے، جس سے آپ کا دعوتی منہج و اسلوب ہمہ گیر اور عملی طور پر کامیاب ثابت ہوا۔

6- شیخ رحمۃ اللہ علیہ کے دعوتی منہج و اسلوب سے سبق ملتا ہے کہ کامیاب دعوت وہی ہے جو قرآن و سنت کی بنیاد پر ہو اور معاشرتی مسائل کے لیے عملی حل فراہم کرے۔

7- عصر حاضر میں شیخ کا اسلوب دعوت اور علم و حکمت سے بھرپور آپ رحمۃ اللہ علیہ کی کتب مبلغین اسلام کے لیے نصابی اور اصلاحی طور پر نہایت مفید ہیں۔

سفارشات و تجاویز (Recommendations)

یہ مقالہ انتہائی مختصر ہے، اس میں شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی کے دعوتی پہلو کو ذکر کیا گیا ہے۔ دورانِ تحقیق کچھ اہم باتیں سامنے آئیں، جنہیں ضبطِ تحریر میں لانا اس لیے ضروری ہے تاکہ دعوت و تبلیغ سے متعلقہ اداروں اور افراد کی رہنمائی ہو جائے اور وہ بہتر انداز سے آنے والے وقت میں تحقیق کر سکیں۔ سفارشات و تجاویز درج ذیل ہیں:

داعیان و مبلغین کے لیے

- 1- موجودہ دور کے داعیان و مبلغین کو شیخ رحمۃ اللہ علیہ کی طرح ایسا منہج اور اسلوب اختیار کرنے کی ضرورت ہے، جس سے معاشرے میں موجود ہر طبقے اور ہر مذہب کے لوگ بخوشی ان سے استفادہ کریں اور دین اسلام کے قریب ہوں۔
- 2- عصر حاضر کے مبلغین کو بھی دعوت و تبلیغ کے میدان میں شیخ رحمۃ اللہ علیہ کی طرح حالات و ضروریات کو مد نظر رکھ کر اپنے منہج و اسلوب کو بہتر بنانے کی ضرورت ہے تاکہ موجودہ دور میں لوگوں کی بھرپور رہنمائی ہو سکے۔
- 3- داعیان کو لوگوں کی نفسیات کا خیال کرتے ہوئے شیخ رحمۃ اللہ علیہ کی طرح اپنے ایام و اوقات کو دعوت و تبلیغ کے لیے متعین کرنا چاہیے۔

حکومت کے لیے

- 1- وزارت مذہبی امور کو چاہیے کہ ایک جامع دعوت و تبلیغ پالیسی تشکیل دے جو شیخ عبدالقادر جیلانی اور دیگر اسلاف کے حکیمانہ اسلوب پر مبنی ہو۔
- 2- فرقہ واریت اور شدت پسندی کے خاتمے کے لیے خطبات جمعہ اور دیگر دینی اجتماعات میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کے منہج کو فروغ دیا جائے۔

- 3- میڈیا پر ایسے پروگرام نشر کیے جائیں جو دعوتی، اخلاقی اور اصلاحی کردار اجاگر کریں اور منفی مباحث سے اجتناب کریں۔

تعلیمی اداروں کے لیے

- 1- مدارس و جامعات کے نصاب میں فتوح الغیب اور الفتح الربانی کے منتخب دعوتی مضامین شامل کیے جائیں۔

2- یونیورسٹیوں میں دعوت و تبلیغ اسٹڈیز سینٹر قائم کیے جائیں تاکہ طلبہ و محققین اس موضوع پر عملی تحقیق کر سکیں۔

3- اسلامیات کے نصاب میں نظریاتی پہلوؤں کے ساتھ ساتھ دعوتی و اخلاقی تربیت کو بھی شامل کیا جائے۔

دعوتی تنظیموں کے لیے

1- تبلیغی و دعوتی تحریکات اپنے انداز میں شیخ رحمۃ اللہ علیہ کے منہج کی طرح حکمت، نرمی اور عملی مسائل پر زور دیں۔

2- جدید ذرائع ابلاغ جیسے آرٹیفیشل انٹیلیجنس، سوشل میڈیا، پوڈکاسٹ، ویڈیوز وغیرہ کو دعوتی مقاصد کے لیے استعمال کیا جائے۔

3- مبلغین کی باقاعدہ ظاہری و باطنی تربیت کی جائے کہ وہ شدت پسندی کے بجائے شیخ رحمۃ اللہ علیہ کی طرح نرم اور حکیمانہ رویہ اپنائیں۔

معاشرتی سطح پر

1- مساجد و مدارس کو صرف عبادت گاہ تک محدود نہ رکھا جائے بلکہ ان کو اصلاحی مراکز بنایا جائے۔

2- خواتین اور نوجوانوں کے لیے خصوصی دعوتی کورسز اور ورکشاپس منعقد کی جائیں۔

3- معاشرتی برائیوں جیسے جھوٹ، فریب، حسد، کینہ، بغض، ریاکاری، حرام خوری، دنیا پرستی و مادیت پرستی وغیرہ کے خلاف عوامی سطح پر مہمات چلائی جائیں۔

فہارس

فہرست آیات

فہرست احادیث

فہرست اماکن

فہرست مصادر و مراجع

فهرست آیات

نمبر شمار	آیات	سورة	آیت نمبر	صفحہ نمبر
1	وَقُولُوا لِلنَّاسِ حُسْنًا	البقره	83	83
2	لَيْسَ الْبِرُّ أَنْ تُولُوا وَجُوهَكُمْ قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ---	البقره	177	70
3	أَدْعُ إِلَى سَبِيلِ رَبِّكَ بِالْحُكْمَةِ---	النحل	125	33
4	إِنَّمَا يُؤَفِّي الضُّرُونَ أَجْرِيُمْ بِغَيْرِ حِسَابٍ	الزمر	10	81
5	ادْعُوِيَّ اسْتَجِبْ لَكُمْ	غافر	60	77
6	وَمَنْ أَحْسَنُ قَوْلًا مِمَّن دَعَا إِلَى اللَّهِ وَعَمِلَ صَالِحًا---	حم السجده	33	33
7	لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ	الشورى	11	72
8	نَحْنُ قَسَمْنَا بِيَدِهِمْ مَعِيشَتَهُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا	الزخرف	32	82
9	وَمَا أَنْتُمْ إِلَّا رُسُلٌ فُخِّدُوهُ وَمَا نَهَيْكُمْ عَنْهُ فَاتَّبِعُوا	الحشر	7	73
10	وَمَنْ يَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ فَهُوَ حَسْبُهُ	الطلاق	3	81
11	وَأَنَّكَ لَعَلَى خُلُقٍ عَظِيمٍ	القلم	4	80

فهرست احاديث

نمبر شمار	احاديث مبارکه	کتاب	صفحه نمبر
1	بَلِّغُوا عَنِّي وَلَوْ آيَةً	صحيح بخارى	33
2	أَنْ تُؤْمِنَ بِاللَّهِ وَمَلَائِكَتِهِ وَكُتُبِهِ وَرُسُلِهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ---	صحيح مسلم	70
3	كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحْسَنَ النَّاسِ خُلُقًا	صحيح مسلم	80
4	وَمَا تَوَاضَعَ أَحَدٌ لِلَّهِ إِلَّا رَفَعَهُ اللَّهُ	صحيح مسلم	82
5	لَا يَزِدُّ الْقَضَاءُ إِلَّا الدُّعَاءَ	جامع ترمذی	74
6	ادْعُوا اللَّهَ وَأَنْتُمْ مُوقِنُونَ بِالْإِجَابَةِ---	جامع ترمذی	77
7	مَنْ رَأَى مِنْكَ رَأَى مِنْكَ فُلَيْعِيْرُهُ بِيَدِهِ---	سنن ابوداؤد	65
8	أَكْمَلُ الْمُؤْمِنِينَ إِيمَانًا أَحْسَنُهُمْ خُلُقًا	سنن ابوداؤد	80
9	إِيَّاكُمْ وَالْحَسَدَ فَإِنَّ الْحَسَدَ يَأْكُلُ الْحَسَنَاتِ كَمَا تَأْكُلُ النَّارُ الْحَطَبَ	سنن ابوداؤد	83
10	حَيْرُكُمْ حَيْرُكُمْ لِأَهْلِيهِ وَأَنَا حَيْرُكُمْ لِأَهْلِي	ابن ماجه	60
11	كَثْرَةُ ذِكْرِ الْمَوْتِ وَتِلَاوَةُ الْقُرْآنِ	مشكوة	77
12	بُعِثْتُ لِأَتَمِّمَ مَكَارِمَ الْأَخْلَاقِ	مشكوة	80

فہرستِ اماکن

تعارف و محل وقوع	مذکورہ نام	نمبر شمار
ایران کا ایک قدیم علاقہ، موجودہ شمالی ایران میں واقع ہے۔	جیلان	1
یہ بھی ایران کے ایک محلے کا نام، جو صوبہ گیلان کے قریبی علاقوں میں شامل رہا ہے۔	بُشتیر	2
ترکی کا ایک مشہور اور تاریخی شہر، جو پہلے شام کا حصہ تھا۔ ابتدائی دورِ اسلام میں اہم فتوحات کا مرکز رہا اور عیسائیت کے ابتدائی مراکز میں بھی شمار ہوتا ہے۔	انطاکیہ	4
شام کا ایک قدیم شہر ہے، جو اسلام کی ابتدائی فتوحات میں شامل ہوا اور یہ علمی مرکز بھی رہا۔	حمص	5
یہ موجودہ اسرائیل میں واقع ایک بندرگاہی شہر ہے اور صلیبی جنگوں کے دوران اسے ایک اہم مقام حاصل رہا۔	عکہ	6
لبنان کا ایک اہم تاریخی شہر جو اسلامی فتوحات کے بعد علمی و ثقافتی مرکز بن گیا۔	طرابلس	
ایران کا قدیم شہر جو کئی معروف صوفیاء و علماء کا مرکز رہا ہے۔	ہمدان	

فهرست مصادر ومراجع

قرآن، تفاسیر و تراجم

القرآن الكريم

آلوسی، شهاب الدین محمود بن عبدالله، روح المعانی، مؤسسة الرسالة، بیروت، 1431 هـ

مفتی تقی عثمانی، آسان ترجمہ قرآن، سافٹ ویئر Easy Quran o Hadees

ڈاکٹر طاہر القادری، عرفان القرآن، سافٹ ویئر Easy Quran o Hadees

الحديث

البخاری، محمد بن اسماعیل، صحیح بخاری، سافٹ ویئر Easy Quran o Hadees

مسلم بن حجاج، صحیح مسلم، سافٹ ویئر Easy Quran o Hadees

ابوداؤد، سلیمان بن الأشعث، سنن ابوداؤد، سافٹ ویئر Easy Quran o Hadees

ترمذی، محمد بن عیسیٰ، جامع ترمذی، سافٹ ویئر Easy Quran o Hadees

ابوعبدالله محمد بن یزید، سنن ابن ماجہ، سافٹ ویئر Easy Quran o Hadees

مشکوٰۃ المصابیح، المجلد الثاني، سافٹ ویئر Easy Quran o Hadees

تاریخ و تراجم

ابن الجوزی، ابوالفرج عبدالرحمن بن علی بن محمد، المنتظم فی تاریخ الملوک والامم، دارالکتب العلمیة، بیروت،

1415ھ

الذہبی، شمس الدین محمد بن احمد بن عثمان، العبر فی خبر من غیر، دارالکتب العلمیة، بیروت

ابن رجب، عبدالرحمن بن احمد، الذیل علی طبقات الحنابلة، مكتبة العبيكان، جامعہ ام القرى، مکہ مکرمہ،

1425ھ

الصفدی، صلاح الدین خلیل بن ایبک، الوافی بالوفیات، داراحیاء التراث العربی، بیروت، 1420 هـ

الکتبی، محمد بن شاکر، فوات الوفيات، دار صادر، بیروت

- یافعی، عبداللہ بن اسعد، مرآة الجنان وعبرة اليقظان، دارالکتب العلمیة، بیروت، 1417 ھ
- امام شہاب الدین، عبدالحی بن احمد بن محمد بن العماد، شذرات الذهب فی اخبار من ذهب، دار ابن کثیر، دمشق، بیروت
- الحموی، یاقوت بن عبداللہ، معجم البلدان، دار صادر، بیروت
- البغدادی، صفی الدین عبدالمومن بن عبدالحق، مرصد الاطلاع علی اسماء الامکنة والبقاع، دار المعرفة، بیروت
- الشعرانی، عبدالوہاب، الطبقات الکبری، مکتبه الثقافة الدینیة، 1426 ھ
- الذہبی، شمس الدین محمد بن احمد بن عثمان، سیر اعلام النبلاء، مؤسسة الرسالة، 1402 ھ
- محمد بن احمد الخطیب البغدادی، تاریخ بغداد، دار الغرب الاسلامی، بیروت، 1997
- ابن کثیر دمشقی، البداية والنهاية، بیروت، 1990
- ابن اثیر جزری، الكامل فی التاریخ، دار الکتب العلمیة، بیروت، 2005
- عبدالباسط الکتانی، المواهب السنیة فی مناقب الجیلانیہ، دار الفکر، قاہرہ، 1968
- امام ابن جوزی، تلبیس ابلیس، دار الکتب العلمیة، بیروت، 1998
- محمد ابوزہرہ، تاریخ المذاهب الإسلامیة، دار الفکر العربی، قاہرہ، 1975
- عبدالحلیم محمود، الفکر الصوفی فی الإسلام، دار المعارف، قاہرہ، 1976
- مولانا عبداللہ نعیم صدیقی، اصول الدعوة والارشاد، بکتنہ المدینہ، کراچی
- ڈاکٹر شوکت علی شوکانی، منہج دعوت نبوی ﷺ میں شخصی کردار کی اہمیت و تاثیر، المکتبۃ الاسلامیہ، ظفروال، 2021
- ڈاکٹر طاہر القادری، البدعة والضلالة، ادارہ منہاج القرآن پبلی کیشنز، لاہور، 2008
- ڈاکٹر طاہر القادری، حقیقت تصوف، منہاج القرآن پبلی کیشنز، لاہور، 2010
- علی بن عثمان ہجویری، کشف المحجوب، شیخ غلام علی اینڈ سنز، لاہور
- عبدالحق محدث دہلوی، اخبار الاخیر، ادارہ ثقافت اسلامیہ، لاہور
- پروفیسر ڈاکٹر ظہور احمد اظہر، اسلام اور فرقہ واریت کا مسئلہ، مجلس ترقی ادب، لاہور، 1987
- مولانا منظور احمد نعمانی، مسلمانوں کے مختلف فرقے، ندوۃ العلماء، لکھنؤ، 1985

- ڈاکٹر خالد مسعود، اسلامی فرقہ واریت: تاریخ اور تجزیہ، ادارہ تحقیقات اسلامی، اسلام آباد، 1992
- امام احمد رضا خان بریلوی، فتاویٰ رضویہ، رضا فاؤنڈیشن، بریلی، 1980
- ڈاکٹر محمود احمد غازی، محاضرات فقہ، ادارہ تحقیقات اسلامی، اسلام آباد، 1997
- مولانا عبدالمجید دریابادی، اسلامی مسلک، دار الاشاعت، کراچی، 1950
- مولانا مناظر احسن گیلانی، الفرقان بین الفرق، دار المصنفین، اعظم گڑھ، 1936
- مولانا امین احسن اصلاحی، اختلافات امت اور صراط مستقیم، مکتبہ دار الاشاعت، لاہور، 1965
- مولانا وحید الدین خان، اسلام اور مسلکی اختلافات، المکتبۃ الاسلامیہ، نئی دہلی، 1980

تصانیف شیخ اور سیرت شیخ

- شیخ عبدالقادر جیلانی، غنیۃ الطالبین (مترجم)، مدینہ پبلشنگ، کراچی
- شیخ عبدالقادر جیلانی، فتوح الغیب (مترجم)، زاویہ پبلشرز، لاہور
- شیخ عبدالقادر جیلانی، الفتح الربانی (مترجم)، شبیر برادرز، لاہور
- تاذفی، محمد بن یحییٰ، قلائد الجواهر (مترجم)، اکبر بک سیلرز، لاہور
- ابوالحسن الشطنوفی، ہجرت الاسرار، شبیر برادرز
- سید نصیر الدین نصیر گیلانی، نام و نسب، گیلانی پبلشرز، گوڑہ شریف
- الیافی، عبداللہ بن اسعد، خلاصۃ المفاجر فی مناقب الشیخ عبدالقادر، دار الآثار الاسلامیہ، بریلی، 2006
- ابن حجر العسقلانی، احمد بن علی، غبطلۃ الناظر فی ترجمۃ الشیخ عبدالقادر الجیلانی
- الدکتور عبدالزاق الکیلانی، الشیخ عبدالقادر الجیلانی

قاموس و لغت

- ابن منظور، لسان العرب، داراحیاء التراث العربی، بیروت
- فیروز آبادی، مجدالدین محمد بن یعقوب، القاموس المحیط، مؤسسة الرسالة، بیروت، 1426ھ
- سید محمد عمیم الاحسان، التعریفات الفقہیۃ، دارالکتب العلمیۃ، بیروت، 2003ء